مَن عَادَ لِی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالحَرْب (الحدیث)

ضَرْبِ یَدُ اللّٰهِ

بر مصنفین فیصلۂ شرعیہ در بارۂ مداریہ

مصنّف

محقق عصر شہزادۂ قطب المدار حضرت علامہ مولانا

سید محمد منوّر علی صاحب قبلہ جعفری مداری

آستانۂ عالیہ دارالنور مکنپور شریف کانپور (یوپی)

مقدمہ

اسیر قطب المدار محمد حبیب الرحمٰن بدیعی منظری

ناشر

انجمن آل انڈیا سنی زندہ شاہ مدار ویلفیئر ایسوسی ایشن

سوسائٹی گلاب شاہ اسٹریٹ کرلا ممبئی نمبر ۷۰

یہ کتاب Www.madaarimedia.Com سے ڈاؤن لوڈ کی گئی ہے

Scanned with CamScanner

دم مدار بیڑا پار

MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

YouTube: @MadaariMedia

Telegram: @MadaariMedia

Instagram: @MadaariMedia

Facebook: @MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

حضور سیدنا مدار اعظم رضی اللہ عنہ کا مختصر سوانحی خاکہ

از۔ عاشق مدار اعظم منشی عاشق علی شاہ مداری کرلا بمبئی

اللہ رب العزت جل مجدہ الکریم کی یہ سنت کریمہ ہے کہ انسانوں کی ہدایت فلاح و بہبود آخرت کیلئے ہر دور ہر صدی میں اپنے کسی ولی اور مقرب بارگاہ کو پیدا فرماتا ہے اور خلق کثیر کو اسکی فیوض و برکات اور مساعی جمیلہ سے رشد و ہدایت اور صراط مستقیم کی عظیم نعمت سے سرفراز کرتا ہے! اللہ رب العزت کے مقربین بارگاہ کی مقدس جماعت میں ایک عظیم شخصیت اور ہستی سرکار سرکاراں غوث الاغواث قطب الاقطاب فرد الافراد شہنشاہ اولیاء کبار حضور سیدنا و مرشدنا سید بدیع الدین احمد علی حلبی شامی مکنپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی ہے! آپ نے تقریباً پورے دنیا میں اعلاء کلمۃ الحق کے لئے تبلیغی دورہ فرمایا۔ آپ ہی کی وہ مقدس ذات ہے جسے صوفیائے کرام کی مقدس جماعت میں سب سے پہلے ۸۲/۲۸۱ھ میں ہندوستان کی سرزمین پر دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی حیات طیبہ کا مختصر اجمالی خاکہ آپ کے سامنے ہے ملاحظہ فرمائیں۔

آپکا نام بدیع الدین احمد ہے، آپ کے والد ماجد سید قاضی قدوۃ الدین علی حلبی اور والدہ ماجدہ حضرت بی بی فاطمہ ثانیہ زاہدہ ہیں۔ آپ یکم شوال ۲۴۲ھ کو حضرت علی حلبی کے دولتکدہ علم وعرفان میں پیدا ہوئے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ نے بہت قلیل عرصہ میں حضرت علامہ حذیفہ شامی مرعشی علیہ الرحمہ سے علوم دینیہ اسلامیہ میں ید طولیٰ اور مہارت تامہ حاصل کرلیا۔ ۲۵۹ھ میں بیت المقدس کے مقدس صحن میں بیٹھ کر سلطان

Al Madaar Library (Telegram)

Scanned with CamScanner

العارفین حضرت بایزید بسطامی طیفور شامی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل کی اور اجازت وخلافت کی دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو ۵۹۶، سال کی عمر طویل عطاء فرمائی جس کا ایک ایک لمحہ آپ نے خدمت دین متین میں صرف فرمایا اور کلمہٗ وحدہ لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو پوری دنیا میں عام کرنیکی سعادت عظیم سے سرفرازی حاصل کی۔ آپ کے ذریعہ لاکھوں گمگشتگان راہ کو ایمان واسلام کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی۔

آپ نے سات حج ادا کیۓ آخری حج کے موقعہ پر غوث العالم حضرت سیدنا سید جہانگیر اشرف مخدوم سمنانی رضی اللہ عنہ کو خرقۂ محبت (خلافت) بھی عطا فرمایا۔

حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے پیدائش کی بشارت آپ کے والد ماجد حضرت سالار ساہو علیہ الرحمہ کو حضرت سرکار مدار پاک ہی نے دی۔

رسالہ الیاس کے مطابق سرکار مدار اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوری دنیا میں تقریبا ایک لاکھ خلفاء باوقار ہیں۔ جسمیں سے ہر ایک ولایت کے مناصب میں اعلیٰ منصب پر فائز ہے۔ مثال کے طور پر حضرت سید محمد ارغون۔ حضرت سید ابوتراب فنصو۔ حضرت سید ابوالحسن طیفور۔ حضرت جمال الدین جان من جنتی بہار۔ حضرت سید احمد بادیہ پا مئو۔ حضرت مولانا حسام الدین سلامتی مانکپور۔ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ مقدسہ۔ حضرت بابا حاجی عبدالرحمن ملنگ کلیان بمبئی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جسمیں حضور مدار پاک کا کوئی خلیفہ اپنے

مرقد انور سے انسانوں کی رشد وہدایت کا باعث نہ ہو۔ آپ ہی کے سلسلۂ مُقدسہ کے ایک عظیم الشان روحانیت کے علمبردار قطب عالم غوث زماں حضرت سیدی ابوالوقار سید کلب علی مداری رحمت اللہ علیہ ہیں۔ حضور سیدی ابوالوقار ہی کا تصرف باطنی ہے کہ آپ کے معتقدین ومتوسلین نے ضرب یداللہی کیلئے سعی بلیغ کر کے وابستگان سلسلۂ مداریہ کو ایک عظیم الشان علمی تحقیقی دستاویز مہیا کر دیا۔ انشاءاللہ سرکار ابوالوقار کا فیضان وکرم آپ اور آپ کے مقدس خانوادہ سے وابستہ حضرات پر باران رحمت کی حسین بوندوں کی طرح صبح قیامت تک برستا رہیگا۔ پوری دنیا میں اسلام کی عظمت و اقتدار کے عظیم علمبردار حضور سیدنا مدارِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام تبلیغ دین واشاعت اسلام میں صرف فرما کر صوبۂ یوپی کے مردم خیز قصبہ دار النور مکن پور شریف میں ۱۷ جمادی الاولیٰ ۸۳۸ کو اس دار فانی سے کوچ فرما کر اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ کو رجال الغیب نے غسل وکفن دیا اور آپکی نماز جنازہ آپکی وصیت کے مطابق آپ کے مرید وخلیفہ مولانا حسام الدین سلامتی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ آپکا مادۂ ولادت صاحب عالم اور مادۂ وفات ساکن بہشت ہے۔

ہر سال ۱۵/۱۶/۱۷/ جمادی الاول کو مکنپور شریف میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ آپ کے سالانہ عرس مقدس کا انعقاد ہوتا ہے اور ملک وبیرون ملک کے لاکھوں زائرین حاضر عرس ہو کر سرکار مدار اعظم کے فیوض وبرکات سے اپنے دامن مراد کو بھرتے ہیں۔ اور آج بھی اس مقدس

Al Madaar Library(Telegram) Al Madaar Tv(Youtube)

Scanned with CamScanner

آستانہ سے کرامتوں کا ایسا ظہور ہوتا ہے جیسے ساون بھادوں کی بارش۔

اللہ رب کریم ہم تمام غلامان سرکار مدار پاک کو علم و عمل استقامت فی الدین عطا فرمائے اور حضور سید تاجدار العالمین رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات سے مالامال فرمائے۔ آمین!

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

تمہید

دنیا کی تاریخ روز اول سے لیکر آج تک حق و باطل کے درمیان معرکہ آرائی سے بھری پڑی ہے۔ شیطانی نفس، باطل پرست قوتیں ہمیشہ سے ہی حق کے خلاف برسر پیکار رہتی ہیں، یہ اور بات ہے کہ حق کے سامنے باطل اپنے منہ کی کھاتا رہا۔ سیدنا ابو البشر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر پیغمبر آخر الزماں حضور اکرم ﷺ تک تمام انبیاء و مرسلین احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتے رہے، خاتم النبیین علیہ وآلہ افضل التحیۃ والتسلیم کے بعد علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور العلماء ورثۃ الانبیاء کے مصداق علماء ربانیین نے اس تحریک کا بیڑا اٹھایا۔ اور باطل قوتوں کے ناپاک عزائم کو ناکام و نامراد کردینے کا فریضہ بحسن وجوہ انجام دیا۔

یہ ایک المیہ ہے کہ وہ اسلام جس کی تعلیمات آفتاب و ماہتاب سے بھی زیادہ روشن و تابناک ہیں جس کے مقدس اصول ہر اک دور، ہر اک جگہ اور ہر ایک طبقہ کیلئے یکساں مفید اور مینارۂ نور ہیں، جو دین یسر و رفق سے عبارت ہے جو اسلام اخوت و مساوات، اتحاد و اتفاق کا درس دیتا ہے۔ غرور و تکبر اور بغض و حسد جیسی لعنتوں سے اجتناب کا حکم فرماتا ہے۔ اسی اسلام کے ماننے والوں میں افتراق و انتشار کا درخت اتنا پروان چڑھا کہ قوم مسلم شاخ در شاخ ہوتی چلی گئی اور اب حال یہ ہے کہ نعرہ تو سب کا ایک ہے ہم ایک اللہ، ایک قرآن اور ایک نبی کے ماننے والے ہیں مگر ان نعروں کا تحقیقی جائزہ لیا جائے تو اکثر صرف

Scanned with CamScanner

نام کے مسلمان دکھائی دیتے ہیں۔ باہمی نفرت وکدورت اور بغض وحسد کا عالم یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے فرمان عالیشان ظنوا المومنین خیرا. کو پس پشت ڈال کر اپنے مخالف کی ہر اچھی بات میں بھی برائی کے پہلو تلاش کیے جارہے ہیں۔ اسلامی بات کو بھی غیر اسلامی ثابت کرنے کی سازشیں رچی جارہی ہیں، انکی صحیح صورت بگاڑ کر عوام میں غلط فہمیاں اور بدگمانیاں پیدا کی جارہی ہیں۔ اس کے برعکس اپنی غلط اور بری بات کو بھی اچھی بات بنا کر پیش کیا جارہا ہے اور ان حالات میں مناظرے اور مباحثے وقت کی ضرورت بن گئے۔

یہ عظیم ہندوستان جس میں تبلیغ دین کا اہم ترین فریضہ اولیاء کرام اور صوفیاء عظام علیہم الرحمۃ والرضوان نے انجام دیا۔ اور جس میں کروڑوں افراد آج بھی خانقاہوں کے عقیدت مند ہیں اور اولیاء کرام سے اپنی نسبت کو شرف وسعادت دارین تصور کرتے ہیں۔ انکے مراکز عقیدت اور مسلک ومشرب سے انکو وہابی، دیوبندی جیسے ناموں کی تحریک باطل بھی نہ پھیر سکی۔ تو سوچی سمجھی اسکیم اور منصوبہ بند سازش کے تحت اس ادارے سے اس کام کی مہم چلائی جانے لگی جو کسی دور میں ہندوستان کے سنّی مسلمانوں کا معتمد علیہ ادارہ تھا ۔ کسے خبر تھی وہ ادارہ جو کبھی عصمت انبیاء علیہم السلام اور عظمت اولیاء کرام کی دہائی دے رہا تھا جو خانقاہوں کے سہارے کھڑا ہوا اور اس نے سلاسل طریقت کے بل بوتے چلنا شروع کیا اسی کے قدم علماء ربانیین وسلف صالحین کے راستے سے ہٹ کر کسی اور سمت اٹھنے لگیں گے۔ خلاف توقع اسی ادارے سے اولیاء کرام کے مقدس مشن کو فروغ دینے والے سلاسل مبارکہ سے محض بغض وتعصب، حرص وحسد کی بنا پر ،ایک ہی رہے گا، پروگرام کے تحت عوام

الناس کو برگشتہ کرکے اپنی نفسانیت، شکم پری اور ہوا وہوس کی تکمیل کے ناپاک منصوبے کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی، فیصلۂ شرعیہ دربارۂ مداریہ، نامی کتابچہ بھی ہے۔ اس نام نہاد ''فیصلۂ شرعیہ'' میں بریلی شریف اور مبارکپور کے دو ذمہ دار مفتیوں (مفتی اختر رضا خان ازہری ومفتی شریف الحق امجدی) نے اپنے ناپاک جذبۂ دل کی تسکین کے لئے تین کتب مداریہ سے چند عبارات کا انتخاب کر کے انکو غیر شرعی اور غیر اسلامی عبارت ثابت کرنے کی ناحق کوشش کی ہے، جس کا مقصد عوام اہلسنت کو مشائخ سلسلۂ مداریہ سے دور ونفور کر کے خود کو پارسا ظاہر کرنا اور، آتے جاؤ پھنستے جاؤ، کی اسکیم کے تحت دوسری خانقاہوں کے مریدین ومتوسلین کو اپنی طرف رجوع کرنا ہے........

۱۹۸۸ء میں اس کتابچہ کی اشاعت کی گئی اس کے منظر عام پر آتے ہی ''انجمن تحفظ سلسلۂ عالیہ مداریہ شاخ ممبئی '' نے اس کا جواب ''صاعقہ بر خرمن مفتیانِ رضویہ'' کے نام سے شائع کر کے احقاق حق اور ابطال باطل کر دیا تھا۔ اصولی طور پر بریلی شریف کے مفتی ازہری صاحب اور مبارکپور کے مفتی امجدی صاحب، کو چاہئے تو یہ تھا کہ اگر صاعقہ ان کی فکر کے مطابق انکے اعتراضات کا صحیح جواب تھی تو اعتراف حق کر لیتے اور اگر ان کی رائے اس کے خلاف تھی تو جواب تحریر کرتے مگر اعتراف حق میں ان کو شرم وعار اور جواب لکھنے سے وہ لاچار، سوائے اس کے کہ ''ہٹ دھرمی تیرا سہارا'' اور کیا کرتے؟ اسی پرانی کتاب فیصلۂ شرعیہ کو دوبارہ شائع کرا کے اسلام وسنیت کی اس خدمت کے احسان کا بوجھ ناخواندہ یا کم خواندہ سنی مسلمانوں کے سروں پر رکھ دیا گیا۔

فیصلۂ شرعیہ کا جدید ایڈیشن شائع ہوا تو ایک بار پھر چند پیشہ ور مقرر اور

Scanned with CamScanner

نام کے مسلمان دکھائی دیتے ہیں۔ باہمی نفرت وکدورت اور بغض وحسد کا عالم یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے فرمان عالیشان ظنوا المومنین خیرا. کو پس پشت ڈال کر اپنے مخالف کی ہر اچھی بات میں بھی برائی کے پہلو تلاش کیے جارہے ہیں۔ اسلامی بات کو بھی غیر اسلامی ثابت کرنے کی سازشیں رچی جارہی ہیں، انکی صحیح صورت بگاڑ کر عوام میں غلط فہمیاں اور بدگمانیاں پیدا کی جارہی ہیں۔ اس کے برعکس اپنی غلط اور بری بات کو بھی اچھی بات بنا کر پیش کیا جارہا ہے اور ان حالات میں مناظرے اور مباحثے وقت کی ضرورت بن گئے۔

یہ عظیم ہندوستان جس میں تبلیغ دین کا اہم ترین فریضہ اولیاء کرام اور صوفیاء عظام علیہم الرحمۃ والرضوان نے انجام دیا۔ اور جس میں کروڑوں افراد آج بھی خانقاہوں کے عقیدت مند ہیں اور اولیاء کرام سے اپنی نسبت کو شرف وسعادت دارین تصور کرتے ہیں۔ انکے مراکز عقیدت اور مسلک ومشرب سے انکو وہابی، دیوبندی جیسے ناموں کی تحریک باطل بھی نہ پھیر سکی۔ تو سوچی سمجھی اسکیم اور منصوبہ بند سازش کے تحت اس ادارے سے اس کام کی مہم چلائی جانے لگی جو کسی دور میں ہندوستان کے سنّی مسلمانوں کا معتمد علیہ ادارہ تھا۔ کسے خبر تھی وہ ادارہ جو کبھی عصمت انبیاء علیہم السلام اور عظمت اولیاء کرام کی دہائی دے رہا تھا جو خانقاہوں کے سہارے کھڑا ہوا اور اس نے سلاسل طریقت کے بل بوتے چلنا شروع کیا اسی کے قدم علماء ربانیین وسلف صالحین کے راستے سے ہٹ کر کسی اور سمت اٹھنے لگیں گے۔ خلاف توقع اسی ادارے سے اولیاء کرام کے مقدس مشن کو فروغ دینے والے سلاسل مبارکہ سے محض بغض وتعصب، حرص وحسد کی بنا پر، ایک ہی رہے گا، پروگرام کے تحت عوام

الناس کو برگشتہ کرکے اپنی نفسانیت، شکم پری اور ہوا وہوس کی تکمیل کے ناپاک منصوبے کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی، فیصلۂ شرعیہ دربارۂ مداریہ، نامی کتابچہ بھی ہے۔ اس نام نہاد "فیصلۂ شرعیہ" میں بریلی شریف اور مبارکپور کے دو ذمہ دار مفتیوں (مفتی اختر رضا خان ازہری و مفتی شریف الحق امجدی) نے اپنے ناپاک جذبۂ دل کی تسکین کے لئے تین کتب مداریہ سے چند عبارات کا انتخاب کر کے انکو غیر شرعی اور غیر اسلامی عبارت ثابت کرنے کی ناحق کوشش کی ہے، جس کا مقصد عوام اہلسنت کو مشائخ سلسلۂ مداریہ سے دور ونفور کر کے خود کو پارسا ظاہر کرنا اور، آتے جاؤ پھنستے جاؤ، کی اسکیم کے تحت دوسری خانقاہوں کے مریدین ومتوسلین کو اپنی طرف رجوع کرنا ہے........

۱۹۸۸ء میں اس کتابچہ کی اشاعت کی گئی اس کے منظر عام پر آتے ہی "انجمن تحفظ سلسلۂ عالیہ مداریہ شاخ ممبئی" نے اس کا جواب "صاعقہ بر خرمنِ مفتیانِ رضویہ" کے نام سے شائع کرکے احقاق حق اور ابطال باطل کر دیا تھا۔ اصولی طور پر بریلی شریف کے مفتی ازہری صاحب اور مبارکپور کے مفتی امجدی صاحب، کو چاہئے تو یہ تھا کہ اگر صاعقہ ان کی فکر کے مطابق انکے اعتراضات کا صحیح جواب تھی تو اعتراف حق کر لیتے اور اگر ان کی رائے اس کے خلاف تھی تو جواب تحریر کرتے مگر اعتراف حق میں ان کو شرم وعار اور جواب لکھنے سے وہ لاچار، سوائے اس کے کہ "ہٹ دھرمی تیرا سہارا" اور کیا کرتے؟ اسی پرانی کتاب فیصلۂ شرعیہ کو دوبارہ شائع کرا کے اسلام وسنیت کی اس خدمت کے احسان کا بوجھ ناخواندہ یا کم خواندہ سنی مسلمانوں کے سروں پر رکھ دیا گیا۔

فیصلۂ شرعیہ کا جدید ایڈیشن شائع ہوا تو ایک بار پھر چند پیشہ ور مقرر اور

Al Madaar Library(Telegram)Download Book For Free

Scanned with CamScanner

ائمہ مساجد اس کتابچہ کا حوالہ دیکر عوام الناس کو حضرات مداریہ سے بدگمان کرنے لگے اور عوام میں کشیدگی اور بے چینی پیدا ہونے لگی۔ اس صورت حال کو دیکھ کر چند ماہ پیشتر حضرت مولانا محمد احمد صاحب وقاری مداری نائب صدر مدرس جامعہ عربیہ سید العلوم بدیعیہ مداریہ بہیڑی شریف ضلع بریلی نے مجھ کم علم سے فرمائش کی کہ فیصلۂ شرعیہ کا مفصل اور عام فہم جواب تحریر کر دیجئے۔ حالانکہ مولانا موصوف اس سے قبل فیصلۂ شرعیہ کا مطالعہ کر کے نفرتوں کی حد تک مداریوں سے بدظن تھے مگر جب انھوں نے سنجیدگی کے ساتھ صاعقہ کا مطالعہ کیا تو ان کی وہ بدگمانیاں دور ہو گئیں اور مکن پور شریف حاضر ہو کر سلسلۂ عالیہ مداریہ سے منسلک ہو گئے۔ لیکن ان کا ماننا یہ ہے کہ صاعقہ سے خاص طبقہ تو بہرہ اندوز ہو سکتا ہے مگر عوام کی فہم سے بالاتر ہے۔ اسی لئے انھوں نے ایسی کتاب کی فرمائش کی جو عوام و خواص سب کیلئے یکساں مفید ثابت ہو۔ میں نے تو ان کی فرمائش کو تحصیل حاصل کا درجہ دیا تھا مگر عزیزم مولانا سید نثار حسین صاحب جعفری مداری صدر المدرسین جامعہ عربیہ جعفریہ مدار العلوم خیر کھاتہ شریف ضلع مرادآباد، نے وقت کے تقاضہ کا حوالہ دیتے ہوئے انکی سفارش میں مزید اصرار کیا، ساتھ ہی شیخ طریقت شمشیر مداریہ حضرت مولانا صوفی سید محمد رفعت میاں [illegible] قبلہ جعفری مداری مدظلہ العالی، اور عالیجناب پیرزادہ سید اختیار [illegible] کنوینر آل انڈیا سنی جمعیۃ المدار (شاخ یوپی) نے نہ صرف یہ کہ ان کی سفارش فرمائی بلکہ اشاعت کی ذمہ داری لیتے ہوئے بالتاکید اس کام کا حکم فرمایا؛ ناچار عاجز و ناتواں کو سرتابی کا یارا نہ رہا، بزرگوں خصوصاً سیدنا حضور مدار العالمین رضی اللہ عنہ کے دامن کرم کا سہارا لے کر بطفیل حضور قاسم نعمات سید کائنات علیہ و آلہ افضل التحیات والصلوات

والتسلیمات بارگاہ خداوندی سے توفیق کا طالب ہوا، اور کام کا آغاز کر دیا۔ اللہ عزوجل کے ہاتھوں ایمان و آبرو کی سلامتی ہے۔ چوں کہ ان مفتیوں نے اہل اللہ خصوصاً حضور مدار پاک سے بغض و عناد کی بناء پر "فیصلۂ شرعیہ در بارۂ مداریہ" نامی فتاویٰ صادر کئے اور بمصداق، مَنْ عادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبْ. اللہ رب العزت سے جنگ لے لی اسلئے نتیجۂ ان کے قلم سے وہ غلطیاں سرزد ہوئیں جو نہ صرف مضحکہ خیز ہیں بلکہ دنیا و آخرت میں انکی ذلت و رسوائی کا ذریعہ ہیں، اسی لئے میں نے زیر نظر کتاب کا نام "ضرب ید اللہی" رکھا۔

ضرب یداللّٰھی آپ کے ہاتھوں میں ہے اور فیصلہ بھی آپ ہی پر ہے آنے والے اوراق میں فقیر کی جانب سے کوئی سخت کلامی دیکھیں تو معذور سمجھیں، اور اگر کوئی غلطی نظر آئے تو حسن نیت پر محمول کرتے ہوئے درگزر فرمائیں اور فقیر کو مطلع کریں، اللّٰہ رب العزّت کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ اس کتاب سے عامۃ المسلمین کو نفع پہونچائے اور میرے لئے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلوۃ اللّٰہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

طالب خیر

سید محمد منور علی جعفری مداری

آستانۂ عالیہ مداریہ مکنپور شریف ضلع کانپور یوپی

Scanned with CamScanner

مقدمہ

از :- فضیلۃ الشیخ عمدۃ المدرسین حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد حبیب الرحمٰن شاہ بدیعی منظری مداری

خادم آل انڈیا سنی زندہ شاہ مدار ویلفیر ایسوسی ایشن سوسائٹی گلاب شاہ اسٹریٹ کرلا ممبئی ۷۰

بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم

نحمدالله ونصلی ونسلم علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ لا سیما علیٰ مدارہٖ اجمعین وبارك وسلم

اس وقت مسلمانان ہند کے ملکی حالات اور پوری دنیائے اسلام پر مختلف النوع مصائب وآلام کی کیفیات ہر ایک کے سامنے ہیں۔ ہمارے مسلم معاشرہ میں فحاشی، آزاد خیالی وصراط مستقیم کے بجائے بے راہ روی کا مسموم وگھناؤنا رجحان بڑی تیزی سی فروغ پا رہا ہے وطن عزیز ہندوستان (جس کے بارے میں میر کاروان حجاز جناب محمد رسول اللہ اروا حنا فداہ ﷺ نے فرمایا میں ہندوستان سے ٹھنڈی ہوا پا رہا ہوں۔ ع میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے) میں عموماً اور یہاں کے مسلم باشندوں میں خصوصاً نظام مصطفےٰ ﷺ کے قیام کی منزل دور سے دور تر ہوتی نظر آرہی ہے۔ ہمارا مسلم معاشرہ بلا تفریق مسلک وملت وی سی آر، شراب، رشوت، قتل، اغواء، حرام کاری جیسے بھیانک اور ایمان وعمل سوز جرائم کی زد میں ہے۔ سرعام آبرو ریزی کی ایمان شکن واردات نہایت دیدہ دلیری کے ساتھ وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ وہ مسلم نوجوان جو کبھی اپنی پیشانی اپنے رب کے حضور فخر اور خوف سے خم کیا کرتا تھا آہ! آج وہی مسلمان اللہ کا بھٹکا ہوا سپاہی نماز کے وقت سنیما گھروں میں فلم بینی کرتا ہوا نظر آرہا ہے۔

جن کی شان عظمت وطاقت کے سامنے یورپ وایشیا کے صلیبی، یہودی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ صد افسوس آج انھیں مقدس مجاہدین اسلام کی نسل جدید شراب، اور بدکاری جیسی قبیح لعنتوں میں ڈوب کر اپنی شان وعظمت کا جنازہ نکالنے پر کمربستہ نظر آتی ہے ـــــ غرض ایسے پرفتن اور لادینیت سے متاثر ماحول میں ایک پاکیزہ شرعی اور اسلامی معاشرہ کا تصور چکنا چور ہو چکا ہے ـــــ ایسے دردناک اور ہوشربا حالات کو دیکھ کر ہر اس صاحب ایمان کی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی ہیں جنکی آنکھیں محمد عربی ﷺ کے مقدس صحابہ حضرت خالد ابن ولید، حضرت عمر ابن خطاب اور اسلام کے عظیم مجاہد محمد بن قاسم، صلاح الدین ایوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات اور دینی واسلامی کارناموں کو دیکھ رہی ہیں۔ اور یہ کہ اگر یہی بے راہ روی قائم رہی تو آئندہ نسل مسلم کا کیا حشر ہوگا؟

مگر یہ کس قدر المناک اور تکلیف دہ بات ہے کہ ہماری جماعت کے چند دنیا پرست اور حقائق ومنفعت اسلام سے چشم پوش مفتی حضرات ملکی، ملی، معاشرتی مسائل سے بے فکر ہو کر محض اپنی منفعت، جھوٹی تبحر علمی اور سستی بازاری شہرت کے لئے عالم اسلام کی چند مقتدر ہستیوں اور انکے معتقدین ومتوسلین پر رکیک اور ذلیل حملہ کرتے رہتے ہیں۔ اپنی ہر بات منوانے کیلئے کبھی خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ پر حملہ کیا جا رہا ہے تو کبھی اولیاء اللہ اور سادات کرام سے اپنے کو بہتر ثابت کرنے کیلئے خانقاہ اشرفیہ وسادات کچھوچھہ مقدسہ کو مطعون کیا جا رہا ہے، کبھی صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کے نسب پاک پر کیچڑ اچھالا جا رہا ہے (وہ صدر الافاضل جس کی حیات مقدسہ کا ایک ایک لمحہ اشاعت دین

Scanned with CamScanner

وذہب میں صرف ہوا۔ جس نے مذہب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے ہر طاغوتی فتنہ کا تمام تر مشکلات کے باوجود ڈٹ کر مقابلہ کیا اور تحریر وتقریر کے ذریعہ منھ توڑ جواب دے کر مخالفین اسلام وسنت کو لاجواب کر دیا۔ کسے نہیں معلوم کہ ہندوستانی مسلمانوں پر ایک وقت ایسا بھی آیا ہے کہ انکا دین وایمان تباہ وبرباد کرنے کی منظم باطل تحریکیں چلائی گئیں۔ خصوصیت کے ساتھ تحریکِ وہابیت، تحریکِ شُدھی وتحریک آریہ سماج۔ یہ تحریکیں اپنے باطل مقصد میں بڑی تیزی سے کامیاب ہوئیں۔ مگر حضور صدر الافاضل کے دینی طوفانی دوروں نے ان شیطانی قوتوں کا رخ موڑ کر انہیں بے دست وپا کردیا، اور یہ تحریکیں ہمیشہ کیلئے فنا کے گھاٹ اُتر گئیں۔ آپ کے جہد مسلسل اور مساعئ جمیلہ کے سبب ہزاروں مسلمان جو شدھی تحریک کے زہریلے اثرات سے متاثر ہوکر مرتد ہو چکے تھے انھیں دوبارہ اسلام وایمان کی دولتِ عظمیٰ نصیب ہوئی ـــــ مگر افسوس کہ ایسی مقدس اور مقتدر ہستی کو بھی ہمارے مفتیوں نے معاف نہیں کیا اور آپ کے نسب پاک پر حملہ کر دیا۔ کاش ان کی گرانقدر دینی خدمات کے احسان تلے ہی انھیں معاف کر دیا ہوتا) تو کبھی ہندوستان کی سرزمین پر صوفیائے کرام کی جماعت میں سب سے پہلے دین اسلام کو لانے اور اس مقدس دین کو پھیلانے والے بزرگ سرکار سرکاراں فرد الافراد، قطب الاقطاب، حضرت سیدنا ومرشدنا الشاہ بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وارضاہ عنا کی مقدس ذات اور سلسلے پر حملہ کیا جارہا ہے۔

آخر الذکر حضرت سیدنا مدار العٰلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات اور آپ کے مقدس سلسلہ، سلسلۂ مداریہ اور اس سے متعلق علماء اور مشائخ

کے خلاف تو ہمارے چند مفتیوں نے مخالفت کی حد کر دی میرے اس دعوے کی دلیل ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر۔ ایک صاحب نے سلسلۂ مداریہ کے متعلق لکھ مارا یہ سلسلہ سوخت ہے۔ ہمارے ایک مفتی صاحب نے شیخ محقق علی الاطلاق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ''اخبار الاخیار'' کی ایک مثبت روایت کے منفی پہلو کو اپنے منفی دماغ سے اختراع کر کے باور کرانا چاہا کہ سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہٗ معاذ اللہ بے شرع تھے (فیصلۂ شرعیہ) ہماری جماعت کے ایک بڑے حضرت نے اپنی رائے یوں پیش کی کہ'' سلسلۂ مداریہ کے اکثر حضرات بے دین وگمراہ ہیں'' وغیرہ ذالک

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ قوم مسلم کے حالات کے پیش نظر ان تمام خرافات سے ہٹ کر اصلاح امت کی جاتی اور امت محمدیہ ﷺ کو صراط مستقیم اور عمل صالح کی طرف بلایا جاتا۔ مسلمانوں کے آپسی، فروعی، مشربی مسائل سے صرف نظر کر کے انھیں یک جہتی، اتحاد، باہمی اتفاق اور اخوۃ اسلامیہ جیسے اہم اور ضروری مسائل سے روشناس کرا کر ایک مستحکم اسلامی معاشرہ کی طرف راغب کیا جاتا۔ مگر ان ضروری اور اہم مسائل پر توجہ دینے کے بجائے ہمارے مذکورہ مفتیان عظام نے اپنے قلم وزبان، ذہن ودماغ کی زیادہ تر صلاحیتیں سلاسل اولیاء اللہ خصوصاً سلسلۂ عالیہ مداریہ کے خلاف غلط تحریروں اور تقریروں میں صرف کر ڈالیں۔ اور اس سلسلے کے مشائخ وعلماء پر غیر تحقیقی اور جہالت پر مبنی کفری فتوے صادر کرنے اور عوام اہلسنت کو ان سے برگشتہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔

سادات مکنپور ومشائخ مداریہ اپنی سیادت اور موروثی تحمل کا ثبوت''

Scanned with CamScanner

اپنی خاموشی اور اختلاف بین المسلمین کے خوف سے دیتے رہے'' مگر ۸۲۔۱۹۸۴ء میں ایک کتابچہ بنام ''فیصلۂ شرعیہ دربارۂ مداریہ'' منظر عام پر آیا جس میں وابستگان سلسلۂ مداریہ کے چند کتابوں کی عبارتوں کے تعلق سے ایک منصوبہ بند سازش کے تحت بریلی شریف، مبارکپور اور دیگر مدارس کے علماء اور مفتیوں سے استفتاء کیا گیا۔ ان مولویوں اور مفتیوں نے بلا تحقیق شرعی ان کتابوں کے مؤلفین اور انکے مریدین، معتقدین، اور متوسلین پر کفر کا غیر ذمہ دارانہ فتویٰ صادر کردیا۔

جب یہ کتاب سادات ومشائخ مکنپور تک پہونچی تو ان حضرات۔ نے انتہائی مہذب انداز میں اس کا تقریری اور تحریری طور پر جواب دیا خصوصیت کے ساتھ شیخ طریقت، رہبر شریعت ومعرفت حضرت علامہ الحاج سید ذوالفقار علی صاحب قبلہ قمر مداری مکنپوری ادام اللہ ظلہ النورانی کی تصنیف لطیف ''صاعقہ برخرمن مفتیان رضویہ'' قابل ذکر ہے۔ حضرت موصوف قبلہ نے مستحکم دلائل وبراہین سے ثابت کردیا کہ جن مفتی حضرات نے کتبِ مداریہ کی عبارتوں کو غلط سمجھا وہ غلط نہیں بلکہ حق وصحیح ہیں۔ الحمدللہ! صاعقہ نے مخالفین سلسلۂ مداریہ کو ایسا دنداں شکن جواب دیا کہ اسکے حوالہ جات پڑھنے کے بعد تکفیری مفتی صاحبان کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ مزید برآں عالم باعمل شیخ الحدیث حضرت علاّمہ مفتی ابوالحماد محمد اسرافیل صاحب قبلہ حبیبی صدرالمدرسین جامعہ عربیہ مدارالعلوم مکنپور شریف کی تصنیف ''جمال قطب المدار'' بھی معاندین سلسلہء مداریہ پر قہر خداوندی ثابت ہوئی جسمیں فاضل مصنف قبلہ نے منکرین سلسلہ کے چند غیر ذمہ دارانہ فتوؤں کو کتب احادیث وسیر سے غلط اور بے بنیاد ثابت فرما کر احقاق حق اور ابطال باطل کا اہم فریضہ

انجام دیا۔ فیصلہء شرعیہ پڑھنے کے بعد یقینا بہت سارے لوگ گمراہ اور مشائخ مداریہ سے بدظن ضرور ہوئے (چونکہ فیصلہ پر نائب مفتیٔ اعظم اور نبیرۂ مفتیٔ اعظم کے دستخط تھے اسلئے بلا چوں وچرا لوگوں نے دھوکہ میں آکر ان غیر شرعی فتوؤں کو صحیح سمجھ لیا) مگر جب علمائے مداریہ زادھم اللہ شرفاً و کرماً نے نام نہاد فیصلۂ شرعیہ کا جواب صائقہ۔ سیف مدار۔ جمال قطب المدار۔ وغیرہ کی صورت میں عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کیا اور اس کے غیر شرعی فیصلہ کی نشاندہی فرمائی تو وہ لوگ جوان کے بہکاوے میں آگئے تھے انھیں مفتیٔ اعظم اور تاج شریعت تسلیم کر چکے تھے ان سے بدظن ہونا شروع ہو گئے نتیجہ یہاں تک پہونچا کہ بہت سے مقتدر علماء نے جوان کے مرید وخلیفہ تھے ان کی بیعت وارادت تک توڑ دی اور ان کے خلاف برسرپیکار ہو گئے مثال کے طور پر حضرت علامہ انتخاب قدیری، علامہ قیصر رضا مداری حنفی وغیرہ۔ خود میں نفرت کی حد تک مداریوں سے بیزار تھا مگر اللہ رب العزت وسرکار مدار العالمین نے کرم فرمایا کہ مجاہد سنیت الحاج سیٹھ مقصود احمد شاہ مداری ممبئی اور عاشق مدار اعظم صوفی منشی عاشق علی شاہ مداری ممبئی سے میری ملاقات کرادی جب ان بزرگوں نے وہ کتابیں جس میں سلسلۂ مداریہ کے اجراء کا پورا پورا ثبوت موجود ہے میرے سامنے رکھا اور باطل مفتیوں کی کارستانیوں کو بھی پیش کیا جس سے میں بے خبر تھا تو میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی ہم نے سمجھ لیا کہ سلسلۂ مداریہ کو متہم کر کے یہ بازاری پیر اور تکفیری مفتی صرف اپنی چنگیزی اور تیموری بازار چمکانا چاہتے ہیں۔

قرآن وسنت وکتب صوفیہ کے حوالجات کی روشنی میں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جو ثابت ومسلم ہے اس کو تسلیم کرلیا جاتا مگر اپنے تبحر علمی کے زعم باطل

Scanned with CamScanner

نے ان نام نہاد مفتیوں سے توفیق توبہ بھی سلب کر لی کچھ تو بغیر توبہ اس دنیا سے چلے گئے اور کچھ باقی ہیں ممکن ہے کہ اللہ پاک اس کتاب سے ان کی آنکھیں اور دل کے بند دروازے کھول دے اور مرنے سے قبل توبہ نصیب ہو جائے۔

فیصلۂ شرعیہ کے جواب ورد میں لکھی جانے والی کتابوں کی فہرست میں ایک حسین کڑی زیر نظر کتاب ضرب ید اللٰہی بھی ہے۔ جسے محقق عصر شہزادۂ قطب المدار حضرت علامہ مولانا محمد منور علی جعفری مداری مکنپوری صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب میں مصنف علام نے نظر عمیق رکھنے والے مفتیان کفر وگمراہ ساز کی قرآن وسنت، کتب فقہ وتصوف کی روشنی میں بڑی اچھی خبر لی ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کے نظر عمیق کی گہرائی چند انچ سے زیادہ نہیں۔ مثال کے طور پر مفتی امجدی صاحب کے ایک فتوے کا جواب "نبی اکرم ﷺ ہمیشہ سے نبی تھے آپ کے لئے لفظ قبل نبوت کا استعمال جائز نہیں بلکہ گمراہی و بے دینی ہے" پر حضرت موصوف نے تقریباً چودہ علماء، محققین، محدثین کی کتب کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لئے "لفظ قبل نبوت" کا استعمال بلا شبہ جائز و درست ہے۔ اور یہ کہ مفتی صاحب کے فتوے کو صحیح اور درست ماننے کی صورت میں یہ تمام شخصیتیں گمراہ اور بد دین ٹھہریں گی، جن میں سرکار سیدنا غوث اعظم، علامہ سعد الدین تفتازانی، حضرت علامہ مجدد الف ثانی علیہم الرحمہ بھی شامل ہیں۔ مزید برآں ان کے فتوے کی رو سے نبی اکرم ﷺ کیلئے "لفظ قبل نبوت" کا استعمال کر کے حضرت مولانا مفتی احمد رضا خان فاضل بریلوی اور علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی، مولانا حشمت علی خان بھی ضرور بد دین اور گمراہ ثابت ہونگے (اولیاء اللہ کی عداوت انسان کو اندھا کر دیتی ہے)

کاش اگر مفتی صاحب نے مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مکتوب کا مطالعہ کر لیا ہوتا جسمیں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "نبی ﷺ کی نبوت دو طرح پر ہے (۱) نبوت احمدی (۲) نبوت محمدی" تو آپکے سر ان اکابر اہلسنت کو گمراہ اور بد دین کہنے کا الزام عائد نہ ہوتا۔ مگر سچ ہے "من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب" عداوت قطب المدار کا صلہ بھی آپکو ایسی صورت میں اللہ کریم نے دیا کہ آپکو کسی اور کہیں کا نہیں رکھا۔

مفتی صاحبان کے ایک غیر اسلامی فتوے "حضرت آدم علیہ السلام کے مسجود ملائک ہونے کی طرح سرکار قطب المدار کو مسجود خلائق کہنا کفر ہے" کا رد بلیغ اور تعاقب کرتے ہوئے حضرت مصنف رقمطراز ہیں کہ حق اور صحیح وہی ہے جو میلا دزندہ شاہ مدار میں ہے اور اپنے اس دعوے کے ثبوت میں تقریباً بارہ کتب احادیث وسیر وتصوف سے ثابت فرمایا ہے کہ سرکار مدار العالمین رضی اللہ عنہ کا مسجود خلائق ہونا سیدنا ابو البشر آدم علیہ السلام کی توہین نہیں بلکہ آپ کی رفعت شان ہے۔ (بیٹے کا معظم ومکرم ہونا باپ کی عظمت پر دال ہے نہ کہ توہین وتحقیر پر)

الحمد للہ ثم الحمد للہ! حضرت گرامی قبلہ نے بدلائل قاہرہ وظاہرہ یہ روشن اور منور فرما دیا کہ کتب مشائخ مداریہ کی جن گیارہ عباتوں پر مفتی حضرات نے غیر اسلامی کفری عبارت ہونے کا فتویٰ لگایا ہے وہ تمام عبارات در اصل اسلامی اور شرعی ہیں۔

تکفیری مفتی صاحبان کے غیر ذمے دارانہ اور جہالت کے اندھیرے میں لکھے گئے فتوے صحیح ماننے کی صورت میں سرکار سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی سے لے کر سرکار غریب نواز، سرکار مخدوم سمناں، اور فاضل بریلوی تک معاذ اللہ تمام

Scanned with CamScanner

علماء ومشائخ اہلسنت ان عبارتوں کولکھ کراوران کوصحیح جان کران کےفتووں کی روشنی میں وہ سب کچھ ہوجائیں گے جس کوایک سنی حنفی مسلمان کسی بھی حالت میں برداشت نہیں کرسکتا۔

مصنف علام قبلہ نے ضرب ید اللّٰہی تحریرفرماکرہم تمام سنی مسلمانوں پر بہت بڑااحسان فرمایا۔اورحضرت موصوف قبلہ نے پوری دنیا کےعوام اہلسنت کو یہ بتادیا خبردار! وہ فیصلۂ شرعیہ جسے ان حضرات نے صادرکیاہے۔ دراصل فیصلۂ شرعیہ نہیں بلکہ ’’لفظ شرعیہ‘‘ کے پردے میں ہمارے غوث اعظم،غریب نواز،مخدوم سمناں،مجددالف ثانی،شاہ عبدالحق محدث دہلوی جیسے عظیم شریعت وطریقت کے روحانی علمبرداروں کی توہین وتحقیر ہے۔لہٰذاایسی صورت میں ہم ان مفتیوں کوتوچھوڑسکتے ہیں ان سےاپنی بیعت وارادت توڑسکتے ہیں مگرنہ تواپنے بزرگوں سے کسی بھی صورت اپنامنھ موڑسکتے ہیں اورنہ ہی ان نفوس قدسیہ کی ادنیٰ توہین برداشت کرسکتے ہیں۔اور یہ کہ فیصلۂ شرعیہ کی جملہ غیرشرعی عبارات کاہم علی الاعلان بائیکاٹ کرتے ہیں اوران تمام غیرذمےدارمفتیوں سےمطالبہ کرتے ہیں کہ اپنی ان غیراسلامی وغیرشرعی تمام عبارات اورفتووں سےتوبہ ورجوع کریں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ کریمی میں اس کایہ بندۂ عاجزدست بدعاہے پروردگارنبیٔ پاک ﷺ سرکارغوث اعظم،سرکارغریب نوازاورسیدناسرکار مدارالعلمین رضی اللہ عنہم کےتقویٰ اورتقدس اورحدودشرع کی پاسداری ومحافظت کےصدقے میں انھیں توبہ اوررجوع کی توفیق خیرعطافرمااوران تمام حضرات کوشریعت مطہرہ کی صحیح اورسچی باتیں سمجھنے کی عقل سلیم عطا فرما۔جملہ بزرگان دین،خصوصاًسرکارمدارالعلمین کاسچاپکاعاشق بناکران کی توہین وتذلیل سےانھیں محفوظ رکھ۔

اےاللہ اس کتاب کےجملہ قارئین،معاونین،اورمصنف کوصراط مستقیم پراستقامت عطافرما! اورحضرت مصنف قبلہ کی مساعیٔ جمیلہ کوشرف قبولیت سےنوازکرباعث رشدوہدایت بنا۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

اسیر قطب المدار

محمدحبیب الرحمٰن بدیعی منظری

خادم: آل انڈیاسنی زندہ شاہ مدارویلفیئرایسوسی ایشن سوسائٹی رجسٹرڈ

گلاب شاہ اسٹریٹ کرلاممبئی ۷۰

Scanned with CamScanner

انداز تحریر: اجالے

عام کتابوں کے طرز پر ''فیصلۂ شرعیہ در بارۂ مداریہ'' نامی کتاب میں بھی ایک دیباچہ ہے جو کسی اقبال احمد نے تحریر کیا ہے اس سے زیادہ ان کا نام و پتہ تحریر نہیں ہے۔ چونکہ اس دیباچہ میں کذب گوئی و حق پوشی سے کام لیا گیا ہے شاید اسی لئے کذب گو کو واضح نہ کر کے اتنے ہی پر اکتفا کیا گیا ہو۔ دیباچہ کو پڑھکر ایسا لگتا ہے کہ دیباچہ نگار نے گویا یہ قسم کھا کے قلم اٹھایا ہو کہ ہر حال میں سوداگران کو سرخرو ظاہر کریں گے، چنانچہ اسی جذبۂ پاسداری سے سرشار ہو کر انھوں نے اپنے دیباچے میں کہیں تو حق پوشی کی اور کہیں لاف زنی اور لغو گوئی سے بھی پرہیز نہیں کیا، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سچ ہمیشہ غالب رہتا ہے سچائی کی اسی قوت خداداد کے سامنے وہ اپنی ہی تحریر سے اپنے مقصد میں ناکام و نامراد ثابت ہوئے ہیں انکی ایسی ہی باتوں کا جائزہ پیش قارئین ہے۔ ملاحظہ فرمائیں دیباچہ نگار اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں

''چند سال قبل کی بات ہے کہ پیران مکنپور جو اپنے آپ کو حضرت سیدنا شاہ بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب منسوب کر کے مداری کہلاتے ہیں انھوں نے اپنی تقریروں میں کھلے عام حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و عظمت میں ایسے توہین آمیز کلمات استعمال کئے جو محبان غوث اعظم کیلئے انتہائی ناقابل برداشت اور سخت غم و غصہ کا باعث تھے۔ انکی اس ناروا جسارت کی بنا پر عوام قادری اور پیران مداریہ کے درمیان ایک طویل اشتہاری معرکہ برپا ہوگیا''۔ (فیصلہ شرعیہ صفحہ نمبر ۲)

اقبال احمد نے انتہائی چالاکی کے ساتھ جھوٹ پر جھوٹ بولنے کا راستہ ہموار کیا

اقبال احمد نے انتہائی چالاکی کے ساتھ جھوٹ پر جھوٹ بولنے کا راستہ ہموار کیا ہے کہ پیران مکنپور نے اپنی تقریروں میں کھلے عام حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے، اگر وہ یہ تحریر کر دیتے کہ اپنی تحریروں میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے تو جھوٹ پر مزید جھوٹ بولنے کا جو راستہ انھوں نے ہموار کیا ہے وہ بند ہو جاتا کیونکہ پھر وہ توہین آمیز تحریر پیش بھی کرنی پڑتی مگر جھوٹ پھر بھی جھوٹ ہے، کہا گیا ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اسی لئے ان کے جھوٹ کے پاؤں انھیں کی اس تحریر سے کٹے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ـــــــ ''انکی اس ناروا جسارت کی بنا پر عوام قادری اور پیران مداریہ کے درمیان ایک طویل اشتہاری معرکہ برپا ہوگیا''۔ ظاہری بات ہے کہ جب مداریوں کی اس ناروا جسارت یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت میں توہین آمیز کلمات استعمال کرنے کی بنا پر ایک طویل اشتہاری معرکہ برپا ہوگیا تو یقیناً یہ بات تقریر سے تحریر میں آ ہی گئی ہوگی اور اس طویل اشتہاری معرکے میں مداریوں کا کوئی اشتہار ضرور ایسا آیا ہوگا جس میں بارگاہ غوثیت میں اہانت کی گئی ہو تو کیا میں دیباچہ نگار سے دریافت کر سکتا ہوں ''اس طویل اشتہاری معرکے میں پیران مداریہ کا کوئی ایک اشتہار بھی ایسا ہے جس میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے گئے ہوں''؟ اشتہار چھوڑیئے کسی اشتہار کی کوئی ایک عبارت بھی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و عظمت میں توہین آمیز ہے؟

قارئین کرام! اگر ان کے پاس مداریوں کی ایک تحریر بھی ایسی ہوتی جس میں حضور سیدنا محبوب سبحانی سرکار غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی

Scanned with CamScanner

اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں توہین آمیز کلمات ہوتے تو جس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ بے بنیاد بات کرر ہے ہیں یقیناً اسی حصول مقصد کیلئے اس تحریر کو بنیاد بناتے، ڈھنڈھورا پیٹتے اور دنیا کو یقین دلاتے کہ مداری بارگاہ غوث پاک کے گستاخ ہیں۔ مگران کی مجبوری کہ ان کے پاس کوئی ایسی تحریر نہیں جسے وہ پیش کرسکیں، ناچار یہی کہہ سکتے ہیں کہ "اپنی تقریروں میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے"۔ یہاں ایک جھوٹ اور بھی بولا گیا وہ یہ کہ ''عوام قادری اور پیران مداریہ کے درمیان ایک طویل اشتہاری معرکہ برپا ہو گیا''۔ حالانکہ دنیا اچھی طرح واقف ہے کہ سلسلۂ عالیہ قادریہ اور سلسلۂ عالیہ مداریہ سوداگران بریلی کے مدرسے سے پہلے اور بہت پہلے سے جاری ہیں اور ہراک دور میں باہمی اتحاد واتفاق کے ساتھ تشنگان معرفت کیلئے سرچشمۂ فیضان بنے رہے ہیں کبھی کسی دور میں دونوں سلاسل مبارکہ کے حضرات میں کوئی اختلاف رونما نہیں ہوا اسلئے عوام قادری اور پیران مداریہ کے درمیان اشتہاری معرکہ کا ذکر کرنا دراصل اپنے کالے کرتوت کو بے گناہ عوام قادری کے سر منڈھنا اور بھولے بھالے قادری حضرات کو اپنے فریب کا شکار بنانا ہے۔ واقعہ کی حقیقت کیا ہے آیئے ''صاعقہ برخرمن مفتیان رضویہ'' میں دیکھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جون ۱۹۸۰ء میں سلسلۂ عالیہ مداریہ کو رضوی دارالافتاء سوداگران بریلی نے سوخت لکھ کر بزعم باطل ایک اشتہار شائع کرایا۔ انجمن بستان مدار بہیڑی شریف ضلع بریلی نے یہ سوچ کر کہ دنیائے سنیت میں خلفشار نہ ہو اور یہ کہ یہ فتویٰ کسی غلط فہمی کی بنیاد پر دیا گیا ہو ''فیضان سیدنا مدار العٰلمین'' کے نام سے ایک کتابچہ بغرض افہام وتفہیم شائع کیا اور جلسوں کا انعقاد کر کے عظمت ومرتبت حضور سیدنا مدار العٰلمین اور فیضان سلسلۂ عالیہ

مداریہ کو بیان کیا نتیجۃً ایک طویل اشتہاری جنگ شروع ہوگئی جب غلامان قطب المدار نے رضویوں کی ایمانی کتاب سبع سنابل کو سنی مسلمانوں پر پیش کیا (کیونکہ اس کتاب کو ماننا ہی رضویوں کی سنیت میں ضروری ہے) تو یہ گروہ گھبرا گیا اور سلسلۂ مداریہ کے بعض افراد کی کتب تصوف میں سے چند عبارات کو غیر شرعی اور غیر اسلامی کہنا شروع کر دیا اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کے سوخت وعدم سوخت پر مناظرے کا چیلنج کر دیا۔

جون ۱۹۸۲ء میں بیت النور اجمیر شریف میں بحثیت ثالث (جج) غازیٔ ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی میاں صاحب قبلہ کے ساتھ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ اور حضرت علامہ سید تنویر اشرف صاحب قبلہ کی موجودگی میں مکنپور شریف سے حضرت علامہ مولانا سید غلام سبطین جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان، حضرت علامہ سید ذوالفقار علی صاحب قبلہ جعفری مداری، قمر مکنپوری دامت برکاتھم القدسیہ، حضرت علامہ حکیم سید محمد ولی شکوہ میاں صاحب جعفری مداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علامہ سید معزز حسین صاحب قبلہ جعفری مداری ادیب مکنپوری علیہ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ وغیرھم، اور سوداگران بریلی سے مفتی اختر رضا خان ازہری، مناظر اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی انتخاب حسین قدیری مولانا صوفی اقبال احمد نوری (ممکن ہے کہ صاحب دیباچہ اقبال احمد آپ ہی ہوں) وغیرھم تھے۔ اور بکثرت سنی مسلمانوں کی موجودگی میں مناظرہ ہوا، مکنپور شریف سے شیر بیشۂ مداریت حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر سید محمد مرغوب عالم صاحب قبلہ جعفری مداری (ایم اے ایل ایل بی) مناظر مقرر ہوئے، جبکہ سوداگران کے مولانا مختار احمد (ایم اے) بہیڑوی مناظر قرار پائے۔

Scanned with CamScanner

شرائط مناظرہ کے تحت پہلے سلسلۂ عالیہ مداریہ کے سوخت واجراء پر مناظرہ ہوا، صاحب دیباچہ اقبال احمد نے اپنے دیباچہ میں اس پہلی نشست کے مناظرے کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا کیونکہ مناظرہ کے فیصل حضرت غازیٔ ملت قبلہ نے مکنپور کے دلائل وشواہد اور سوداگران کی بے بضاعتی دیکھ کر کھڑے ہوکر یہ اعلان فرمادیا تھا کہ الحمدللہ یہ ثابت ہوچکا ہے سلسلۂ عالیہ مداریہ جاری وساری ہے۔اب دوسری نشست میں جانبین کی معترضہ غیرشرعی عبارات پر گفتگو ہوگی۔نشست ثانی میں فریقین نے اپنی اپنی معترضہ عبارات پڑھ کر سنائیں۔مشائخ مکنپور شریف نے ان عبارات سے متعلق ایک استفتاء حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں پیش کیا تاکہ وہ جواب مرحمت فرماکر فیصلہ فرمادیں جبکہ سوداگران بریلی نے فیصلۂ شرعیہ دربار مداریہ نامی یہ فتوے حضرت غازیٔ ملت سید محمد ہاشمی میاں صاحب قبلہ کی بارگاہ میں اس امید کے ساتھ پیش کئے تھے کہ غازیٔ ملت انکے مطابق فیصلہ فرمادیں گے، مگر وہاں جو کچھ ہوا انکی امیدوں کے خلاف ہوا۔ثالث مناظرہ حضرت غازیٔ ملت نے اعلان فرمایا کہ سلسلۂ مداریہ کے اجرائے فیض کا ثبوت پوری طرح مکمل ہوگیا۔بلاشبہ سلسلۂ مداریہ جاری وساری ہے یہ فیصلہ تحریری طور پر میں ابھی دے سکتا ہوں لیکن فی الحال اعلان کررہا ہوں۔

''متنازع عبارتوں پر فتویٰ آجانے کے بعد اس کا تحریری فیصلہ دونوں فریقوں کے پاس بھیج دیا جائے گا'' (ملخصاً صاعقہ برخرمن مفتیان رضویہ)

یہ تو تھا امر واقعہ، مگر اقبال احمد تو خدا جانے کہ نسیان کے مریض ہیں یا پھر عوام اہلسنت کو اندھیرے میں رکھ کر صرف جھوٹ کے سہارے واہ واہی لوٹنا چاہتے ہیں۔۔۔اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ انھوں نے تحریر کیا ''عوام قادری اور پیران مداریہ کے درمیان ایک طویل اشتہاری معرکہ برپا ہوگیا'' اسی سے متصل آگے وہ لکھتے ہیں ''جب یہ جنگ طویل ہوگئی تو علمائے اہلسنت کو اس کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔'' (فیصلۂ شرعیہ صفحہ۲)

میں کہتا ہوں یہ سراسر جھوٹ ہے۔ جنگ کی ابتداء سوداگران کے ذمہ دار علماء کے ان فتوؤں سے ہوئی جن میں انھوں نے سلسلۂ عالیہ مداریہ کو سوخت ثابت کرنے کی کوشش ناکام کی تھی اور جنھیں بصورت اشتہار شائع کیا گیا تھا۔

''دروغ گورا حافظہ نباشد'' کے مصداق دیباچہ نگار کو یہ بھی یاد نہیں کہ بانی فساد جو اشتہار ہے وہ ذمہ داران رضویہ کا ہے اور وہ بھی اسی فیصلۂ شرعیہ میں موجود ہے جس کا دیباچہ اقبال احمد لکھ رہے ہیں۔اجمیر شریف میں اسی اشتہار سے متعلقہ موضوع یعنی سلسلۂ عالیہ مداریہ کے اجراء وسوخت پر پہلی ہی نشست میں مناظرہ ہوا تھا۔مگر اقبال احمد نے اپنے دیباچہ میں مناظرہ کا ذکر کرتے ہوئے اس پہلی نشست والے مناظرہ کو صَرفِ نظر کردیا۔۔۔اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ انھوں نے جہاں مناظرہ کا ذکر کیا ہے وہاں اپنی کذب گوئی پر پردہ ڈالنے کیلئے یہ بھی ذکر نہیں کیا کہ مناظرہ کس جگہ اور کس سنہ میں ہوا۔وہ اپنے والے علمائے اہلسنت کے فتوؤں کو حکم شریعت باور کراتے ہوئے اور مداریوں کو ہٹ دھرم بتاتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں ''علمائے اہلسنت نے پیران مداریہ کو ان کے کفریات کی جانب متوجہ کیا اور حکم شرع کے مطابق ان سے رجوع کا مطالبہ کیا مگر پیران مداریہ حکم شریعت پر سرخم کرنے کے بجائے مزید ہٹ دھرمی پر اتر آئے اور انھوں نے علمائے اہلسنت کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ (فیصلۂ شرعیہ صفحہ۲)

Scanned with CamScanner

میں صاحب دیباچہ سے پوچھنا چاہوں گا کیا حکم شریعت سوداگران پارٹی کے زبان وقلم کا نام ہے؟ یا اقبال احمد نے پیران مداریہ کو اپنی طرح سمجھ لیا جو خلاف شرع فتوؤں کو بھی فیصلۂ شرعیہ سمجھ کر سر تسلیم خم کر لیتے؟ (مداریوں کی ہٹ دھرمی کی جو بات ہے بیشک صد فیصد درست ہے، مداری ہٹ دھرم تھے، ہیں اور قیام قیامت تک رہیں گے کیونکہ مداریوں کا دھرم اسلام ہے اور اسلام پر..ہٹ .فرض ہے۔ شریعت مطہرہ کے تقدس واحترام میں وابستگان سلسلۂ قدسیہ مداریہ الحمدللہ ہمیشہ سے سر خم کئے ہوئے ہیں۔ شریعت مطہرہ کے بالمقابل نہ مداریوں کی اپنی کوئی بات، بات، ہے اور نہ ہی اس پر، ہٹ، نہ کوئی جذبۂ اَنا، جو حکم شریعت ہے وہ سر آنکھوں پر۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جس کے اظہار سے صاحب دیباچہ بھی اپنا قلم نہ روک پائے۔ یہ الگ بات ہے کہ انھوں نے اپنے مطلب کے مطابق قدرے تحریف کردی۔ چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں "جس سے کھلی شکست دیکھ کر یہ بولے ان پر علماء سے فتویٰ لے کر جو حکم ہمیں آپ دیں گے وہ منظور ہوگا" (فیصلۂ شرعیہ صفحہ ۲)

اصلیت یہ ہے کہ مناظر مداریہ حضرت شیر بیشۂ مداریت قبلہ نے تو شریعت مطہرہ کے احترام میں یہ فرمایا تھا کہ "ہم اہل خانقاہ ہیں، ہم نے شریعت مطہرہ کا احترام سیکھا ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ سوداگران کی معترضہ عبارات پر غیر جانبدار علماء سے تصدیق کرا کے جو حکم آپ ہمیں دیں گے منظور ہوگا"۔

مگر صاحب دیباچہ بڑی بے حیائی کے ساتھ جہاں شریعت مطہرہ کے اس احترام کو شکست سے تعبیر کرتے ہیں وہیں انھوں نے یہ کہہ کر کہ "بولے علماء سے فتویٰ لیکر جو حکم ہمیں آپ دیں گے وہ منظور ہوگا" یہ بہکا وہ دینے کی کوشش کی ہے کہ علماء تو علماءِ سوداگران بھی ہیں، لہٰذا ان کے فتوے کے

مطابق حکم ہونا چاہئے تھا اور مداریوں کو منظور ہونا چاہئے۔ اسی لئے وہ آگے تحریر کرتے ہیں "اس پر حضور مفتی اعظم (ازہری) صاحب نے اپنے مناظر سے پچاس سے زائد مفتیان کرام کے فتوے ان کی عبارتوں پر لئے ہوئے سید ہاشمی میاں صاحب قبلہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کا حکم فرمایا" مگر فیصل کی نگاہ میں ان فتوؤں کی کیا اہمیت تھی وہ بھی صاحب دیباچہ سے سنئے۔ لکھتے ہیں "مگر جناب ہاشمی میاں نے انھیں دیکھ کر یہ کہتے ہوئے ٹال دیا کہ حضرت مدنی میاں صاحب کے ذریعے فتوے حاصل کئے جائیں گے اور ان کے مطابق فیصلہ ہوگا" صاحب دیباچہ کی اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے مفتی اعظم کے پیش کردہ فتوے جہاں مداریوں کو قبول نہیں وہیں ثالث سید محمد ہاشمی میاں صاحب اور شیخ الاسلام قبلہ کے نزدیک بھی قابل قبول نہیں تھے۔ ورنہ اگر واقعی یہ فتوے "حکم شریعت یا فیصلۂ شرعیہ" ہوتے تو مزید کسی فتوے کی کیا ضرورت تھی؟ ــــ مفتی اعظم کے پیش کردہ یہ فتوے حضرت ثالث سید ہاشمی میاں صاحب قبلہ کے نزدیک کس قدر بے وقعت اور نا قابل التفات تھے اس کا اندازہ لگانے کیلئے دیباچہ نگار کی یہ تحریر بھی ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتے ہیں "جبکہ پیران مداریہ نے ایک ستم یہ بھی ڈھایا ہے کہ اس استفتاء میں نقل شدہ عبارت نمبر ۱۵ اپنی 'مقتدر کتب' میں خانوادۂ اشرفیہ کے جد امجد حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی جانب منسوب کردیا ہے۔ اس عبارت کے متعلق کچھوچھہ شریف کے دارالافتاء نے اس عبارت پر جو حکم لگایا وہ بھی اس کتاب میں شامل ہے جس فتوے کا فوٹو اسٹیٹ اور کتب مداریہ کی اس عبارت کا فوٹو اسٹیٹ جن میں مداریوں نے نہ صرف حضور مخدوم اشرف کی جانب منسوب کر کے اور پورے سلسلۂ اشرفیہ پر سخت حملہ کیا ہے وہ سب

Scanned with CamScanner

جناب سید ہاشمی میاں کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ اس کو دیکھ کر بھی سید محمد ہاشمی میاں صاحب بالکل خاموش ہی رہے اور انھوں نے اپنے جد امجد پر مداریوں کے اس کھلے ہوئے افتراء کی تردید کرنا بھی گوارہ نہیں کی۔" (فیصلۂ شرعیہ صفحہ ۳)

دیباچہ نگار کی اس تحریر کو پڑھ کر ہر قاری اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جب مداری اتنے بڑے ظالم، مفتری وکذاب ہیں کہ انھوں نے حضور مخدوم پاک سمنانی قدس سرہٗ النورانی پر افتراء کر کے پورے سلسلۂ اشرفیہ (جس میں غازئ ملت بھی ہیں) پر سخت حملہ کیا تو پھر مفتئ اعظم ازہری کے پیش کردہ فیصلۂ شرعیہ نامی فتوؤں کے مطابق فیصلہ نہ کئے جانے کا سبب اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ مفتئ اعظم کے پیش کردہ فتوے ہی غلط تھے۔ جبکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ "فیصل" کی حیثیت سے حضرت غازئ ملت کا انتخاب خود سوداگران کا تھا۔ اقبال احمد نے یہ جھوٹ لکھا کہ "پیران مداریہ نے بطور ثالث حضرت مولانا سید محمد ہاشمی میاں صاحب کا نام پیش کیا" سچائی یہ ہے کہ مکنپور شریف نے حضرت علامہ مظفر حسن ظفر ادیبی مبارکپوری کا نام بحیثیت ثالث پیش کیا تھا۔ سوداگران نے نامنظور کر کے غازئ ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی میاں صاحب کا نام تجویز کیا جس کو مداریوں نے قبول کر لیا۔ سوداگران نے غازئ ملت قبلہ کو بطور فیصل کیوں پسند کیا؟ اس کی وجہ دیباچہ نگار لکھتے ہیں کہ "چونکہ ہاشمی میاں صاحب کا تعلق کچھوچھہ شریف کے اس مقدس خاندان سے ہے جس نے ہر دور میں حق وصداقت کا پرچم بلند کیا اور دنیا کی بڑی سے بڑی مصلحتوں کو بھی حقانیت کی سربلندی کیلئے قربان کر دیا۔"

(فیصلۂ شرعیہ صفحہ ۲)

فیصل کی شخصیت پر صاحب دیباچہ کے اس تبصرے کے ساتھ ہی یہ

قیاس یقین کی حدوں تک پہونچ جاتا ہے کہ دراصل مفتئ اعظم کے پیش کردہ فتوے غیر شرعی ہونے کی وجہ سے قابل التفات نہیں تھے اسی لئے فیصل نے ان فتوؤں کے مطابق فیصلہ نہیں فرمایا۔ ورنہ اس حقیقت سے بھی دنیا اچھی طرح واقف ہے کہ قبلہ غازئ ملت اور غازئ ملت ہی نہیں بلکہ پورے خاندان اشرفی کے گروہ رضویہ سے قریبی روابط رہے ہیں شہزادگان کچھوچھہ مقدسہ جتنا سوداگران بریلی سے مانوس اور قریب رہے اتنا ہی مکنپور سے اگر نفور نہیں تو دور ضرور رہے ہیں۔ اور اس کی بناء کچھ اور نہیں بلکہ حضرات مداریہ سے متعلق اسی قسم کی گمراہ کن اشتہار بازیاں اور پُرفریب باتیں ہیں جو اقبال احمد نے دیباچہ میں تحریر کی ہیں کہ "پیران مکنپور نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان عظمت میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے اور یہ کہ پیران مداریہ نے حضور سید مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان پر افتراء کیا" وغیرہ" اور میرے اس دعویٰ کی دلیل خود فیصلۂ شرعیہ بھی ہے۔

چنانچہ اقبال احمد تحریر کرتے ہیں

"یہ سارے معاملات جب محترم القام حضرت مولانا مولوی سید ظفر الدین صاحب اشرفی الجیلانی سجادہ نشین ومتولی درگاہ مخدوم اشرف سمنانی کچھوچھہ شریف کے سامنے آئے تو ان کا اشرفی خون اپنے خاندان کی عظیم روایات کی یہ کھلی ہوئی پائمالی اپنے جد امجد پر یہ نفرت انگیز بہتان عظیم اور اپنے سلسلے کی یہ واضح بے حرمتی برداشت نہیں کر سکا اور انھوں نے ان مداریوں کو لکھا کہ تم نے یہ جھوٹی عبارت جو ہمارے جد امجد پر گڑھی ہے اس کا ثبوت دو، تو ان سے بھی ان مداریوں نے گڑبڑ باتیں کیں، تو حضرت نے اپنی جانب سے مداریوں کی عبارات کے متعلق مفتیان اہلسنت کو شائع کر کے دنیا

Scanned with CamScanner

کو یہ بتا دیا کہ اب بھی خانوادۂ اشرفیہ میں ایسے مجاہدین موجود ہیں جو تمام تر مصلحتوں کو پس پشت ڈال کر ہمہ وقت پرچم حق وصداقت لہرانے کیلئے تیار رہتے ہیں جیسا اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ محترم المقام مولانا سید ظفر الدین اشرف صاحب کو (فیصلہ شرعیہ کو) بہلا پھسلا کر جوش وجذبات دلا کر اپنے حق میں استعمال کرنے کی کوشش کی گئی اور مولانا موصوف نے خود بھی اس کا انکشاف کیا ہے ورنہ حضرت مولانا سید شاہ ظفر الدین اشرف صاحب سے اس بات کی امید کی کوئی وجہ بھی نہیں کہ انھوں نے یہ فتاویٰ اپنے حکم سے شائع کرائے ہونگے۔ لیکن جیسا کہ اس کتاب سے ظاہر ہے کہ نام نہاد فیصلۂ شرعیہ کو حضرت موصوف ہی نے شائع کرایا تو اس کی وجہ وہی پُر فریب باتیں ہیں جو ذکر ہوئیں۔ حالانکہ مولانا موصوف کا یہ اقدام وابستگان سلسلۂ عالیہ مداریہ کیلئے نقصاندہ نہیں بلکہ سودمند ثابت ہوا کیونکہ مولانا نے اُن چھپے ہوئے فتووں کو چھپوا کر منظر عام پر کر دیا جو شرعی فتویٰ نہیں بلکہ تعصب وتنگ نظری میں پروان چڑھنے والے ناحق جذبات کی ترجمانی ہیں۔ اور جن کے چھپے ہونے سے لوگ زبانی پروپگنڈے کی بنیاد پر بہک رہے تھے۔ حضرات مداریہ زادھم اللہ شرفاو تعظیما سے بدظن ہو رہے تھے۔ اور جب چھپ کر دنیا کے سامنے آئے تو لوگ حقائق وشواہد کے اجالوں میں ان کا مطالعہ کر کے بدگمانیوں سے پاک ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ میرے اس دعویٰ کی دلیل جہاں مولانا محمد احمد وقاری بہیڑوی، علامہ قیصر رضا حنفی مداری (مصنف ضرب مدار) علامہ اقبال احمد مداری اور ان جیسے دوسرے علماء ہیں۔ وہیں وہ مشہور ومعروف شخصیت بھی ہے جس کو امیر اہلسنت مناظر اعظم ہند حضرت علامہ مولانا حافظ قاری مفتی الحاج سید شاہ محمد انتخاب حسین قدیری نعیمی اشرفی اور اب مداری کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ دنیا پر مخفی نہیں کہ پہلے تو موصوف رضوی پروپگنڈے کی بنیاد پر مداریوں کے سخت مخالف تھے۔ انھوں نے بھی ازہری واحمدی سرمتی سرمد کر مداریوں کے خلاف فتویٰ لکھا تھا جو فیصلہ شرعیہ میں موجود ہے۔ اور سوداگران کی حمایت میں بیت انور اجمیر شریف کے منترے میں شریک بھی ہوئے تھے۔ مگر جب فیصلہ شرعیہ شائع ہوئی اور اس کے جواب میں ”صاعقہ برخرمن مفتیان رضویہ“ منظر عام پر آئی تو آں موصوف نے اپنے نظریات اور فتوے سے تحریری وتقریری رجوع فرمالیا۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اب وہ اور ان کے صاحبزادے شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ حافظ وقاری سید محمد انتساب حسین صاحب قدیری اشرفی مداری براہ راست مکنپور شریف سے بھی سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز ہیں۔

خواجۂ خواجگان سلطان ہندوستاں حضور سیدنا سید معین الملت والدین حسن خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پُر نور راجدھانی دارالخیر اجمیر شریف میں سوداگران بریلی نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ حضرت غازیٔ ملت نے نام نہاد فیصلۂ شرعیہ دربار مداریہ کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے صرف نظر کر دیا ہے تو گھبرا کر کچھوچھہ مقدسہ کے سجادہ نشین کو بہلا پھسلا کر اپنے حق میں استعمال کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو گئے اور اسکا نام رکھا ”فیصلہ“ اور اسے تارک السلطنت حضرت مخدوم العالم سیدنا سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی کرامت قرار دیا۔

قارئین کرام سے گذارش کرونگا کہ دیباچہ نگار کی درج ذیل تحریر کو سنجیدگی کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ یہ حضور مخدوم پاک کی کرامت بیان کی گئی ہے یا بیدردی کے آپ کی اہانت کی گئی ہے۔ دیباچہ نگار

Scanned with CamScanner

تحریر کرتے ہیں ''یہ یقیناً سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی کھلی ہوئی کرامت سب کے سامنے ہے کہ جب حضرت مدنی میاں صاحب اور حضرت ہاشمی میاں صاحب نے اپنی مصلحتوں کے خاطر اظہار حق اور اعلان صداقت کرنے سے گریز کیا تو انھوں نے اپنے ہی ایک دوسرے شہزادے سے یہ فریضہ ادا کرا کران مداریوں کا فیصلہ کرادیا'' (فیصلہ ص ۲) اس کو کہتے ہیں مکھن بازی اور اس مکھن بازی میں حضرت سید ظفر الدین اشرف جیسے سادہ لوح بزرگ کا آجانا کچھ امر محال بھی نہیں مگر حقیقۃً یہ تعریف نہیں بلکہ کھلی ہوئی توہین ہے اس تحریر میں جہاں ایک طرف حضرت شیخ الاسلام قبلہ اور قبلہ غازیٔ ملت کی تنقیص ہے وہیں دوسری طرف حضور مخدوم پاک اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی اہانت بھی..... اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ حضور مخدوم العالم کے تصرفات و کرامات کی پہونچ شیخ الاسلام اور غازیٔ ملت تک نہیں ہوسکی۔ شیخ الاسلام اور غازیٔ ملت دامت برکاتہما القدسیہ، حضرت مخدوم العالم کے دست تصرف سے باہر ہوئے تو ناچار مخدوم العالم نے ایسے شخص سے فیصلہ کرایا جو فریقین کا مسلم فیصل نہیں۔ اور جب فیصل فریقین کا مسلم نہیں تو اس کے فیصلہ کی کیا حیثیت؟ اور جب فیصلہ کی اہمیت نہیں تو پھر یہ کرامت بھی کس شان کی کرامت ہوئی۔ (نعوذ باللہ من ذالك)

اب میں صاحب دیباچہ سے دریافت کرنا چاہوں گا... کیا یہ ستم نہیں ہے کہ نام نہاد'' فیصلۂ شرعیہ'' کی اشاعت کو سید ظفر الدین اشرف کا فیصلہ کہہ کر حضور مخدوم العالم کی کرامت بتائی جائے؟ اگر ہے تو یہ ستمگر کون ہے؟..... کیا اس حادثہ کو مخدوم پاک اشرف سمنانی قدس سرہٗ النورانی کی کرامت بتانا پورے سلسلۂ اشرفیہ پر سخت حملہ کرنا نہیں ہے؟... اگر ہے تو یہ حملہ آور کون ہے؟... کیا یہ حضرت مخدوم پاک پر کھلا ہوا افترا نہیں ہے؟... اگر ہے تو مفتری کون ہے؟..... کیا یہ اشرفی خاندان کی کھلی ہوئی پائمالی، حضرت مخدوم پاک پر یہ حقارت انگیز بہتان عظیم اور سلسلۂ اشرفیہ کی واضح بے حرمتی نہیں ہے؟... اگر ہے تو کون ہے اسکا ذمہ دار؟

اس فیصلہ پر اظہار مسرت کرتے ہوئے بیچارے اقبال احمد تحریر کرتے ہیں۔

''سبحان اللہ کچھوچھہ شریف کے عظیم المرتبت شہزادے سجادہ نشین کی بارگاہ کا یہ فیصلہ مفتیان کرام کے فتویٰ کی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ حق پسندوں کے لئے یہ فتویٰ یقیناً باعث ہدایت ہوگا۔ ہاں جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے وہ تو کسی بھی حال میں واپس نہیں آسکتے''۔

اس فیصلہ کے بارے میں مولانا موصوف سید شاہ ظفر الدین اشرف سجادہ نشین صاحب سے تو کیا عرض کروں مگر ہاں دیباچہ نگار جو اس فیصلہ پر پھولے نہیں سمارہے ہیں، فرط مسرت سے فیصلہ فیصلہ چلا رہے ہیں انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ عظیم المرتبت، شہزادے، سجادہ نشین، ہونا الگ بات ہے اور فریقین کا مسلم فیصل ہونا الگ بات... کیا اقبال احمد نے فیصلۂ شرعیہ میں محترم سجادہ نشین صاحب سے منسوب تحریر بھی دیکھی؟... میلاد زندہ شاہ مدار کی اس عبارت کے سلسلے میں کہ لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ حضرت خاتم النبیین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم زمانۂ نبوت سے پہلے درجۂ قطب المدار پر تھے وہ لکھتے ہیں کہ'' اس پر شرعی جواب مفتی عبدالجلیل صاحب اشرفی کا لکھا ہوا تھا کہ یہ عبارت کفری ہے اور ایسا شخص گمراہ بدعتی ہے۔ الخ (فیصلہ شرعیہ صفحہ ۴)

فیصلہ پر جشن بہاراں منانے والے اقبال احمد ثابت کرکے دکھائیں کہ یہ عبارت کفری ہے یا اس کو مفتی عبدالجلیل اشرفی نعیمی نے لکھا ہو کہ یہ

Scanned with CamScanner

کفری عبارت ہے۔ مفتی عبدالجلیل کو چھوڑیئے، اس عبارت پر مفتی اختر رضا خان ازہری نے تو خیر اعتراض کیا نہیں مگر مفتی شریف الحق امجدی نے اعتراض کیا ہے اور وہ بھی فیصلۂ شرعیہ میں موجود ہے، ذرا ان کی ہی تحریر سے ثابت کر کے دکھادیں کہ یہ عبارت کفری ہے۔ اقبال احمد اور ان کے تمام حمایتیوں کو چیلنج ہے کہ وہ اس عبارت کو کفری عبارت ثابت کردیں۔ جب یہ عبارت کفری ہے بھی نہیں اور مفتی عبدالجلیل اشرفی نعیمی نے بھی نہیں لکھا ہے کہ یہ عبارت کفری ہے تو پھر ہر ذی علم اسی سے اندازہ کرلے گا کہ یہ فیصلہ بھی کیا فیصلہ ہوسکتا ہے؟ اقبال احمد جیسے خوش فہم جو یہ بھی نہیں جانتے کہ فیصلہ کیا ہے؟ شریعت کیا ہے؟ کرامت کیا ہے؟ اس کو فیصلہ مان سکتے ہیں، مخدوم پاک پر بہتان تراشی کرتے ہوئے کرامت بتاسکتے ہیں، مگر ہر شخص اقبال احمد جیسا علم وشعور نہیں رکھتا۔

ناظرین کرام! جیسا کہ گذشتہ اوراق میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ بیت النور اجمیر شریف کی پہلی نشست میں جس موضوع پر مناظرہ ہوا وہ موضوع سلسلۂ عالیہ مداریہ کے اجراء وسوخت کا تھا۔ فیصل نے جانبین کے اعتراضات وجوابات سن کر سلسلۂ عالیہ مداریہ کے جاری ہونے کا فیصلہ زبانی طور پر دے دیا تھا، ساتھ ہی یہ بھی اعلان فرمادیا تھا کہ تحریری فیصلہ عنقریب فریقین کے پاس بھیج دیا جائے گا۔

اس کے بعد حضرت "ثالث" قبلہ نے اس فیصلہ کو اپنی کتاب "سعی آخر" میں شامل کر کے شائع کرادیا۔ حضرت غازئ ملت قبلہ نے یکم اپریل ۱۹۹۶ء کو ٹھریا نجابت خان بریلی شریف کے جلسۂ عام میں اقبال احمد جیسے شاکی لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا "تم کہتے ہو میں نے فیصلہ نہیں کیا! ارے میں نے تمھیں توبہ کا موقع دیا تھا تم نے توبہ نہیں کی میں نے فیصلہ دے دیا پڑھ لو میرا فیصلہ "سعی آخر" میں، میں نے (کئی صفحات پر) سلسلۂ عالیہ مداریہ کا جاری ساری ہونا (بدلائل) تحریر کیا ہے۔

قارئین کرام! اب آخر میں ہم "فریقین کے مسلم فیصل" حضرت غازئ ملت قبلہ سید محمد ہاشمی میاں کچھوچھوی مدظلہ العالی کا "فیصلہ" افادۂ عام کی غرض سے پیش کررہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں

فیصلہ مناظرۂ اجمیر شریف

از:- ثالث مناظرہ حضرت غازئ ملت سید **محمد ہاشمی میاں** اشرفی جیلانی
کچھوچھوی مدظلہ العالی

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ کی طرف منسوب کتاب "سبع سنابل" قابل توجہ ہے۔ اس میں وہی باتیں بلاشک وشبہ صحیح و درست ہیں جنکی تائید وتوثیق علمائے ربانیین کرچکے ہیں۔ یہ کتاب حضرت میر صاحب علیہ الرحمۃ کے وصال کے بہت بعد شائع ہوئی اور اس میں بعض عبارتیں الحاقی بھی ہیں۔ مثلاً سلسلۂ مداریہ کے سوخت ہونے کی بات، سلسلۂ مداریہ کے سوخت کرنے کا ذکر صرف سبع سنابل میں ہے۔ مگر وہی واقعہ جب "اخبار الاخیار" میں پڑھیئے تو سوخت کا پتہ اور نشان تک نہیں ملتا اس میں پورا واقعہ سبع سنابل کی طرح ہے مگر سوخت والی بات کو محقق علی الاطلاق سیدنا عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اخبار الاخیار میں کہیں نہیں لکھا۔۔۔۔ یعنی سوختن والی بات قطعاً الحاقی ہے۔ اسے ہم بدلائل قاہرہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو "اخبار الاخیار" میں حضرت محقق دہلوی رقمطراز ہیں۔

"نقل ست کہ چوں شاہ مدار در عہد او از جانب ہر مز بکالپی تشریف آوردہ

Scanned with CamScanner

بود طریقۂ او جذب خلائق بوده عوام بسیار بر ایشاں گرد آمدند و شہرتی عظیم شد وبعضی اوضاع ایشاں برخلاف ظاہرے شریعت بود دران اوان قادر شاہ ولد سلطان محمد کہ از نبائر سلطان فیروز شاہ بوده وبعد از فوت پدر حاکم بود از شنیدن شہرت شاہ مدار جہت ملاقات ایشاں سوار شد و در آنجا کہ شاہ منفرد بود رسید خادمان شاہ گفتند کہ حالا وقت نیست وحکم نیست کہ خبر توانیم کرد ظاہراً با درویشی خلوت داشتہ اند بحاکم چنان نمودند کہ جوگی آمده است شاہ با وصحبت دارند قادر شاہ بخادمان شاہ گفتہ کہ ایشاں را بگویند کہ در شہر ما نباشد وخود برگشتہ بمنزل آمد چوں خبر بشاہ رسید برآمده از آب گذشتند و بر ودعائی بد کردند وخادمی را فرمودند کہ سہ روز منتظر باش وخبر او را بیان چوں ایشاں از آب گذشتند آبلہ بر اعضاء قادر شاہ پیدا شده او از حرارت آبلہ بے طاقت شده پیش شیخ سراج سوختہ آمد شیخ پیراہن خود را باو داد بمجرد پوشیدن بحالت اصلی باز آمد واثری از حرارت نمانده و چوں خادم شاہ دید کہ او پناہ بشیخ سراج آورده مایوس شده واز آب گذشتہ خبر بایشاں رسانیده شاہ مدار از آنجا متوجہ جون پور شد واز آنجا باز گشتہ بر مکنپور کہ موضعی ست در نواحی قنوج آمده وہمانجا بود (اخبار الاخیار صفحہ ۱۷۰)

زنده شاہ مدار کی بد دعا سے قادر شاہ کے جو اعضاء حرارت وآبلہ سے جلنے لگے تھے وہ شیخ سراج سوختہ کے پیراہن مبارک کی برکت سے رفع ہو گئے اور پھر حضرت شاہ مدار جونپور کی طرف روانہ ہو گئے۔ ----اس میں کہاں ہے کہ حضرت سراج سوختہ نے حضرت زنده شاہ مدار کے سلسلہ کو ہی سوخت کر دیا؟

حضرت میر عبد الواحد بلگرامی جس خانوادہ کے عظیم ترین بزرگ ہیں اسی خانوادہ کے چشم وچراغ سید العلماء مولانا آل مصطفیٰ اپنے مکتوب گرامی میں جس کی نقل مطابق اصل یعنی فوٹو کاپی میرے پاس ہے تحریر فرماتے ہیں۔

''باوجود اس کے کہ بعض بزرگوں نے سرکار قطب المدار علیہ رحمۃ العزیز الغفار کے نیچے سلسلہ میں کلام بھی کیا ہے مگر میرے جد اعلیٰ حضرت صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ البلگرامی المارہروی علیہ الرحمۃ کالپی شریف سے سلسلۂ عالیہ مداریہ لائے اور فقیر کو جس طرح سلاسل عالیات، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ کی اجازت وخلافت ہے اس سلسلۂ مبارکہ کی بھی اجازت وخلافت ہے۔ (ماخوذ از مکتوب گرامی سید العلماء)

الغرض سبع سنابل کی وہ روایت جس کی رو سے سرکار قطب المدار علیہ الرحمۃ سے نیچے سلسلہ میں سوخت کی بات ہے وہ بانی سلسلہ عالیہ برکاتیہ حضرت سید برکت اللہ اور سید العلماء کے نزدیک نادرست اور غیر معتبر ہے ورنہ حضرت صاحب البرکات کالپی شریف سے اس سلسلہ کو کیوں لاتے اور سید العلماء کو اس سلسلہ کی اجازت وخلافت کیسے ملتی؟

سلسلۂ مداریہ کے سوخت کئے جانے کا ذکر صرف سبع سنابل یا اس پر اعتماد کی بنا پر بعد کی چند کتابوں میں ملتا ہے مگر حقیقت کیا ہے سید العلماء کی زبانی سنئے!

'' سلسلۂ مداریہ کے متعلق سوخت اور کلام کے جو الفاظ تھے وہ ہرگز ہرگز میرا اپنا ذاتی مسلک ومشرب نہ تھا بلکہ صرف نقل روایت کر کے سلسلۂ عالیہ کی نسبت اپنا عقیدہ بیان کرنا تھا۔ (دو سطر بعد)

آپ تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ تین صدیوں سے ناموس اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے لئے اپنی ساری قوتیں اور طاقتیں بازی پر لگائے ہوئے ہے تو پھر اس خانقاہ شریف کے ایک حقیر خادم کی حیثیت سے کیونکر متصور تھا کہ وہ اپنے ایک مرشد اجازت ذات برگزیدہ صفات حضور پُر نور قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وارضاہ عنا کی بارگاہ

Scanned with CamScanner

فضیلت پناہ میں زبان گستاخانہ دراز کرتا۔ اے سبحان اللہ! کیا میں اتنا احمق تھا کہ جس شاخ پر بیٹھا تھا اسی پر کلہاڑی چلاتا سلسلۂ عالیہ مداریہ کے اجرائے فیض کا انکار کیا خود میرے جد کریم سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ العزیز کی معاذ اللہ تجہیل وتحمیق کے مترادف نہ ہوتا ؟''

آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں

''تو پھر انصاف فرمائیے کہ فقیر کے اس اقرار کے باوجود کہ میرے خاندان باوقار کے پاس سلسلۂ مداریہ کی اجازت موجود ہے۔ جو کالپی شریف سے آئی اور خود فقیر کو اجازت ہے مجھ پر سلسلۂ عالیہ کے سرے سے سوخت ہونے کے عقیدے کا الزام بہتان ہے یا نہیں؟ لہٰذا فقیر کا مسلک سماعت فرمائیے۔'' کہ یہ فقیر خاکپائے مرشدان عظام حضور پر نور سیدنا بدیع الملۃ والشریعۃ والطریقہ والاسلام والدین شیخنا مرشدنا سیدی قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اپنا ویسا ہی مرشد اجازت مفیض ومفید یقین کرتا ہے جیسا کہ خواجۂ خواجگان سلطان الہند ولی الہند عطاء الرسول سیدنا خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری وحضرت خواجہ بہاء الملۃ والدین سیدنا مولائے نقشبند وسیدنا شیخ الشیوخ شہاب الملۃ والدین عمر سہروردی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو''

مکتوب گرامی کے آخر میں سید العلماء سید آل مصطفیٰ فرماتے ہیں۔

''آخر میں جناب کی اطلاع کے لئے اپنا شجرۂ عالیہ مداریہ لکھ رہا ہوں جو میں نے اپنی خاندانی کتاب اسناد ''النور والبہا فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء'' مصنفہ جد کریم حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ العزیز سے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہٖ وعلی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

فیقول الفقیر ابو الحسین عفی عنہٗ اجازنی بالسلسلۃ البدیعیۃ المداریۃ جدی ومرشدی السید آل رسول الاحمدی قدس سرہٗ عن الحمزہ اچھے صاحب عن ابیہ عن جدہٖ عن صاحب البرکات عن السید فضل اللہ عن ابیہ عن جدہٖ عن جمال الاولیاء عن الشیخ قیام الدین عن الشیخ قطب الدین عن السید جلال عبد القادر عن السید مبارک عن السید اجمل عن العارف الاجل الکامل الاکمل مولانا بدیع الحق والدین المدار المکنفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عن الشیخ عبد اللّٰہ شامی عن الشیخ عبد الاول عن الشیخ امین الدین عن امیر المؤمنین علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن سید المرسلین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔

میرے پیش نظر مذکورہ بالا شجرہ شریف المسماۃ ''النور والبہا'' ہے جو ۱۲۰۷ھ میں شائع ہوا اس کے مرتب حضور مفتیٔ اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان بریلوی کے پیرو مرشد ہیں

مذکور شجرۂ شریف جس کی صحت مسلم ہے جو نہ صرف حضرت سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری کے قلم سے خود ان کے عہد میں شائع ہوا بلکہ اس کی صحت وصداقت پر خود سید العلماء مارہروی گواہ ہیں اس شجرۂ مبارکہ سے یہ قضیہ خود بخود حل ہوجاتا ہے کہ حضرت قطب المدار کا سلسلہ سوخت نہیں بلکہ جاری

وساری ہے لہٰذا سبع سنابل میں سوخت کی کہانی بلا شک وشبہ الحاقی ہے۔

ادارۂ اشاعت تصنیفات رضا بریلی نے زیر اہتمام مولانا محمد منان رضا بریلوی ایک کتاب بنام ''علمائے حرمین اور اعلیٰ حضرت'' شائع کی اس کے صفحہ نمبر ۱۶۵ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو جن سلاسل کی اجازت حاصل تھی انکا تفصیلی ذکر ہے۔ کل ۱۳ سلاسل مبارکہ فاضل بریلوی نے تحریر فرمائے ہیں ان میں بارہواں سلسلہ ''بدیعیہ'' ہے والسلسلۃ البدیعیہ، الغرض جن ۱۳ مقدس سلسلوں کی اجازت فاضل بریلوی کو حاصل تھی جن میں وہ کسی کو بھی اپنا قائم مقام و جانشین بنانے کا استحقاق رکھتے تھے اور جن میں وہ خود صاحب اجازت وخلافت تھے ان میں سلسلۂ بدیعیہ بھی ہے اب اگر سبع سنابل کی مذکورہ روایت کو الحاقی اور محرف نہ مانا جائے تو پھر حضرت ابو الحسین احمد نوری اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور سید العلماء کے شجروں، اجازتوں اور خلافتوں کی کیا حیثیت رہ جائے گی؟

اخبار الاخیار جیسی مستند کتاب میں شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ بابا کپور مجذوب علیہ الرحمۃ کا جو اجلۂ اولیاء میں تھے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''انتساب او در سلوک بسلسلۂ شاہ مدار بود'' (اخبار الاخیار صفحہ ۲۹۷)۔

ادارہ استقامت کانپور نے ایک کتاب بنام ''شاہ برکت اللہ حیات اور علمی کارنامے'' شائع کیا اس کے صفحہ نمبر ۱۳ پر ہے۔ ''شاہ برکت اللہ اپنے والد کے وصال کے بعد مارہرہ تشریف لا چکے تھے کالپی کے مشائخ سے غائبانہ روز افزوں تھی لہٰذا انھوں نے کالپی کا سفر کیا اور شاہ فضل اللہ کالپوی سے اجازت وخلافت سلاسل عالیہ قادریہ، چشتیہ، وسہروردیہ، ونقشبندیہ ابو العلائیہ ومداریہ بدیعیہ حاصل کی''

پھر اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱ پر سلسلۂ مداریہ یوں بیان کرتے ہیں۔

''شاہ برکت اللہ شاہ فضل اللہ سید احمد سید محمد شیخ جمال الاولیاء شیخ قیام الدین شیخ قطب الدین، سید جلال عبد القادر، سید مبارک، سید اجمل، شاہ بدیع الدین مدار، شیخ عبد اللہ شامی، شیخ عبد الاول، شیخ امین الدین، امیر المؤمنین حضرت مولیٰ مرتضیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ''

جناب غلام شبر قادری برکاتی بدایونی نے حسب الحکم صاحب سجادہ آستانۂ مارہرہ ایک رسالہ حصہ اول ملقب بہ ''تنویر العین من کنز مدائح السید ابی الحسین'' شائع کیا اس کے صفحہ نمبر ۲۸ پر تحریر ہے۔

''حضور میر سید محمد قدس سرہ نے حضرت شیخ جمال الاولیاء کا کوروی قدس سرہ سے طریقۂ چشتیہ میں بیعت کی اور سلاسل قادریہ سہروردیہ ومداریہ میں اجازت پائی''

کیا سوخت اور کالعدم سلسلوں میں بھی اجازت ملتی ہے؟ اسی مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۸ پر زیر عنوان ''شجرۂ مداریہ جدیدہ کالپویہ'' ملاحظہ ہو۔

حضرت شیخ قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید جلال عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبد اللہ شامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبد الاول رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ امین الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر المؤمنین سیدنا مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ المصفیٰ۔

مذکورہ بالا شجرہ یعنی حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی کے تحریر کردہ

شجرہ کی طرح ہے، سرکار صاحب البرکات سرکار سیدنا آل رسول برکاتی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، سرکار ابوالحسین احمد نوری، اور سید العلماء سید آل مصطفےٰ علیہم الرحمۃ کے ارشادات اور اہلسنت و جماعت کی کتابوں، رسالوں کی شہادتوں نے قطعی طور پر واضح کردیا کہ سبع سنابل کی مذکورہ روایت پر اعتماد کرنا اور کتاب مذکور کو بنیاد بنانا اور اسی سبع سنابل پر اعتماد کر کے سلسلۂ مداریہ کو سوخت ماننا دراصل مارہرہ شریف کالپی شریف، اور خود بریلی شریف کی تحریروں کو ڈائنامیٹ کرنا ہے۔

معتبر شہادتوں سے بات واضح ہوچکی ہے پھر بھی ''سبع سنابل'' کی حقیقت اور قرار واقعی حیثیت کو مزید اجاگر کرنے کیلئے چند اور حوالے قارئین کرام کے حوالے کردوں۔

کتاب مسالک السالکین جلد اول باراول میں حضرت زندہ شاہ مدار کے پانچ خلفاء کا ذکر ہے اول جمن، جن کے پیرو دیوانگان کہلائے، دوم سید اجمل جن کے پیرو اجملی کہلائے، سوم خلیفہ کے پیرو فقیر طالبان کہلائے، چہارم خلیفہ کے پیرو فقیر قادران کہلائے اور پنجم خلیفہ حضرت قاضی مظاہر تھے، جن کے پیرو عاشقان کہلائے اور یہ عاشقان ذیل شہرت یافتہ ہیں۔

عاشقان امام نوردزی............................حضرت امام نوردز سے

عاشقان سرختہ شاہی............................حضرت سید خاکسار سے

عاشقان کمربستہ............................حضرت شاہ درگاہی کمربست سے

عاشقان لعل شہبازی............................حضرت شاہ امان اللہ درویش دہلوی سے

عاشقان باباگوپالی............................حضرت گوپال درویش سے

عاشقان سکھا شاہی............................حضرت میراں سکھا سے

عاشقان کمال قادری ــــــ حضرت مولانا کمال الدین قادری قریشی سے

عاشقان کریم شاہی ــــــــــــ حضرت شیخ کریم الدین سے

حضرت شاہ امام نوردز، حضرت سید خاکسار، حضرت شاہ درگاہی کمربست حضرت شاہ امان اللہ، حضرت گوپال درویش، حضرت میراں سکھا، حضرت مولانا کمال الدین قادری قریشی اور حضرت شیخ کریم الدین سلسلۂ عالیہ مداریہ سے باضابطہ منسلک تھے، خلافت واجازت یافتہ تھے، کیا بقول سبع سنابل سوخت ہوجانے کے بعد بھی یہ ممکن ہے؟

کتاب ''بدایوں قدیم وجدید'' جس میں بدایوں کی مختصر تاریخ اور اس کی نئی دپرانی عمارات ومزارات کا تذکرہ ہے ۱۹۲۰ء میں پہلی بار چھپی اس کے صفحہ نمبر ۲۴۲ پر ہے۔

''شیخ محمد جہندہ آپ مرید وخلیفہ حضرت سیدنا قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کے تھے، جہندہ اس وجہ سے مشہور ہے کہ حالت وجد میں کودا کرتے تھے بدایوں میں متصل تالاب چندوکھر میں ایک مقبرہ بطور گنبد کے بنا ہے اس میں آپ کا مزار ہے''

حضرت فتاح بدایونی: آپ حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہٗ مکنپوری کے مرید ہیں۔ کتاب جواہر ہدایت و زواہر ہدایت میں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے تین شجرۂ خلافت مذکور ہیں ایک خواجہ باقی باللہ سے، دوسرا شیخ عبدالاحد شیخ رکن الدین شیخ عبدالقدوس سے ہوتا ہوا شیخ عبدالسلام علی شاہ پھر عبدالعزیز مکی تک ــــ اور تیسرا شجرہ شیخ عبدالاحد شیخ رکن الدین، شیخ عبدالقدوس درویش محمد بن قاسم سید بڈھن اور سید اجمل سے ہوتا ہوا شاہ بدیع الدین مدار تک اور پھر طیفور شامی عین الدین شامی امین الدین شامی اور امام

عبداللہ علمبر دار تک۔

کتاب ''ناصر السالکین علی طریق العارفین'' کے صفحہ نمبر ۱۸۶ پر شجرۂ عالیہ مداریہ رزاقیہ یوں درج ہے۔

'' عن حضرت مولانا شاہ نظام الدین محمد فرنگی محلی قدس سرہٗ وھو عن حضرت مولانا قطب الآفاق وسید المشتاق سید شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہٗ وھو عن حضرت شاہ دوست محمد عرف شاہ دوسی لکھنوی قدس سرہ وھو عن حضرت مولانا تراب قدس سرہ، وھو عن حضرت مولانا میر سید علی شاہ عاشقان قدس سرہ وھو عن حضرت مولانا شیخ محمد علی بنگالی قدس سرہٗ معروف بہ شیخ قاضن قدس سرہٗ وھو عن حضرت مولانا شاہ شیخ پیادہ جونپوری، مکنپوری قدس سرہٗ وھو عن حضرت مولانا شاہ شیخ ابی القاسم قدس سرہٗ، وھو عن حضرت مولانا شاہ بھیکا قدس سرہٗ، وھو عن حضرت مولانا شاہ ابو الخیر قدس سرہٗ وھو عن حضرت مولانا شاہ حسام الدین قدس سرہٗ وھو عن حضرت مولانا شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہٗ،

تو کیا بانسہ شریف کے حضرت سید عبد الرزاق قدس سرہ' اور ان کے ذریعہ ملا نظام الدین فرنگی محلی بقول سبع سنابل ایک سوخت سلسلہ کی اجازت وخلافت پا گئے؟

کتاب سراج الفقہاء کے صفحہ نمبر ۶ پر زیر عنوان '' گروہوں کا بیان'' مؤلف لکھتا ہے ''خانوادۂ طیفوریان سے کئی گروہ نکلے ہیں۔

پہلا مداریہ جو شاہ بدیع الدین مدار سے جاری ہوا۔

'' الاصول المقصود ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوئی۔اس میں حضرت مولانا شیخ عبد القدوس جونپوری کے بارے میں صفحہ نمبر ۸۲ پر ہے کہ

'' اجازت وخلافت سلسلۂ قلندریہ چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ وفردوسیہ وطیفوریہ از والد بزرگوار خود داشتند وسلسلۂ مداریہ از حاج الحرمین بڈھن یافتند ودر فصول مسعودیہ است کہ ایں ہمہ سلاسل سبعہ را لقدوسیہ می نامند یعنی

کل واحد من ھذہ السبع قدوسیة ینتھی الی القدوس السلام او یرتبط بعبد القدوس ابن عبد السلام چنانچہ مولوی معنوی در منظومۂ مختصرہ بدیں معنیٰ اشارت کردہ گفتہ اند۔

نیز عبد القدوس عبد سلام　　از بڈھن حاجی از حسام ہمام
اوز بوالفتح اوز قاضن داشت　　آنچہ قطب المدار دروے کاشت
بامداریہ روز وشب باشیم　　بدو پیوستہ چوں دولب باشیم

اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۰ پر ایک شعر اور ملاحظہ ہو۔

شیخ قاضن ہم حسام الدین امام　　ہم بدیع و ہم علمبر دار نام

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ میرے پاس ایک ایسا بھی منظوم شجرۂ مداریہ ہے جس کی تصدیق شہزادۂ مارہرہ مطہرہ حضرت مولانا سید ابو الحسین احمد نوری کے سلسلۂ بدیعیہ سے ہوتی ہے۔

حضرت شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ، سلسلۂ مداریہ میں ــــ دونوں کے دادا پیر حضرت اچھے میاں ہیں، حضرت نوری میاں اپنے جد ومرشد حضرت سید آل رسول احمدی کے توسط سے اور حضرت علامہ فضل رسول حضرت عبد المجید کے توسط سے بقیہ سلسلۂ مداریہ دونوں کا آخر تک ایک ہے حضرت نوری میاں کا

Scanned with CamScanner

شائع کردہ عربی میں جس شجرۂ مداریہ کو آپ پڑھ چکے اسی کو اردو میں منظوم صورت میں بآسانی یاد کرنے کیلئے پڑھنا چاہیں تو ملاحظہ فرمائیں۔

(ماہنامہ آستانہ اگست ۱۹۵۵ء کا صفحہ ۱۸)

اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد کہ سلسلۂ برکاتیہ اور سلسلۂ رضویہ کے تاجداروں مثلاً حضرت سید برکت اللہ حضرت سید حمزہ حضرت سید آل رسول حضرت ابو الحسین احمد نوری حضرت فاضل بریلوی اور حضرت سید آل مصطفیٰ علیہم الرحمۃ والرضوان کو سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ نیز مظہر حق حضرت عبد القادر بدایونی اور تاجدار اہلسنت حضرت فضل رسول علیہما الرحمۃ والرضوان بھی سلسلۂ مداریہ میں مجاز وماذون تھے اور سلسلۂ مداریہ اپنے ایک نام سے نہیں بلکہ مختلف گروہوں اور ناموں سے جاری رہا۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت قطب المدار نے اپنی طویل ترین مدت عمر میں بیشمار اولیاء اللہ اور محبوبان بارگاہ الٰہ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا جیسا کہ غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی نے پہلے خرقۂ خلافت کی پانچ قسمیں ''لطائف اشرفی'' میں بیان کیں جس میں ایک خرقۂ محبت بھی ہے اور اس کے بارے میں فرمایا کہ جب میری ملاقات حضرت بدیع الدین مدار سے ہوئی تو بوقت واپسی میں نے انھیں شایان شان رخصت کیا اور حضرت مدار پاک نے مجھکو ''خرقۂ محبت'' عطا فرمایا اس طرح سلسلۂ مداریہ کی اشاعت کا باعث سلسلۂ اشرفیہ بھی ہوا کیونکہ سلسلہ خلفاء ہی سے جاری رہتا ہے۔۔۔ مفتی اعظم ہند کا فرمان جس کی فوٹو کاپی میرے پاس ہے ملاحظہ فرمائیں۔

''حضور سیدنا قطب المدار قدس سرہ کا سلسلہ جاری ہے سلسلہ خلفاء ہی سے

جاری ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہٗ مہر ۱۳۷۷ھ

الحمد لله ! میں نے بدلائل قاہرہ ثابت کر دیا کہ سلسلۂ عالیہ بدیعیہ جاری ہے اسے سوخت قرار دینا غلط، خلاف واقعہ، اور بیشمار اولیاء اللہ کی تکذیب ہے ایسی بے سروپا باتیں اگر سبع سنابل میں ہیں تو وہ میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ کی تحریر کردہ ہرگز نہیں بلکہ الحاقی ہیں۔ اور جب الحاق وتحریف کسی تصنیف میں ثابت ہو تو اس سے استدلال کرنا تحقیق حق سے انحراف ہے ایسی کتابوں کے مندرجات کو تحقیق اور علمائے ربانیین کی تائید کے بغیر قبول کرنا خشیت الٰہی سے محرومی کی علامت ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ کے وصال کے بعد شائع کردہ سبع سنابل کی بعض الحاقی عبارتوں نے اسے لائق استدلال نہیں رکھا۔ کہ اس کی ہر بات کو بلا چوں وچرا تسلیم کر لیا جائے اور ایک سبع سنابل کے لئے مارہرہ مطہرہ، کچھوچھہ مقدسہ، بدایوں شریف، کالپی شریف اور بریلی شریف کے اکابرین واولیائے کاملین کے شجروں کو ڈائنامیٹ کر دیا جائے۔ اور ان کی دھجیاں اڑا دی جائیں۔ ایسا ہرگز نہ کیا جائے بلکہ اعلان کر دیا جائے کہ...... سبع سنابل چونکہ الحاقی عبارتوں پر مشتمل ہے اس لئے اس کتاب کے جملہ مندرجات سے استدلال درست نہیں۔

(سعی آخر از صفحہ ۲۷۰ تا ۲۸۲)

Scanned with CamScanner

عبارت نمبرا

اقتباس از معمولات ابوالوقار صفحہ ۷

مزار پاک شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہو تو یہ دعا پڑھے "یَآ مَدارَ الَّذِیْ لَا بِدَایَةَ لِذَاتِہٖ وَلَا نِھَایَةَ لِمُلْکِہٖ یَا مَدَارَ الدُّنْیَا وَالاٰخِرَۃ یَا مَدَارَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْض۔

نظریۂ ازہری:- الجواب بعون الملک الوھاب ۔عبارات مندرجہ سوال ملاحظہ ہوئیں سب سے پہلی عبارت میں حضرت سیدنا بدیع الدین مدار قدس سرہٗ کو یوں موصوف کیا کہ" لا بدایة لذاتہٖ ولا نھایة لملکہٖ "یعنی ان کی ذات کی کوئی ابتداء نہیں۔گویا اس قائل کے نزدیک حضرت مدار قدس سرہٗ العزیز کی ذات ہمیشہ سے ہے اور یہ کہنا مدار قدس سرہٗ کو واجب کہنا ہے جو خاص وصف ذات باری تعالیٰ ہے تو اس قائل نے معاذ اللہ سیدنا مدار کو خدا ٹھہرایا اور یہ کفر صریح ہے اور دوسرا فقرہ یعنی لا نھایة لملکہٖ یعنی سیدنا مدار کی حکومت کی نہایت نہیں اس کا ظاہر بھی مسئلۂ ضروریہ دینیہ کا انکار ہے۔ یہ بات ضروریات دین سے ہے کہ عالم فانی ہے اس کو نہایت ضرور ہے اور یہ قائل یہ بک رہا ہے کہ ملک مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے نہایت تو بالبداہۃ غیر فانی اور قائل کے نزدیک سیدنا مدار علیہ الرحمہ کا ملک پوری دنیا و آخرت ہے اور اس کے بقول ان کے ملک کی نہایت نہیں تو آپ ہی دنیا کو بے نہایت اور غیر فانی بتایا۔ اگر یہی معنیٰ مراد لئے تو بے شک کفر کا اعتقاد کیا اور ایمان برباد کیا توبہ و تجدید ایمان بہر صورت لازم۔اور مدار الدنیا والآخرۃ اس کا خاصہ ہے جسے قرآن عظیم میں رحمة اللعٰلمین بتایا اور وہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا ہیں۔آپ کے سوا کسی اور کو جس طرح رحمۃ للعٰلمین کہنا حرام اسی طرح مدار الدنیا والآخرۃ مدار العلمین کہنا حرام۔واللہ تعالیٰ اعلم

نظریۂ امجدی :- یہ کہنا یا مدار الذی لا بدایة لذاتہٖ ،کفر صریح ہے کہ یہ صراحۃً حضرت مدار کو قدیم ماننا ہے قدیم ہونا اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے اللہ عزوجل کے علاوہ کسی ولی تو ولی کسی نبی کو قدیم کہنا اور قدیم ماننا کفر ہے تو یونہی یہ کہنا کہ لا نھایة لملکہٖ بھی کفر ہے۔قرآن کریم کی متعدد آیتوں کا انکار ہے حضرت مدار کے ملک کی نہایت نہ ماننے کیلئے یہ لازم ہے کہ خود انکی بھی نہایت نہ ہو اور وہ غیر فانی ہوں یہ قرآن کا صریح انکار ہے۔ فرمایا گیا کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَان وَّیَبْقیٰ وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالِاکْرَام یونہی ان کے ملک کو غیر فانی ماننا آیت مذکورہ و نیز آیت لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّار کے منافی ہے اس لئے ان دونوں باتوں کا قائل بلاشبہ کافر و مرتد و دائرۂ اسلام سے خارج ہے اگر وہ کسی پیر کا مرید تھا تو بیعت ختم ،اگر کسی سے اجازت تھی تو اجازت باطل ،اس پر فرض ہے کہ ان کفریات سے توبہ کرے ،تجدید ایمان کرے ،بیوی والا ہو تو تجدید نکاح کرے اور از روئے طریقت تجدید بیعت کرے اب تک اس کے جتنے مریدین تھے ان سب کی بیعت فسخ ہوگئی ان سب مریدین پر از روئے طریقت لازم کہ کسی مرشد جامع طریقت سے مرید ہوں اس قائل کے ان کفریات پر مطلع ہو کر جو اس کو پیر مانے گا وہ خود کافر ہو جائیگا۔ارشاد ہے انھم اذا مثلھم"۔ (فیصلہ)

ناظرین کرام! یہ ہیں نظریات مفتی اختر رضا خان ازہری و مفتی

Scanned with CamScanner

شریف الحق امجدی کے اوران نظریات کا نام رکھا گیا ''فیصلۂ شرعیہ دربارۂ مداریہ'' گویا کہ شریعت ان کے اپنے زبان وقلم کا نام ہے۔آپ نے ملاحظہ فرمایاان دونوں مفتیوں نے مذکورہ صحیح عبارت کوغلط معنیٰ پہنا کر مؤلف کتاب ''معمولات ابوالوقار قدس سرہٗ'' پرتوبہ،تجدیدایمان،نکاح وبیعت وغیرہ کاحکم لگا کرعوام اہلسنت کوحضرات مداریہ زادہم اللہ شرفاوتعظیما سے بدگمان کرنے کی کوشش کی جوشرعا حرام ہے۔اور جوشخص تذلیل وتکفیر کے لائق نہیں اس کی تذلیل وتکفیر کر کے اپنی ہی تذلیل وتکفیر کرنی ہے۔اسلئے اب ہم عبارت کا صحیح مفہوم اور اسکی صحت ودرستگی کی مثالیں پیش کرتے ہیں تاکہ اچھی طرح واضح ہوجائے کہ فیصلۂ شرعیہ کیا ہے اور فریقین میں سے یہ فیصلہ کس کے بارے میں ہوا؟ ساتھ ہی ان لوگوں کے تبحر علمی کا پتہ بھی لگ جائے گا۔

سب سے پہلے اطلاعاً عرض ہے کہ اسی عبارت معترضہ کوحضرت مولاناشاہ ظہیراحمد سہسوانی قادری چشتی علیہ الرحمہ نے کتاب سیر المدار(مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۹۰۰ء) میں تحریر فرمایا۔جبکہ معمولات ابوالوقار ۱۳۵۹ھ میں شائع ہوئی۔ (صاعقہ صفحہ ۱۰)

عبارت اوراس کا صحیح ترجمہ

یا مدار الذی لا بدایة لذاته ولا نهایة لملکه یعنی اے اس (ذات) کے مدار جس کی ذات کی ابتداءنہیں اور جس کے ملک کی انتہانہیں یعنی اے اللہ کے مدار،اے اللہ کے دوست،اے اللہ کے محبوب مدار۔

مفتیان مذکورہ کی غلطی یہ ہے کہ انھوں نے ہٖ ضمیر کا مرجع مدار کوسمجھا اسی لئے حضرت مدار کوواجب اورقدیم ماننے کا الزام مؤلف قدس سرہٗ کولگایا حالانکہ لذاته وملکه میں ہٖ ضمیر کا مرجع ''الذی'' ہے جومضاف

الیہ ہے مدار کا۔اگر یہ کہا جائے کہ مفتی صاحبان نے طلبہ کوابتدائی درجات میں پڑھائی جانے والی کتاب ''نحومیر'' بھی نہیں پڑھی توشاید درست ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی عربی زبان میں اس کی مثالیں عام ہیں

مثلاً ۱؎ سبحان الذی اس ذات کی پاکی، ۲؎ صراط الذین انعمت علیہم ،راستہ انکا جن پرتونے انعام فرمایا ۳؎ اللہ ولی الذین آمنوا ،اللہ دوست انکا جوایمان لائے ۴؎ والذی نفس محمد بیدہ ،قسم اس کی محمد ﷺ کی جان جس کے قبضہ میں ہے۔ان سب مثالوں میں اسم موصول الذی مضاف الیہ ہے۔ایسی ہی ایک عبارت فاضل بریلوی نقل کرتے ہیں۔

امام ابونعیم دلائل النبوۃ میں بطریق محمد شہاب الزہری ام سماعۃ اسماء بنت ابی رہم سے وہ اپنی والدہ سے راوی ہیں ''حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے وقت حاضر تھی ،محمد ﷺ کمسن بچے کوئی پانچ برس کی عمر شریف ان کے سرہانہ تشریف فرما تھے حضرت خاتون نے اپنے ابن کریم ﷺ کی طرف نظر کی پھر کہا۔

بَارَکَ فِیْکَ اللّٰہُ مِنْ غُلَامٍ ، یَاابْنَ الَّذِیْ مِنْ حَوْمَةِ الْحَمَامِ

نَجَا بِعَوْنِ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْمُنْعَامِ فَوَادِی غَدَاةُ الضَّرْبِ بِالسِّہَامِ

ترجمہ: ۔اے ستھرے لڑکے اللہ تجھ میں برکت رکھے۔اے بیٹے ان کے جنھوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۱۷ اشمول الاسلام)

کیا مفتیان صاحبان یا مدار الذی لا بدایة لذاته کی طرح،یا ابن الذی من حومة الحمام نجا کا ترجمہ بھی اپنے طریقے سے کرسکیں گے کہ اے وہ بیٹے جس نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی ؟ مفتی صاحبان جب یہ ترجمہ

Scanned with CamScanner

کریں گے تو اس کا مطلب یہ نکلے گا کہ سرکار دو عالم ﷺ پر چار پانچ برس کی عمر شریف میں موت واقع ہو چکی تھی اور آپ ﷺ مرگ کے گھیرے سے نجات پا گئے تھے ساتھ ہی فاضل بریلوی کا ترجمہ بھی غلط ہو جائیگا۔ اور اگر مفتی صاحبان ایسا ترجمہ نہ کر پائیں تو پھر یا مدار الذی لا بدایة لذاتہ ولا نہایة لملکہ کا ترجمہ بھی فاضل بریلوی کے طریقے پر کریں۔

کہ اے اس ذات کے مدار جس ذات کی ابتداء نہیں اور جس کے ملک کی انتہا نہیں۔ یعنی اے اللہ کے مدار، اے اللہ کے دوست، اے اللہ کے محبوب مدار۔ تو اسمیں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ جیسا کہ اسی فیصلۂ شرعیہ کے صفحہ ۴۴ نمبر ۸ میں مفتی شریف الحق امجدی تحریر کرتے ہیں مدار اللہ سے مراد لیا جائے حضرت مدار کا لقب عرفی معنیٰ یہ مراد لئے جائیں اللہ کے محبوب مدار یہ درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مدار مخفف ہے قطب المدار کا جو ولایت میں عظیم ترین منصب ہے اور ظاہری بات ہے کہ یہاں معنیٰ عرفی ہی مراد ہے اور ہر جگہ لغوی معنیٰ پر حکم بھی نہیں لگتا ورنہ بہت سے اسماء باطل ٹھہریں گے۔ جیسے (شریف الحق) لہٰذا مدار اللہ ایسے ہی ہے جیسے ولی اللہ (اللہ کا دوست) تو پھر عبارت مذکورہ کا مطلب بھی یہی ہوا کہ اے اس ذات کے دوست مدار جس کی ذات کی ابتداء نہیں اور جس کے ملک کی انتہا نہیں اے اللہ کے مدار۔

مفتی صاحبان نے اس کفری قلعہ کو جس بنیاد پر تعمیر کیا تھا وہ بنیاد ہی نہیں رہی تو یہ کفری قلعہ کیوں قائم رہے ع وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا۔ لہٰذا ان کے فتوے باطل ٹھہرے اور ان کی غیر شرعی حرکت کا انجام بقول حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رضی اللہ عنہ یہ ہوا کہ کفر کا تیر نشانہ کے بجائے تیر

چلانے والے کے اندر پیوست ہوا۔ ان کے لئے شرعی حکم وہی ہوا جو ان لوگوں نے حضرات مداریہ زادہم اللہ شرفاً پر لگایا تھا۔ یعنی اگر وہ (مفتی) کسی پیر کا مرید تھا تو بیعت ختم، اگر کسی سے اجازت تھی تو اجازت باطل، اس پر فرض ہے کہ ان کفریات سے توبہ کرے، تجدید ایمان کرے، بیوی والا ہو تو تجدید نکاح کرے اور از روئے طریقت تجدید بیعت کرے، ابتک اس کے جتنے مرید تھے ان سب کی بیعت فسخ ہو گئی اور ان سب مریدین پر از روئے طریقت لازم کہ کسی مرشد جامع طریقت سے مرید ہوں۔ اس قائل کے ان کفریات پر مطلع ہو کر جو اسکو پیر مانے گا وہ خود کافر ہو جائے گا ارشاد ہے انہم اذا مثلہم۔

واللہ تعالیٰ اعلم

الفاظ کے مفاہیم بدل دینے والے مفتیان چابکدست ملاحظہ فرمائیں۔

بشیر القاری شرح صحیح البخاری مؤلفہ مولانا مفتی سید غلام جیلانی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں ''الحمد للہ الذی ہو امجد علی والذی ہو احمد رضا عند کل ذکی'' مفتیان دعویداران انا بحر العلوم ذرا جلدی سے اپنے ہی انداز میں ترجمہ فرمائیں۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو اللہ امجد علی ہے اور جو اللہ احمد رضا ہے ہر صاحب فہم کے نزدیک۔

(صاعقہ برخرمن مفتیان رضویہ صفحہ ۱۲)

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

عبارت نمبر ۲

روایت ہے کہ روز ازل کو جبکہ ملائکہ نے بحکم رب الجلیل تین صفیں روحوں کی مرتب کیں تو صف اول میں ارواح انبیا علیہم السلام اور صف دوم میں ارواح اولیاء عظام اور صف سوم میں کل مخلوق کی روحیں داخل کیں تو بمصداق کل شئ یرجع الی اصلہ ۔ سید الابرار حضرت زندہ شاہ مدار کی روح پاک دوسری صف سے نکل کر صف اولیٰ میں داخل ہونے لگی حکم ہوا کہ تم صف اول اور صف ثانی کے درمیان رہو کیونکہ مرتبۂ مداریہ درمیان نبوت اور ولایت کے ہے۔ (میلاد زندہ شاہ مدار صفحہ نمبر ۲۷)

نظریۂ ازہری: - اس روایت کا ثبوت دینا مداریہ کے ذمہ ہے ان پر لازم ہے کہ کتب معتمدہ متندہ سے اس کا ثبوت بہم پہونچائیں اور یہ فقرہ بمصداق کل شئ یرجع الی اصلہ صاف یہ مطلب دیتا ہے کہ سیدنا مدار علیہ الرحمۃ اس قائل کے نزدیک اصل میں نبی ہیں۔

اور یہ جو لکھا کہ تم صف اول اور صف ثانی کے درمیان رہو کیونکہ مرتبۂ مداریہ درمیان نبوت اور ولایت کے ہے یہ جملہ سیدنا مدار علیہ الرحمۃ کی تمام اولیاء پر تفضیل میں صریح ہے اور یہ محتاج دلیل بلکہ اپنے اطلاق سے تمام صحابہ پر خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق پر فضیلت مدار بتاتا ہے اور یہ انکار افضل صحابہ و افضل صدیق ہے اور افضل صحابہ کا انکار بے دینی ہے

اور یہی اس روایت کے بے اصل ہونے کی [illegible]

نظریۂ امجدی: [illegible] یہ روایت [illegible]

اور اس کو سچ ماننا [illegible] کفر ہی اور حضور صلی اللہ [illegible] ہے اس روایت [illegible]

مطلب یہ ہے کہ قائل اسے سچ ماننے والا اصل میں حضرت مدار [illegible]

کو نبی مان رہا ہے اور یہ بلاشبہ کفر ہے نیز یہ کہ حضرت مدار [illegible]

صحابۂ کرام سے افضل بتا رہا ہے یہ بھی کفر ہے۔ یہ لہذا کہ مرتبۂ مداریت مرتبۂ ولایت و نبوت کے درمیان ہے بے اصل اور ضرور بالضرور [illegible] ہے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ مرتبۂ مداریت اس قائل کے نزدیک صحابیت سے بھی برتر ہے اور یہ ضرور کفر ہے اس روایت کو صحیح ماننے والے پر بھی تو بہ و تجدید ایمان و نکاح و بیعت لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

عبارت کا صحیح مفہوم

چونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سرکار سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل ہیں اور ولایت کی اصل نبوت ہے اس لئے سرکار مدار العلمین کی روح بتقاضائے سعادت ازلی و شرافت ابدی کے صف دوم سے نکل کر اپنی اصل حضور محمد الرسول اللہ ﷺ کی خدمت گاری و قدمبوسی کے لئے صف اول کی طرف رجوع ہونے لگی اس جذبۂ نیاز و سعادت مندی سے خوش ہو کر کونین کے فرمانروا قاسم نعمات ﷺ نے درمیان نبوت و ولایت مقام عطا فرمایا یعنی مرتبۂ قطب المدار، اس روایت کے بارے میں جیسا کہ آپ نے پڑھا، مفتی اختر رضا خانصاحب ازہری لکھتے ہیں اس روایت کا ثبوت دینا مداریہ کے ذمہ ہے

Scanned with CamScanner

ان پر لازم ہے کہ کتب معتمدہ، مستندہ سے اس کا ثبوت بہم پہونچائیں۔"
جبکہ مفتی شریف الحق امجدی صاحب اپنی حد سے تجاوز کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

''یہ روایت سراسر جھوٹ دروغ اور بالکل جعل ہے اور اس کو سچ جاننا سراسر گمرہی اور منجر علی الکفر ہے''

قارئین کرام! اگر چہ یہ روایت قرآن وحدیث کی نہیں ہے مگر اس کا تعلق مومن کے کشف سے ضرور ہے جس کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہوا'' اتقوا بفراسة المؤمن انهٗ ينظر بنور الله '' مومن کی فراست سے ڈرو بیشک وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

مفتی امجدی کے لئے سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد تازیانۂ عبرت

ناظرین محترم! عبارت معترضہ سے ملتا جلتا ایک سوال حضور سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ سے کیا گیا تھا آپ نے جو جواب تحریر فرمایا ہے پیش نظر ہے ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

آپ نے پوچھا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عروج کے وقت سالک اپنے آپ کو انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیمات کے صحابہ کے مقام پر پاتا ہے جو کہ بالاجماع اس سے افضل ہیں بلکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے مقام پر پاتا ہے اس معاملہ کی حقیقت کیا ہے؟

بعض آدمی اسی وجہ سے اس سالک کی ان مقامات کے اہل سے وہم کرتے ہیں اور اس کی ان مقامات میں ان مقامات والوں سے شرکت خیال میں لاتے ہیں اور اس تخیل اور وہم کی بناء پر اس کی تردید کرتے ہیں اور اس پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور اس کے حق میں زبان ملامت وشکایت دراز کرتے ہیں اس معمہ کے چہرے سے پردہ ہٹا دینا چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نچلے لوگوں کا اوپر والوں کے مقامات پر پہونچنا کبھی تو اس طرح ہوتا ہے جیسے فقیر اور محتاج جو کہ دولت مندوں کے دروازوں پر یا ارباب نعمت کی خاص جگہوں پر اس لئے جاتے ہیں کہ وہاں سے حاجت چاہیں اور ان کی نعمت اور دولت سے گدائی کریں۔ جو اس وصول کو مساوات اور شرکت سمجھتا ہے وہ بیہودہ آدمی ہے اور کبھی یہ وصول تماشہ کی صورت میں ہوتا ہے کہ امراء وسلاطین کے مخصوص مقامات پر سیر کے سبب سے جاتے ہیں تاکہ عبرت کی نظر سے تماشہ کریں اور ان میں بلندی کی رغبت پیدا ہو اس وصول سے بھی برابری کے وہم کی کیا گنجائش ہے اور اس سیر وتماشہ سے شرکت کا تخیل کس طرح متصور ہو سکتا ہے؟

خادم اپنے مخدوموں کے خاص مکانات میں اپنی خدمت گذاری کا حق ادا کرنے کیلئے جاتے ہیں اور یہ سب شرفاء اور کمینے لوگوں کو معلوم ہے۔ کوئی بے وقوف ہی ہوگا جو اس قسم کے وصول پر مساوات اور شرکت کا وہم کرے۔ ہر فرش درست کرنے والا اور مکھیاں ہٹانے والا، اور تلوار اٹھانے والا، بڑے بڑے بادشاہوں کے ساتھ رہتا ہے اور ان کے خاص مکانات میں حاضر ہوتا ہے۔ کتنا جنون ہے کہ اس مقام پر شرکت اور مساوات کا وہم کرے۔ ع بلائے دردمنداں از در و دیوار می آید

Scanned with CamScanner

لوگ کسی غریب کو ملامت کرنے کے لئے کوئی بہانہ ڈھونڈتے ہیں اور طعن و تشنیع کیلئے کوئی جگہ تلاش کرتے ہیں۔حق سبحانہٗ تعالیٰ ان کو انصاف کی توفیق دے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ کسی کمزور آدمی کے حق میں رفع شر اور دفع ملامت کیلئے کوئی جگہ تلاش کرتے اور ایک مسلمان آدمی کی عزت محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے۔

جو لوگ طعنہ زنی کرتے ہیں ان کا معاملہ دو حال سے خالی نہیں ہے اگر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس حال والا ان مقامات والوں سے شرکت اور برابری کا معتقد ہے تو اس کو کافر اور زندیق تصور کرتے ہیں اور مسلمانوں کی جماعت سے اسے خارج کرتے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ نبوت میں شرکت اور مساوات کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ اور اسی طرح شیخین علیہم الرضوان کی افضلیت اجماع صحابہ و تابعین سے ثابت ہے جیسا کہ اس کو ائمہ اکابر نے نقل کیا ہے ــــــ کوئی بیوقوف ہی ہوگا جو اپنے آپ کو خیر البشر ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے برابر سمجھے اور کوئی احادیث و اقوال صحابہ سے جاہل اور بے خبر آدمی ہی اپنے آپ کو صادقین سے تصور کرے گا ــــــ خداوند تعالیٰ طعنہ کرنے والوں کو آنکھیں عطاء فرمائے کہ ان کو محض تعصب و ضد سے ایک مسلمان آدمی کی تضلیل و تکفیر کی قباحت اور محض وہم و خیال کی بناء پر مومن آدمی کو مردود و مطرود قرار دینے اور مسلمان پر طعنہ زنی کرنے کی برائی نظر آجائے۔

یہ لوگ اس کا کیا علاج کریں گے کہ اگر وہ آدمی تضلیل و تکفیر کے لائق نہ ہوا، تو وہی کفر اور گمراہی کا فتویٰ، فتویٰ دینے والے پر لوٹ آتا

ہے اور کفر کا تیر نشانہ کے بجائے تیر چلانے والے کے اندر پیوست ہو جاتا ہے" جیسا کہ نبی ﷺ کی حدیث میں آیا ہے

"اے ہمارے رب ہمارے گناہوں اور اپنے کام میں ہماری زیادتیوں کو معاف کردے اور ہمارے قدم مضبوط رکھ اور ہمیں کافروں کی قوم پر مدد عطا فرما"

اب ہم اصل بات پر آتے ہیں اور شق ثانی بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اس حال والے کے حق میں طعنہ زنی کرنے والے یہ اعتقاد نہیں رکھتے اور اس کا معاملہ کفر تک نہیں پہونچاتے تو پھر بھی دو حال سے خالی نہیں ہیں۔"یا تو اس کے کشف کو جھوٹ اور بہتان پر محمول کریں گے" اور یہ بذات خود ایک مسلمان کی نسبت بدگمانی ہے جو شرعی طور پر ممنوع ہے۔اور اگر اس کو جھوٹا نہیں سمجھتے اور شرکت و مساوات کا معتقد نہیں جانتے تو پھر ملامت و طعنہ زنی کی وجہ کیا ہے؟ اور اس کی برائی و عیب جوئی کیوں ہے؟ سچے کشف کو اچھے معانی پر محمول کرنا چاہئے۔نہ یہ کہ سچے کشف والے کو شناعت و برائی کا نشانہ بنایا جائے الخ۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم)

ناظرین کرام! مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جیسے جامع شریعت و طریقت کا یہ فرمان "مومن کے کشف کو جھوٹ اور بہتان پر محمول کرنا ایک مسلمان آدمی کی نسبت بدگمانی ہے جو شرعی طور پر ممنوع ہے" (فاضل بریلوی تحریر کرتے ہیں۔مومن سے بدگمانی حرام ہے) سچے کشف کو اچھے معانی پر محمول کرنا چاہئے نہ یہ کہ سچے کشف والے کو شناعت و برائی کا نشانہ بنایا جائے۔

مگر مفتی شریف الحق امجدی صاحب کی بے احتیاطی کا یہ عالم کہ وہ تحریر کرتے ہیں ''یہ روایت سراسر جھوٹ، دروغ، بالکل جعل اور اس کو سچ جاننا سراسر گمراہی منجر علی الکفر ہے''

میں پوچھتا ہوں اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ روایت سراسر جھوٹ، دروغ اور بالکل جعل ہے؟ ـــــــ آخر وہ کون سی دلیل ہے جو مفتی اختر رضا خان ازہری کو تو معلوم نہ ہو سکی اور مفتی شریف الحق امجدی نے اس کی بنیاد پر اتنا بڑا دعویٰ کر دیا؟ اگر یہ روایت سراسر جھوٹ، دروغ اور بالکل جعل ثابت نہ ہو سکی تو کیا مفتی شریف الحق امجدی کا فتویٰ سراسر جھوٹ، دروغ جعل اور اس کو سچ جاننا منجر علی الکفر نہ ہوگا؟

قارئین محترم! مفتی اختر رضا خاں ازہری اور مفتی شریف الحق امجدی کے علمی افلاس کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں۔

میلاد زندہ شاہ مدار میں ہے تو نجوائے کل شئی یرجع الیٰ اصلہٖ سید الابرار حضرت زندہ شاہ مدار کی روح پاک دوسری صف سے نکل کر صفِ اولیٰ میں داخل ہونے لگی تو حکم ہوا کہ تم صفِ اول اور صفِ ثانی کے درمیان رہو کیوں کہ مرتبۂ مدار یہ درمیان نبوت و ولایت کے ہے۔ اس عبارت پر ان دونوں نے حسب ذیل فتوے صادر کئے!

''اور یہ فقرہ نجوائے کل شئی یرجع الیٰ اصلہٖ صاف یہ مطلب دیتا ہے کہ سیدنا مدار علیہ الرحمہ اس قائل کے نزدیک نبی ہیں۔

(مفتی اختر رضا خاں ازہری)

''اس روایت کو صحیح ماننے کا مطلب یہ ہے کہ قائل اسے صحیح جاننے والا اصل میں حضرت مدار قدس سرہٗ کو نبی مان رہا ہے اور یہ بلاشبہہ کفر ہے''

(مفتی شریف الحق امجدی)

ان مفتیوں کی غلطی یہ ہے کہ مذکورہ عبارت سے انھوں نے مدار کو اصل میں نبی سمجھ لیا ہے اسی لئے اعتراض کر دیا کہ '' قائل کے نزدیک اصل میں نبی ہیں قائل اسے صحیح جاننے والا اصل میں حضرت مدار قدس سرہٗ کو نبی مان رہا ہے''

میں کہتا ہوں اگر قائل حضرت مدار قدس سرہٗ کو اصل میں نبی مان رہا ہوتا تو وہ صف دوم میں حضرت زندہ شاہ مدار کی روح پاک کو مقیم نہ بتاتا اور پھر صف دوم سے نکل کر صف اول وثانی کے درمیان اس کا مقام نہ لکھتا بلکہ صف اول میں اس کو داخل کر دیتا قائل کی عبارت کہ ''نجوائے کل شئ یرجع الیٰ اصلہٖ'' سید الابرار حضرت زندہ شاہ مدار کی روح پاک دوسری صف سے نکل کر صف اولیٰ میں داخل ہونے لگی تو حکم ہوا کہ تم صف اول اور صف ثانی کے درمیان رہو کیونکہ مرتبۂ مدار یہ درمیان نبوت و ولایت کے ہے'' صاف ظاہر کرتی ہے کہ قائل نبی نہیں مان رہا ہے تو پھر اس وضاحت کے باوجود غلط مفہوم نکالنا اور کفر کا فتویٰ لگانا ایک مسلمان سے بدگمانی نہیں تو اور کیا ہے اور عوام اہلسنت کو اپنے دام فریب کا شکار بنانا نہیں تو اور کیا ہے؟

رہا یہ سوال کہ ''اور یہ فقرہ نجوائے کل شئ یرجع الیٰ اصلہٖ صاف یہ مطلب دیتا ہے کہ سیدنا مدار علیہ الرحمۃ اس قائل کے نزدیک اصل میں نبی ہیں'' تو یہ بات ہر ذی علم جانتا ہے کہ حضور ﷺ ہر شئی کی اصل ہیں۔ کیونکہ ہر چیز آپ ہی کے نور سے پیدا کی گئی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ سرکار مدار کے جد کریم بھی ہیں اسلئے بھی وہ

Scanned with CamScanner

آپ کی اصل ہیں اور ولایت چونکہ نبوت کا جز و ہے اسلئے نبوت بھی ولایت کی اصل ہے تو پھر ان سب صحیح و درست معانی کے باوجود غلط مفہوم نکالنا حرام ہے اور معاملہ کفر تک پہونچانا کفر ہے اور مذکورہ دونوں مفتیوں پر اور ان کے موئدین پر بھی مفتی شریف الحق امجدی کی زبان میں توبہ وتجدید ایمان ونکاح وبیعت لازم۔

اس روایت پر ایک اعتراض یہ بھی داغا ہے کہ

"اور یہ جو لکھا کہ تم صف اول اور صف ثانی کے درمیان رہو کیونکہ مرتبۂ مدار یہ درمیان نبوت اور ولایت کے ہے یہ جملہ سیدنا مدار علیہ الرحمہ کی تمام اولیاء پر تفضیل میں صریح ہے اور یہ محتاج دلیل بلکہ اپنے اطلاق سے تمام صحابہ پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق پر فضیلت مدار بتانا ہے اور یہ انکار فضل صحابہ وفضل صدیق ہے اور افضل صحابہ کا انکار بیدینی ہے اور یہی اس روایت کے بے اصل ہونے کو قرینۂ کافیہ ہے۔ واللہ اعلم

(اختر رضا خاں ازہری)

"یہ کہنا کہ مرتبۂ مداریت نبوت وولایت کے درمیان ہے بے اصل اور ضرور بالضرور گمراہی ہے کہ اسکا ظاہر یہ ہے کہ مرتبۂ مداریت اس قائل کے نزدیک صحابیت سے بھی بڑھ کر ہے اور یہ ضرور کفر ہے اس روایت کو صحیح ماننے والے پر بھی توبہ وتجدید نکاح وبیعت لازم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم (شریف الحق امجدی)

قارئین کرام! انا بحر العلوم کے دعویدار مفتیوں کے تبحر علمی کا عالم یہ ہے کہ انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ مرتبۂ مدار یہ صحابۂ کرام اور خود حضور اکرم سرور عالم ﷺ کو بھی عطا فرمایا گیا ہے اور جن صحابۂ کرام کو مرتبۂ

مداریت عطا فرمایا گیا وہ بالاجماع تمام صحابہ سے افضل وبرتر ہیں ان مفتیوں کے فتوؤں سے اظہر من الشمس ہے کہ یہ لوگ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مقدس وبرگزیدہ جماعت میں سے کسی کو بھی خصوصاً افضل بشر بعد الانبیاء بالتحقیق امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مدار نہیں مانتے اس لئے پہلے ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ کیسی کیسی مقدس ومعظم ہستیوں کو مرتبۂ مداریت عطا فرمایا گیا ہے تاکہ یہ مفتی اچھی طرح دیکھ لیں کہ اپنے ہی بنائے ہوئے جال میں کس طرح الجھ گئے اور آپ حضرات بھی سمجھ سکیں کہ فضل صحابہ وفضل صدیق اکبر کا انکار کس نے کیا ہے ان مفتیوں نے یا مؤلف نے۔ گمراہ کون ہوا یہ مفتی یا مؤلف میلاد زندہ شاہ مدار؟ چنانچہ علمائے ربانیین کی تحقیقات ملاحظہ فرمائیں۔

امام محقق علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "اقطاب! یہ حضرات اصالۃً یا نیابۃً سب احوال ومقامات کے جامع ہوتے ہیں" مشائخ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ بغیر اضافت استعمال ہوتو .... ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے اسی کو غوث بھی کہتے ہیں یہ مقربین خدا سے ہوتے ہیں اور اپنے زمانہ میں گروہ اولیاء کے آقا ہوتے ہیں۔ ان اقطاب میں سے کچھ حضرات وہ ہوتے ہیں جنھیں حکم ظاہر اور خلافت ظاہرہ بھی خلافت باطنہ کے ساتھ ملتی ہے۔ ایسے حضرات میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی سیدنا حیدر کرار، سیدنا امام حسن، حضرت معاویہ ابن یزید، حضرت عمر ابن عبد العزیز اور جناب متوکل عباسی رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔

کچھ اقطاب وہ ہیں جنھیں صرف باطنی خلافت ملتی ہے اور حکم

Scanned with CamScanner

ظاہری نہیں ملتا، ان حضرات میں احمد ابن ہارون الرشید، ابو یزید بسطامی، وغیرہما رحمہما اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ اکثر قطب حکم ظاہری کے بغیر ہی ہوتے ہیں۔ (جامع کرامات اولیاء اردو صفحہ ۲۳۰)

(۲) حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

''قطب الاقطاب یعنی قطب المدار کا سر آنحضرت ﷺ کے قدم کے نیچے ہے، قطب المدار انھیں کی حمایت ورعایت سے اپنے ضروری امور کو سرانجام کرتا ہے۔ اور عہدۂ مداریت سے برآ ہوتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا اور امامین وحضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اسی مرتبہ پر فائز تھے'' (مکتوبات امام ربانی)

(۳) مولانا شاہ حافظ علی انور قلندری تحریر فرماتے ہیں۔

''اولاً مرتبۂ قطبیت کی متولّیہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا منجانب آنحضرت ﷺ اپنی مدت حیات بھر رہیں پھر آپ کے بعد خلفائے اربعہ کی طرف یہ نعمت منتقل ہوئی اور ان کے بعد حسنین پاک اسی مرتبہ پر فائز ہوئے''۔ (در المنظم فی مناقب غوث اعظم صفحہ نمبر ۵۹)

(۴) شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے۔

''قطب الاقطاب اپنے زمانہ کے اولیاء میں سب سے افضل ہے اور ولایت باطنی میں اللہ کا خلیفہ۔ یعنی اقطاب میں ولایت باطنی کے ساتھ خلافت ظاہری ہوتی ہے چنانچہ ابوبکر وعمر وعثمان غنی وعلی وحسن وحسین وعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم اور بعض کی صرف باطنی ہوتی ہے جیسے بایزید بسطامی'' (وحدۃ الوجود اردو ترجمہ مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی صفحہ ۲۷)

ناظرین پر مخفی نہ رہے۔ کہ قطب مدار کو قطب الاقطاب اور قطب

عالم، قطب ارشاد وغیرہ ناموں سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ اس مقام پر ہر زمانہ میں ایک ولی ہوتا ہے۔ اور وہ قلب اسرافیل کے مطابق ہوتا ہے۔ اس صفت سے موصوف فرد واحد کا ہر اک زمانہ میں ہونا حدیث شریف سے بھی ثابت ہے...... حضرت عبداللہ ابن مسعودکی روایت "حلیۃ الاولیاء" کے حوالہ سے انشاءاللہ اوراق میں تحریر کی جائیگی۔" ولہ واحد قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام واذا مات الواحد ابدل اللہ مکانہ من الثلثۃ"

حدیث شریف کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کوئی زمانہ اس سے خالی نہیں رہا۔ نبوت ظاہری سے قبل حضور اکرم ﷺ بھی اس منصب عظیم پر جلوہ افروز رہے ہیں ــــ ''حضرت ﷺ در وقت خود قطب الارشاد بودند'' (اصول المقصود صفحہ ۲۹۷)

پھر یہ نعمت جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں سیدہ فاطمۃ الزہراء، خلفائے راشدین اور ائمۂ اہلبیت واولیاء کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں علی الترتیب یکے بعد دیگرے جاری ہوئی اور آج بھی یہ سلسلۂ نورانی جاری وساری ہے ــــ الغرض مذکورہ بالا عبارات سے اظہر من الشمس ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقدس زمانہ میں بھی قطب مدار ہوئے ہیں۔ اور جن مقدس ہستیوں کو مرتبۂ مداریت عطا فرمایا گیا وہ بالاجماع امت اپنے دور کے دیگر تمام صحابۂ کرام سے افضل ہیں۔ مثلاً سیدتنا فاطمۃ الزہراء اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ــــ اس حقیقت کے باوجود اس قول پر کہ ــــ ''مرتبۂ مدار یہ درمیان نبوت اور ولایت کے ہے'' ــــ یہ اعتراض کرنا کہ ــــ ''یہ جملہ سیدنا مدار علیہ الرحمہ کی تمام اولیاء پر تفضیل میں صریح ہے ــــ بلکہ اپنے اطلاق سے تمام صحابۂ کرام پر

خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق پر فضیلت مدار بتانا ہے" یہ یقیناً مفتی صاحبان کی لا علمی اور جہالت کی دلیل ہے اور انہیں کے بقول ـــــ "یہ انکار فضل صحابہ و فضل صدیق ہے اور افضل صحابہ کا انکار بے دینی ہے" ـــــ کہئے انکار فضل صحابہ و فضل صدیق کس نے کیا؟ کون بے دین ہوا؟

مرتبۂ مداریت درمیان مرتبۂ نبوت وولایت ہے

اب دیکھنا چاہئے کہ "مرتبۂ مداریہ درمیان نبوت وولایت ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں علمائے کرام کی کتب کا مطالعہ کیجئے تو جواب ملے گا کہ "ہاں" ہے اور ہرگز اس سے انکار فضل صحابہ و فضل صدیق لازم نہیں آتا کیونکہ صحابۂ کرام بیشک ایسی "فضیلت خاص" سے سرفراز ہیں جو دوسروں کے حصہ میں نہ تو آئی ہے اور نہ ہی آسکتی ہے۔ کوئی غیر صحابی ولی خواہ کسی بھی مرتبے کا ہو ان کی عظمت ورفعت کو نہیں پہونچ سکتا۔ صحابیت چونکہ ولایت جاریہ کا نام نہیں اسلئے بزرگان کرام اس کو تحریر نہیں فرماتے ورنہ صحابیت سے بڑھ کر کوئی ولایت نہیں۔ لہٰذا ارشادات مشائخ کرام ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت ظہیر الدین الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے رسالۂ الیاس میں تحریر فرمایا ہے

"المدار محل بين النبو ت والولا ية"

(۲) حضرت مولانا شاہ ظہیر احمد قادری چشتی سہسوانی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "المدار محل بين النبوة والولاية" (سیر المدار صفحہ ۶۹)

آگے تحریر فرماتے ہیں:-

"اولیاء و اتقیاء کی جائے بازگشت قطب المدار ہے" جیسا کہ پیغمبروں کو بزرگی ایک دوسرے پر ہے اولیاء کے درمیان میں بھی ایسا ہی ہے اس مقام کے دو مرتبہ ہیں ایک نبوت دوسری ولایت، مگر اولیاء کو مرتبۂ ولایت حاصل ہے۔ اور

مداریت کا مقام نبوت وولایت کے درمیان ہے۔ (ایضاً)

(۲) حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں

"نبوت اور ولایت کے درمیان ایک مرتبہ امامت کا ہے اور اس مرتبہ پر حضرات ائمہ تھے اور وہ اپنے وقت کے قطب المدار تھے"۔ (مکتوباتِ امام ربانی)

میلاد زندہ شاہ مدار کے مؤلف نے مرتبۂ مداریہ، درمیان نبوت وولایت کے تحریر فرمادیا تو مفتیان بے بصر کے علم و آگہی کے طوطے اڑ گئے اور بد حواسی میں گمراہی اور کفر لکھ بیٹھے مگر انہیں کہاں معلوم کہ مشائخ طریقت نے ایک درجہ صدیقیت اور نبوت کے درمیان بھی تحریر فرمایا ہے دیکھنا یہ ہے کہ مفتیان صاحبان بزعم خود حق گوئی و بیبا کی سے کام لیں گے یا ایمان در بغل ہو جائینگے؟

صاحب سفینۃ الاولیاء شہزادہ دارا شکوہ قادری تحریر فرماتے ہیں۔

اور ایک اور جماعت ہے جن کو مفردان کہا جاتا ہے یہ آپس میں ایک دوسرے سے ممتاز اور بے نیاز ہیں یہ تعداد میں طاق ہیں ـــ ان کے درجات نبوت وصدیقیت کے مابین ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۲۴)

الامام المحقق حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"افراد رضوان اللہ علیہم ان کی کوئی خاص تعداد نہیں ہوتی زبان شرع میں یہ مقربین ہیں اس طبقہ کے ایک عظیم بزرگ حضور غوث اعظم بغدادی رضی اللہ عنہ کے ساتھی محمد اوانی معروف با بن قائد بغداد کے علاقہ اوانہ کے رہنے والے تھے ـــ حضور غوث جو مردان حق کے طریق کے حاکم ہیں فرماتے ہیں کہ ابن قائد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ افراد میں شامل ہیں یہ حضرات قطب کے دائرہ سے باہر نکل جانے والے ہوتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام اسی طبقہ کے ایک فرد ہیں........ صدیقیت اور نبوت شرعیہ کے درمیان انکا مقام و درجہ ہے۔

Scanned with CamScanner

(جامع کرامات اولیاء صفحہ ۲۵۸/۲۵۹ ترجمہ پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی)

"۳۹ حضرت محمد ابن قائد! آپ حضرت امام سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔

مقام مفردین اور عظمت نبوت:- اور حضور غوث الاعظم کا ارشاد ہے کہ آپ اولیائے مفردین میں سے ہیں۔ اولیائے مفردین وہ ہیں جو دائرۂ قطبیت سے آگے نکل جاتے ہیں اور ان کی مثال فرشتوں میں سے وہ کروبی فرشتے ہیں جن کی روحیں جلال خداوندی کی وجہ سے ہیبت زدہ ہیں ... "ان لوگوں کا مقام صدیقیت اور نبوت شرعیہ کے درمیان ہوتا ہے"۔ (ایضاً صفحہ ۵۱۸)

اب مفتیان صاحبان اپنا فتویٰ لگائیں کہ

"یہ جملہ سیدنا محمد اوانی ابن قائد علیہ الرحمہ کی تمام اولیاء پر تفضیل میں صریح ہے اور یہ محتاج دلیل بلکہ اپنے اطلاق سے تمام صحابہ پر خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق پر فضیلت افراد بتاتا ہے اور یہ انکار فضل صحابہ و فضل صدیق ہے۔ اور فضلِ صحابہ کا انکار بے دینی ہے اور یہی اس روایت کے بے اصل ہونے کو قرینہ کافیہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کہ "مقام مفردین" مرتبۂ صدیقیت و نبوت کے درمیان ہے بے اصل اور ضرور بالضرور گمراہی ہے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ "مرتبۂ مفردین" اس قائل کے نزدیک صحابیت سے بھی برتر ہے اور یہ ضرور کفر ہے۔ اس روایت کو صحیح ماننے والے پر بھی توبہ و تجدید نکاح و بیعت لازم۔

ناظرین کرام! دیکھا آپ نے ان فتوؤں سے کیسے کیسے نفوس قدسیہ گمراہ و بے دین ٹھہرتے ہیں۔ سلسلۂ عالیہ مداریہ کی عداوت نے ان کی نگاہوں پر پردے ڈال دیئے اسی لئے انکے فتوؤں کی زد میں وہ اکابر اہلسنت

آ گئے دنیائے سنیت جن کے حضور سر نیاز خم کئے ہے۔ حضرت ظہیر الدین الیاس حضرت مولانا شاہ ظہیر احمد قادری چشتی، حضرت مجدد الف ثانی، شہزادہ دارا شکوہ قادری، امام محقق حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہم الرحمۃ والرضوان گمراہ اور بے دین قرار پاتے ہیں۔

اور اگر یہ نفوس قدسیہ گمراہ و بے دین نہیں ہیں اور بیشک، یقیناً نہیں ہیں تو پھر مفتیان مذکور ضرور گمراہ ٹھہرے اور مفتی شریف الحق کی زبان میں "ان کا فتویٰ ضرور کفر ہے اس فتویٰ کو صحیح ماننے والے پر بھی توبہ و تجدید نکاح و بیعت لازم ہے"

واللہ تعالیٰ اعلم

قارئین کرام! مفتی شریف الحق امجدی نے جس روایت کو "سراسر جھوٹ، دروغ اور بالکل جعل" تحریر کیا ہے ایسی روایات حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سوانح مقدسہ کی متعدد کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً

(۱) کرامات غوثیہ مصنفہ مولانا سید مقدس علی سری بدایونی صفحہ ۳۰ (۲) مسالک السالکین مصنفہ مولانا عبدالستار بیگ سہرامی صفحہ ۲۳۸ (۳) سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار مصنفہ حضرت مولانا شاہ محمد علم الیقین صفحہ ۵۰-۵۱ ــــ پر لطائف لطیفہ کے حوالہ سے اور "مولود شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ" مصنفہ جناب محمد سلیمان خاں نشتر صفحہ ۱۱ پر تحریر ہے کہ

"خالق خلاق نے بعد مخلوق فرمانے عالم ارواح بنی نوع انسان کو بروز میثاق تین صفوں پر منقسم فرمایا اور ملائکانِ ملاء اعلیٰ نے ان کی صفیں برابر جما کر بحضور خالق اکرم استادہ کیا صف اول میں ارواح مطہرہ انبیاء کرام جلوہ فرما تھی اور صف دوئم میں اولیاء کرام کی روحیں عالم آرا تھیں اور صف سیوم میں عوام کی روحوں کا قیام تھا پس اس وقت روح پاک حضرت قطب الاقطاب کی بہ یمین صف اولیٰ کے جلوس فرما ہوئی۔ ملائکہ نے بحکم قضا و قدر صف اولیاء و اصفیاء کو اول آراستہ کیا مگر پھر وہ

Scanned with CamScanner

روح پر فتوح موافق قاعدے اول کے اول صف انبیاء علیہم السلام میں شامل ہوگئی۔ بار دیگر پھر ملائکہ کو اشارہ ہوا پھر آپ کو اسی طرح زینت افزائے صف دوم کیا حاصل کلام تین مرتبہ یہی کیفیت ظہور میں آئی آخر ملائکہ نے بحضور جناب رسالت مآب سرور کائنات محمد مصطفےٰ ﷺ عرض کیا۔ حضور انور متبسم ہوکر تشریف لائے اور آپکو صف صدیقان ومحبوبان میں قائم کیا اور لب گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا کہ اے نور العین بامر رب العٰلمین آج قیام گاہ آپ کی یہی ہے الا بروز قیامت محمود میں تم ہمارے شامل رہوگے"

مفتی صاحب بتائیں یہ روایت سراسر جھوٹ، دروغ بالکل جعل ہے؟

یا سچ اور بالکل صحیح؟

عبارت نمبر ۳

جب حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور سے دو ایک نقاب اٹھ جاتا تھا تو مخلوق سجدے میں گرنے لگتی تھی کیونکہ جس طرح آدم علیہ السلام مسجود ملائک گذرے اسی طرح حضرت قطب المدار مسجود خلائق گذرے۔

(میلاد زندہ شاہ مدار صفحہ ۴۳ ذوالفقار بدیع صفحہ ۱۰۶)

نظریۂ ازہری:- سیدنا مدار علیہ الرحمۃ کے احوال میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی یہ لکھا ہے کہ جس کی نظر آپ کے جمال پر پڑتی بے اختیار سجدہ کرتا۔ اخبار الاخیار شریف میں ہے کہ۔ ہر کہ نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے۔ مگر سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے تشبیہ دینا بے ادبی ہے جس سے توبہ لازم اور تجدید ایمان بھی، بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے کہ آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ اور شاہ مدار کو مسجود خلائق کہنا صراحۃ مدار صاحب کو آدم علیہ السلام سے افضل بتانا ہے اور یہ کفر ہے۔

(فیصلۂ شرعیہ صفحہ ۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم

نظریۂ امجدی:- یہ کہنا کہ جس طرح آدم مسجود ملائک گذرے اسی طرح حضرت مدار مسجود خلائق گذرے حضرت مدار کی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر فوقیت وبرتری بتاتی ہے یہ بھی کفر ہے۔ اس لئے اس قائل پر بھی توبہ وتجدید ایمان ونکاح وبیعت لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اخبار الاخیار شریف میں بھی جو نقل فرمایا ہے اسے یوں نقل فرمایا۔ "وگویند" لوگ کہتے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہے کہ حضرت شیخ اس بات کو صحیح مانتے ہیں بلکہ بنظر دقیق ضعف کی طرف اشارہ ہے بلکہ حضرت شیخ نے اسی اخبار الاخیار شریف

Scanned with CamScanner

میں فرمایا "بعضے اوضاع ایشاں برخلاف ظاہر احکام شریعت بود" ان کے بعض طریقے ظاہر شریعت کے خلاف تھے"

(صفحہ ۱۷۰)
(فیصلہ صہ۲۲)

قارئین کرام! عبارت مذکورہ بالا مؤلف 'میلاد زندہ شاہ مدار' اور مؤلف 'ذوالفقار بدیع' نے تواریخ آئینۂ تصوف مصنفہ مولانا مولوی محمد حسن چشتی رامپوری علیہ الرحمۃ سے نقل فرمائی ہے "فیصلۂ شرعیہ" میں اس عبارت کو سیاق وسباق سے چھوڑ کر لکھا گیا ہے چنانچہ میلاد زندہ شاہ مدار و ذوالفقار بدیع میں یہ عبارت اس طرح ہے

آئینۂ تصوف میں ہے " کہ حضرت غوث پاک و حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ باللہ ثم باللہ میں نے اکثر دیکھا کہ ایک یا دو نقاب جب زندہ شاہ مدار کے چہرے سے اٹھ جاتے تھے تو مخلوق خدا سجدے میں گرنے لگتی تھی۔ لہٰذا جس طرح آدم علیہ السلام مسجود ملائک گذرے اسی طرح حضرت زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ مسجود الخلائق گذرے۔ الخ (میلاد زندہ شاہ مدار صفحہ ۴۳، ذوالفقار بدیع صفحہ ۱۰۶)

چونکہ یہ عبارت میلاد زندہ شاہ مدار اور ذوالفقار بدیع میں تواریخ آئینۂ تصوف سے منقول ہے اس لئے تواریخ آئینۂ تصوف کی اصل عبارت بھی پیش کر دینا ضروری ہے تا کہ حضرات اہلسنت اور خود مفتیان مذکور یہ دیکھ لیں کہ کفری تیر کے نشانے پر تھا کون؟ اور کون ہو گیا گھائل؟ لہٰذا ملاحظہ فرمائیے مولانا محمد حسن چشتی رامپوری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں

"حضرت قطب ربانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی نے اپنے مکتوب نطاب "کبرۃ الوحدت" اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری شہنشاہ ہندالولی نے اپنے مکتوب نطاب "احدیت المعارف" میں لکھا

ہے کہ باللہ ثم باللہ ہم نے دیکھا کہ حضرت شاہ بدیع الدین کے نقاب احیاناً ایک یا دو اٹھ جاتے تھے تو خلق اللہ سجدہ میں گرنے لگتی تھی۔ کیونکہ جس طرح آدم علیہ السلام مسجود ملائک تھے اسی طرح حضرت بدیع الدین مسجود خلائق تھے۔ اور یہ شرف ان کو صرف دست اقدس حضرت سرور کونین سید عالم ﷺ کے چہرہ پر مس کرنے سے ہوا تھا۔ مگر آپ حجابات دبیز میں اپنا چہرہ مستور رکھتے تھے تا کہ شریعت سے باہر قدم نہ نکلے (تواریخ آئینۂ تصوف صفحہ ۱۵۴)

ناظرین محترم! یہاں یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ عبارت معترضہ کی ذمہ داری حضرت مولانا محمد حسن چشتی صابری رامپوری علیہ الرحمۃ پر ہے اور ان کے بقول شریعت وطریقت کے ان مجمع البحرین پر ہے جن کے حضور اہل شریعت وطریقت سر تسلیم خم کرنا اپنی سعادت مندی اور عین ایمان سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مفتی ازہری وامجدی کے فتوؤں سے روشن ہے کہ یہ عبارت کفری ہے قائل پر توبہ، تجدید ایمان ونکاح وبیعت لازم۔ تو کیا مولانا محمد حسن چشتی صابری اور انکے بقول حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی وسلطان الہند عطاء الرسول حضرت خواجۂ خواجگاں سیدنا معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کفری فتوے کی زد میں نہیں؟ کیا ان فتوؤں کی روشنی میں یہ نفوس قدسیہ کافر نہیں ٹھہرے؟ اگر مفتیان مذکور کا فتویٰ درست ہے تو پھر اب نام نہاد فیصلۂ شرعیہ کا نام "فیصلۂ شرعیہ دربارۂ قادریہ چشتیہ مداریہ ہونا چاہئے۔ صرف دربارۂ مداریہ کہنا حق پوشی ہے۔

عبارت معترضہ کی شرعی حیثیت

قارئین کرام پر مخفی نہ رہے کہ ہماری شریعت میں حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیمات مسجود الیہا ہے۔ اور اسی حقیقت کریمہ کے ظل وتجلی کی

Scanned with CamScanner

برکت سے کعبہ، کعبہ بنا۔ حضور سیدنا آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ بنے۔ اور
حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار و نیز بعض اولیاء امت رضوان اللہ
علیہم اجمعین مسجود خلائق ہوئے۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث
دہلوی قدس سرہٗ تفسیر سورۂ الم نشرح کے بیان شرح صدر کے بارہویں نشیمن
میں لکھتے ہیں۔

"محبوب نازنینے وماہ جبینے بلکہ کعبۂ مثالی کہ تجلی جمال الٰہی بدن اورا آشیانہ خود ساختہ وطور تمثالے کہ انوار حسن ازلی برآں تافتہ شان محبوبیت الٰہی در وجلوہ گر شدہ صید دلہا بجاذبۂ محبت می کند۔ وہزاراں ہزار عاشق حسن ازلی دیوانہ وار بے توقع منفعت واستفادۂ کمالے از دور دشت بجاذب کمند اودویدہ می آید وبر آستانۂ او سجدات می کند ومشتاق لمعہ از جمال او بیند وایں مرتبہ ازاں مراتب است کہ ہیچ کس را از بشر نہ دادہ اند مگر بطفیل ایں محبوب مقبول برخے از اولیاء امت است کہ او را شمہ از محبوبیت آں نصیب شدہ و مسجود خلائق ومحبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم وسلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہما" (تفسیر فتح العزیز صفحہ ۲۹۸)

اسی عبارت کو حضرت مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قادری قلندری رحمۃ اللہ علیہ اس طرح رقم فرماتے ہیں۔

"حضرت مولانا عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر سورۂ الم نشرح کے بیان شرح صدر کے بارہویں نشیمن میں لکھتے ہیں کہ۔۔ ایک محبوب نازنین مہ جبین بلکہ ایک کعبۂ مثال ہے کہ جس کے جسم کو تجلیٔ جمال الٰہی نے اپنا آشیانہ بنالیا۔ اور ایک طور تمثال ہے کہ جس پر انوار حسن ازلی چمکے اور شان محبوب اس میں جلوہ گر ہوئی۔ وہ اپنی جاذبۂ محبت سے دلوں کا شکار کرتا ہے اور ہزار در ہزار
عاشق حسن ازلی دیوانہ وار بلا توقع کسی منفعت اور استفادۂ کمال کے اس کی کمند جاذبہ کو ہاتھ میں لینے کیلئے دوڑے آتے ہیں اور اس کے آشیانہ پر سجدہ کرتے ہیں اس کے جمال کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اور یہ مرتبہ ان مراتب سے ہے جو کسی بشر کو نہیں ملا مگر بطفیل اس محبوب مقبول کے، البتہ بعض اولیاء امت کو شمۂ محبوبیت سے حصہ ملا اور وہ مسجود خلائق اور محبوب دلہا ہوئے جیسے حضرت غوث الاعظم اور سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہما۔

(در المنظم فی مناقب غوث اعظم صفحہ ۱۲۷، صاعقہ ۲۲)

مولانا مفتی احمد رضا خان فاضل بریلوی تحریر کرتے ہیں۔

"شاہ عبد العزیز تفسیر عزیزی میں حضور اقدس ﷺ کی محبوبیت بیان کرکے فرماتے ہیں کہ۔۔ ازاں مراتب است کہ ہیچ کس از بشر نہ دادہ اند مگر بطفیل ایں محبوب برخے از اولیاء است اور اشمہ محبوبیت آں نصیب شدہ و مسجود خلائق ومحبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم وسلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہما" (برکات الامداد لاہل الاستمداد صفحہ ۳۰)

اسی مرتبۂ علیہ (مسجود الیہا) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مولانا شاہ غلام علی نقشبندی علیہ الرحمۃ والرضوان میر سمرقندی علیہ الرحمۃ سے فرماتے ہیں۔

"اسرار ذاتیکہ مسجود خلائق است بر شما چنداں غلبہ کند کہ خود را مسجود خلائق بیند"

(در المعارف صفحہ ۱۴۷)

یعنی وہ ذات واحد جو مسجود خلائق ہے اس کے اسرار تم پر اتنا غلبہ کریں کہ تم خود کو مسجود خلائق دیکھو۔ حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی سرکار سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

Scanned with CamScanner

"فتصير كادم عليه السلام يُأمر الاشياءُ بالسجود لهٗ" یعنی پس تو ہوجائے گا حضرت آدم علیہ السلام کی طرح کہ اشیاء کو انکے سامنے سجدہ کرنے کا حکم ہوا۔ (الفتح الربانی المجلس السابع والخمسون)

جامع معقول ومنقول حضرت مولانا حافظ الحاج سید برہان الدین قادری مہاجر حرمین شریفین تحریر فرماتے ہیں فتح الربانی میں ہے

"من اولیاء من تسجد لهٗ الملئكة" اولیاء میں سے کوئی ولی ایسا بھی ہے جس کو فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔

(فوز المرام فی طبقات الاولیاء الکرام صفحہ ۴۱)

ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ مراتب ولایت میں ایک مرتبہ محبوبیت کا ہے۔ جس کی شان کعبۂ مثال اور طور تمثال ہے اور جس ولی کو بطفیل سرور کونین ﷺ یہ منصب حاصل ہوتا ہے وہ "مسجود خلائق" ہوتا ہے۔

ہم سرکار قطب المدار حضرت سید بدیع الدین شیخ احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات آفتاب نیم روز سے بھی زیادہ واضح ہوجاتی ہے کہ "آپ کعبہ مثال وطور تمثال تھے" اسی وجہ سے ایک موقعہ پر آپ نے اپنے ایک مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو سعادت طواف کعبہ حاصل نہ ہونے پر ملول ورنجیدہ دیکھ کر فرمایا تھا۔

"محمد لاہوری رنجیدہ نہ ہو تم میرا طواف کرلو" شیخ محمد نے حضور والا کے حکم کی تعمیل میں سرکار کا طواف کیا تو دیکھا کہ حضرت مدار پاک تو ہیں نہیں ہاں خانۂ کعبہ ہے اور میں کعبہ ہی کا طواف کررہا ہوں (مدار اعظم وغیرہ)

غرض حضور بدیع الدین سید احمد مدار العٰلمین کعبۂ مثال وطور تمثال تھے

اسی لئے آپ کے چہرۂ انور سے نقاب اٹھتے ہی مخلوق خدا تجلیات الٰہی کی تاب نہ لاکر بے اختیار سجدہ میں گر جایا کرتی تھی۔ اسی کو حضرت شیخ محقق دہلوی نے بھی تحریر فرمایا "اکثر احوال برقعہ برروکشیدہ بودے گویند کہ ہر کرا نظر بہ جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے" یعنی آپ اکثر احوال چہرہ پر نقاب ڈالے رہتے۔ کہتے ہیں جو کوئی آپ کے جمال پر نظر ڈالتا بے اختیار سجدے کرتا۔

(اخبار الاخیار شریف)

یہ تفصیل پیش کرنے کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ مفتی شریف الحق امجدی کے گمان میں حضور سید احمد زندہ شاہ مدار کا مسجود خلائق ہونا صحیح نہیں بلکہ خلاف شریعت ہے کیونکہ انھوں نے تحریر کیا ہے کہ

"حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اخبار الاخیار شریف میں بھی جو نقل فرمایا اسے یوں نقل فرمایا "وگویند" "لوگ کہتے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہے کہ حضرت شیخ اس بات کو صحیح مانتے ہیں بلکہ بنظر دقیق ضعف کی طرف اشارہ ہے۔ بلکہ حضرت شیخ نے اسی اخبار الاخیار شریف میں فرمایا۔ "بعض اوضاع ایشاں بر خلاف ظاہر احکام شریعت بود" انکے بعض طریقے ظاہری شریعت کے خلاف تھے صفحہ ۱۷۰ (فیصلہ شرعیہ)

جبکہ مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب کو حضور مدار پاک کے مسجود الخلائق ہونے پر کوئی اعتراض نہیں چنانچہ انھوں نے تحریر کیا ہے

"سیدنا مدار علیہ الرحمۃ کے احوال میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی یہ لکھا ہے" کہ جس کی نظر آپ کے جمال پر پڑتی بے اختیار سجدہ کرتا۔ اخبار الاخیار شریف میں ہے کہ۔ ہر کرا نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے"

(فیصلہ شرعیہ)

Scanned with CamScanner

آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ اور شاہ مدار کو مسجود خلائق کہنا مدار صاحب کو آدم علیہ السلام سے افضل بتانا نہیں!

قارئین کرام! مفتی ازہری وامجدی ایک ہی سر میں راگ الاپتے ہیں کہ

"مگر سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے تشبیہ دینا بے ادبی ہے جس سے توبہ لازم اور تجدید ایمان بھی اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے، کہ آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ اور شاہ مدار کو مسجود خلائق کہنا صراحۃً مدار صاحب کو آدم علیہ السلام سے افضل بتانا ہے اور یہ کفر ہے"۔

(مفتی ازہری فیصلہ ۱۸)

"یہ کہنا کہ جس طرح آدم مسجود ملائک گذرے اسی طرح حضرت مدار مسجود خلائق گذرے حضرت مدار کی حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام پر فوقیت وبرتری بتاتی ہے یہ بھی کفر، اسلئے اس قائل پر توبہ وتجدید ایمان ونکاح وبیعت لازم"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مفتی امجدی فیصلہ ۲۳)

دونوں کے اس اعتراض کو پڑھکر ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں نے قلم ہی یہ قسم کھا کے اٹھایا کہ کوئی بھی بات کفر سے کم نہیں لکھنی ہے۔ مگر جب کوئی بات کفر نہ ہو اور یہ لوگ اسے کفر لکھ دیں تو کیا ان کے لکھ دینے ہی سے کفر ہو جائیگی؟ نہیں اور یقیناً ایسا ہرگز نہیں ہوگا ـــــ ہاں ان کی تحریر ضرور کفر وباطل قرار پائے گی اور انھیں ایمان سے ـــــ ہاتھ دھونا پڑیگا۔

عبارت معترضہ میں جو آدم علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی مفتیان صاحبان اگر علم سے عاری نہ ہوتے تو سمجھ لیتے کہ تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ ایک

تفسیر کے مطابق حضرت سیدنا آدم علیہ السلام بطور قبلہ مسجود ملائکہ ہوئے چنانچہ صاوی شریف میں ہے۔

وقال بعض المفسرين ان السجود شرعي بوضع الجبهة على الارض وآدم قبلة كالكعبة فالسجود لله وانما آدم قبلة والآية محتملة للمعنيين ولا نص بعين احدهما وعلى الثاني فاللام بمعنى الى اى اسجدوا جهة آدم فاجعلوا قبلتكم۔

اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ حضرت آدم مسجود نہیں تھے مسجود تو حق تعالیٰ ہی تھا بلکہ کعبہ کی طرح جہت سجدہ حضرت آدم کو بنادیا گیا اس صورت میں لآدم کا لام بمعنی الی ہوگا یعنی سجدہ کرو آدم کی طرف پس آدم کو قبلہ بناؤ۔

غرض معترضہ عبارت میں قارئین پر یہی واضح کرنا مقصود ہے کہ آدم علیہ السلام (بطور قبلہ) مسجود ملائکہ ہوئے اسی طرح حضرت زندہ شاہ مدار (بطور قبلہ) مسجود خلائق ہوئے۔ علاوہ ازیں اہل علم پر مخفی نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اس وقت مسجود ملائکہ ہوئے جب نور محمدی انکی پیشانی میں رکھا گیا۔ تو یہاں بھی تشبیہ سے یہی سمجھنا چاہئے کہ جس طرح (نور محمدی کی برکت سے) آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہوئے اسی طرح (نور محمدی کی برکت سے) حضرت زندہ شاہ مدار مسجود خلائق ہوئے۔

اس قول میں مفتی اختر رضا خان ازہری ومفتی شریف الحق امجدی نے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام پر زندہ شاہ مدار کی تفضیل وبرتری کا مطلب نکال کر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے یہ ان کے اپنے دماغ کی پیداوار اور انکے علمی افلاس کی علامت ہے۔ جبکہ عبارت معترضہ میں زندہ شاہ مدار کی آدم علیہ السلام پر فوقیت وبرتری تو کجا، فوقیت وبرتری کا واہمہ بھی نہیں۔ کیونکہ حضور

Scanned with CamScanner

سیدنا آدم علیہ السلام نبی ہیں اور حضور زندہ شاہ مدار امت محمدیہ کے ولی ــ اگر ان لوگوں کو علم العقائد کا یہ مسئلہ یاد ہوتا کہ "ولی کی کرامت دراصل اس نبی کا معجزہ ہے، جس کی امت کے ولی سے کرامت ظاہر ہوتی ہے" ــ تو فوقیت و برتری کا جو خبط ان پر سوار ہوا ہے نہ ہوتا۔ مفتی صاحبان کو معلوم ہونا چاہئے کہ بعض کاملین امت محجوب اپنے نبی کی نیابت و وراثت کے طور پر ان کمالات کے وارث ہیں جو تمام انبیاء و مرسلین میں حضور اکرم ﷺ کا خاصہ ہیں۔ اور کسی پر مخفی نہیں کہ مقام محبوبیت تمام انبیاء و رسل میں حضور سید الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کا خاصہ ہے جو "مقام مسجود الیہ ہے"۔ اس دولت کے صاحب حضور محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور سید احمد زندہ شاہ مدار کے حصہ میں بطور تبعیت و وراثت آئی ہے۔ اور صاحب و وارث میں فرق ہوتا ہے۔ لہٰذا اصل میں تو سیدنا آدم علیہ السلام پر فوقیت و برتری حضور سید الانبیاء والمرسلین کی ظاہر ہوئی اور بیشک یہ ثابت و مسلم ــ مفتی صاحبان حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی کی اس تحریر کو ایک بار پھر بغور پڑھیں۔

"وایں مرتبہ ازاں مراتب است کہ ہیچ کس از بشر ندادہ اند مگر بطفیل ایں محبوب مقبول (ﷺ) برخے از اولیاء امت است کہ او را شمہ از محبوبیت آں نصیب شدہ و مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند"

اور یہ مرتبہ ان مراتب سے ہے، جو کسی بشر کو نہیں ملا مگر بطفیل اس محبوب مقبول ﷺ کے البتہ بعض اولیاء امت کو شمہ محبوبیت سے حصہ ملا اور وہ مسجود خلائق و محبوب دلہا ہوئے۔

(تفسیر فتح العزیز)

کیا اس عبارت کا مطلب یہ نہیں کہ "مرتبۂ محبوبیت سوائے حضور رسول کریم ﷺ کے کسی نبی کو نہیں ملا۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کے طفیل بعض اولیاء امت محمدیہ کو شمۂ محبوبیت سے حصہ ملا اور وہ مسجود خلائق و محبوب دلہا ہوئے" تو اب معترضین بتائیں کیا بعض اولیاء امت کی فوقیت و برتری انبیاء علیہم السلام پر ظاہر ہوتی ہے؟ اور کیا یہ تحریر بھی کفر ہے؟

میزان الاتقیاء اگر از ہری و امجدی جیسے کچے ہاتھوں میں آ جائے اور وہ اس عبارت کو کفر قرار دیں تو کوئی امر محال بھی نہیں۔ مگر اہل علم جواب مرحمت فرمائیں گے کہ "چونکہ اس دولت کے صاحب محمد رسول اللہ ہیں اور بعض اولیاء امت اس کے وارث تو کل شیئ یرجع الی اصلہ کے مطابق انبیاء کرام پر تفضیل بھی حضور ہی کی ظاہر ہوئی، نہ کہ اولیاء کی، اور اگر اولیاء کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہو تو یہ جزئی فضیلت ہے، جس سے کلی فضیلت متاثر نہیں ہوتی۔ اور بیشک انبیاء کرام کیلئے فضیلت کلی ثابت ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

عن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من عباد الله لاناسا ماهم بانبياء ولا شهداء يغبطهم الانبياء والشهداء يوم القيمة بمكانهم من الله قالوا يا رسول الله تخبرنا من هم قال هم قوم تحابوا بروح الله على غير ارحام بينهم ولا اموال يتعاطونها فوالله ان وجوههم لنور وانهم لعلى نور لا يخافون اذا خاف الناس ولا يحزنون اذا حزن الناس وقرأ هذه الاية، الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون.

رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ شریف)

"یعنی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں بعض وہ لوگ ہیں جو انبیاء اور شہداء تو نہیں ہیں لیکن انبیاء و شہداء انکے مرتبوں پر قیامت کے دن رشک کریں گے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہونگے

حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ وہی لوگ ہونگے جو بغیر کسی قرابت داری اور دنیاوی تعلقات کے اللہ کی رحمت سے لوگوں میں محبوب ہو گئے۔ پس خدا کی قسم ان کے چہرے منور ہونگے اور انھیں کوئی خوف نہ ہوگا جبکہ لوگ خوف کریں گے اور انھیں کوئی غم نہ ہوگا جبکہ لوگ غمگین ہونگے اور آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا ''خبردار اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے''

معترضین بتائیں کہ بعض اولیاء کے مرتبوں پر انبیاء کے رشک کرنے کا کیا مطلب ہے؟ کیا مفتی صاحبان کی تفہیم کے مطابق حدیث میں انبیاء کی فوقیت و برتری کا ذکر کیا گیا ہے؟ اور یہ کفر ہے یا ایمان؟...... مفتی صاحبان چشم بصیرت وا کر کے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ عنہ کے مکتوب شریف کا ایک اقتباس بھی ملاحظہ فرمالیں، فرماتے ہیں۔

''حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ اس دنیا میں کیا پا سکتے ہیں اور آپ کی عظمت و بزرگی کو کیا پہچان سکتے ہیں۔۔۔قیامت کے روز آپکی عظمت و بزرگی معلوم ہوگی آپ پیغمبروں کے امام بنیں گے اور انکے صاحب شفاعت ہونگے، آدم اور آدم کی ساری اولاد سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے۔

علیہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین من الصلوٰت افضلھا و من التسلیمات اکملھا

جائز ہے کہ اس خاص مقام میں کہ مقام رضا سے اوپر ہے خادموں پس خوردہ کھانے والوں میں سے کسی خادم کو وراثت و تبعیت کے طور پر جگہ دیدیں، اور طفیلی کی حیثیت سے اس بارگاہ کا محرم کردیں۔۔ یہ معنی غیر انبیاء کی انبیاء پر فضیلت کو مستلزم نہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ کیونکہ خادم کی مخدوم کے ہم پلہ لوگوں کے ساتھ مساوات کیسے ہو سکتی ہے اور تابع کی متبوع کے ہمسروں کے ساتھ کیا نسبت۔ اصل مقصود ہوتا ہے۔ اور تابع طفیلی،

زیادہ سے زیادہ فضیلات جزئی تک نوبت پہونچتی ہے اور اسمیں کوئی احتمال نہیں

(اردو ترجمہ مکتوبات امام ربانی مکتوب ۷ دفتر ۲ حصہ ۱ صفحہ ۴۴)

اب مفتی صاحبان بتائیں کہ ''وہ خاص مقام جو مقام رضا سے اوپر ہے جس میں حضور پیغمبروں کے امام بنیں گے اور انکے صاحب شفاعت ہونگے آدم اور آدم کی ساری اولاد سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے اس خاص مقام میں کسی خادم کو وراثت و تبعیت کے طور پر جگہ مل جانا آپکی تفہیم کے مطابق انبیاء پر خادم محمد رسول اللہ کی فوقیت و برتری کو ظاہر کرتا ہے؟ اور کیا یہ کفر نہیں؟

۵

صوفی سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی تحریر کرتے ہیں۔

"سلطان العارفین حضرت سلطان باہو نے اپنے رسالہ روحی میں سات سلطان الفقراء کا ذکر فرمایا ہے جن میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں''۔۔۔ حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں ''موسیٰ علیہ السلام جس تجلی کی ایک چمک سے بیہوش ہو گئے تھے اور کوہ طور ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔ ہر لمحہ اور آنکھ جھپکتے میں ایسی ستر ہزار تجلیات ذاتی ان پر وارد ہوتی ہیں اور وہ دم نہیں مارتے اور آہ نہیں کھینچتے بلکہ ھل من مزید کہتے ہیں وہ سلطان الفقراء اور سید الکونین ہیں۔

(مظہر جمال مصطفائی ۷۶)

''فیصلۂ شرعیہ'' کے مرتبین بتائیں کہ اگر مولوی محمد حسین چشتی رامپوری کا یہ کہنا کہ ''جسطرح آدم علیہ السلام مسجود ملائک تھے اسی طرح حضرت بدیع الدین مسجود خلائق تھے'' آدم علیہ السلام پر بدیع الدین مدار کی فوقیت و برتری ظاہر کرتا ہے، صراحۃً مدار صاحب کو آدم علیہ السلام سے افضل بتانا ہے اور یہ کفر ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ ''موسیٰ علیہ السلام جس تجلی کی ایک چمک

Scanned with CamScanner

سے بیہوش ہوگئے تھے اور کوہ طور ریزہ ریزہ ہو گیا تھا ہر لمحہ اور آنکھ جھپکتے میں ایسی ستر ہزار تجلیات ذاتی ان (غوث پاک رضی اللہ عنہ) پر وارد ہوتی ہیں اور وہ دم نہیں مارتے" کیا صراحۃً غوث صاحب کو موسیٰ علیہ السلام سے افضل بتانا نہیں؟ اور کیا یہ کفر نہیں؟ (مفتی ازہری کی زبان میں)...اور حضرت غوث کی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فوقیت و برتری بتائی نہیں؟ کیا یہ بھی کفر نہیں ہے؟

اس لئے اس قائل پر بھی کیا توبہ وتجدید ایمان ونکاح وبیعت لازم نہیں؟ (امجدی کی زبان میں)

قارئین کرام! اب دیکھنا یہ ہے کہ مرتبین" فیصلہ شرعیہ دربارۂ مداریہ" اپنے فتوؤں سے رجوع کر کے توبہ وتجدید ایمان ونکاح وبیعت کرتے ہیں یا ہٹ دھرمی پر رہتے ہوئے ان سبھی حضرات کی تحریروں کو کفر سمجھتے رہیں گے؟

این چہ بوالعجبی ست

مفتی اختر رضا خان ازہری نے تحریر کیا۔

" سیدنا مدار علیہ الرحمۃ کے احوال میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی یہ لکھا ہے کی جس کی نظر آپ کے جمال پر پڑتی بے اختیار سجدہ کرتا اخبار الاخیار شریف میں ہے کہ۔ ہر کرا نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے،، (فیصلہ شرعیہ صفحہ ۱۸)

مگر مفتی شریف الحق امجدی کچھ اس طرح سے رقم طراز ہوتے ہیں گویا مفتی ازہری کی اصلاح کر رہے ہوں۔ تحریر کرتے ہیں

"حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اخبار الاخیار شریف میں بھی جو نقل فرمایا ہے اسے یوں نقل فرمایا۔...... "وگویند" لوگ کہتے ہیں۔۔۔اس سے یہ ظاہر نہیں ہے کہ حضرت شیخ اس بات کو صحیح مانتے ہیں۔ بلکہ بہ نظر دقیق ضعف کی طرف اشارہ ہے۔ بلکہ حضرت شیخ نے اسی

اخبار الاخیار شریف میں فرمایا "بعض اوضاع ایشاں بر خلاف ظاہر احکام شریعت بود" ان کے بعض طریقے ظاہر شریعت کے خلاف تھے،، (فیصلہ شرعیہ صہ ۲۳)

ناظرین کرام! یہ ہے طرز استدلال "فقیہ النفس" صاحب کا اہل علم اس پر مضحکہ نہ کریں گے تو اور کیا؟۔ پہلے تو وہ ہر کرا نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے" والی روایت کو ضعیف کہنے کی کوشش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اخبار الاخیار شریف میں بھی جو نقل فرمایا اسے یوں نقل فرمایا "وگویند" لوگ کہتے ہیں۔۔۔۔اس سے یہ ظاہر نہیں ہے کی حضرت شیخ اس بات کو صحیح مانتے ہیں۔ بلکہ بنظر دقیق ضعف کی طرف اشارہ ہے" مگر پھر عمدۃ المحققین صاحب اپنے پیروں پر کلہاڑی اس طرح مارتے ہیں۔

" بلکہ حضرت شیخ نے اسی اخبار الاخیار شریف میں فرمایا "بعض اوضاع ایشاں بر خلاف ظاہر احکام شریعت بود" ان کے بعض طریقے ظاہر شریعت کے خلاف تھے" اس کو کہتے ہیں 'ماروں گھٹنہ پھوٹے آنکھ' اہل علم بخوبی واقف ہیں کہ کسی ولی کا "مسجود الیہ ہونا" شریعت ظاہر کے خلاف ہے۔ اور شیخ محقق نے "واقف اسلام حقیقی" حضور مدار العالمین کے اوصاف میں یہی تو تحریر فرمایا ہے کہ "ان کے بعض طریقے ظاہر شریعت کے خلاف تھے" لہٰذا اس سے جہاں ایک طرف یہ ظاہر ہے کہ "وگویند ہر کہ نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے" والی بات کو حضرت شیخ صحیح مانتے ہیں۔ وہیں دوسری طرف "بعض اوضاع ایشاں بر خلاف ظاہر شریعت بود" کسی حد تک اس روایت کو 'مقوی' ہے۔ جس میں حضرت شیخ نے فرمایا "وگویند ہر کہ نظر بر

جمال او افتادے بے اختیار بجود کردے"

تو پھر روایت کے ضعف کی بات کہکر اس کو قوت پہنچانے والی عبارت نقل کرنا کسی ہوشمند آدمی کا کام ہو سکتا ہے؟

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے ☆ مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

نائب مفتی اعظم ہند ایسے "فقیہ النفس" اور "عمدۃ المحققین" ہیں جنہیں نہ تو اصول فتویٰ یاد ہیں۔ اور نہ اصول حدیث۔۔۔۔اسی لئے وہ کہتے ہیں "اس سے یہ ظاہر نہیں ہے کہ حضرت شیخ اس بات کو صحیح مانتے ہیں بلکہ بنظر دقیق ضعف کی طرف اشارہ ہے"

میں پوچھتا ہوں کہ اس سے یہ کب ظاہر ہے کہ حضرت شیخ اس بات کو غلط مانتے ہیں؟ اور اگر غلط مانتے ہیں تو نقل کیوں فرماتے ہیں؟ یا اس سے عدم اتفاق کیوں ذکر نہیں فرماتے جبکہ شیخ نے اسی اخبار الاخیار میں ضعیف تو ضعیف اگر کوئی روایت غریب ہے تو اسکی "غرابت" کو بھی واضح کر دیا ہے اور اگر روایت کسی روایت کے خلاف ہے تو اسے بھی واضح فرمادیا ہے۔ مفتی صاحب کی وہ کون سی نظر دقیق ہے جس سے انھوں نے دیکھ لیا کہ ضعف کی طرف اشارہ ہے؟

قارئین کرام! اہل علم پر مخفی نہیں کہ اصطلاح محدثین میں "ضعیف" کا اطلاق ایک الگ قسم کی روایت پر ہوتا ہے اور "مجہول" کی اصطلاح ایک الگ قسم کی روایت کیلئے ہے۔۔۔لہٰذا ضعیف اور مجہول میں فرق ہے۔

ضعیف۔ اس روایت کو کہتے ہیں جس کے راوی معلوم ہوں اور کسی راوی کے بارہ میں یہ علم ہو کہ وہ غیر معتبر ہے۔

مجہول یا مبہم۔ وہ روایت ہوتی ہے جس کے راوی معلوم نہ ہوں جیسے زیر بحث روایت میں شیخ محقق نے فرمایا "وگویند" لوگ کہتے ہیں۔۔ یہ ذکر نہیں

فرمایا کہ کون لوگ کہتے ہیں..اس روایت میں چونکہ راوی ہی کا علم نہیں تو راوی کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کا علم کیا؟ اس روایت میں چونکہ راوی معلوم نہیں اس لئے احتمال ہوتا ہے کہ شاید کوئی راوی "ضعیف" (غیر معتبر) ہو۔ اسی احتمال کی وجہ سے ایسی روایت سے احتیاطاً "بعض مسائل" میں استناد مقبول نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی مسلم الثبوت امام محقق نے ایسی روایت نقل کی ہو تو مقبول ہوتی ہے چنانچہ "دروغ گورا حافظہ نہ باشد" خود مفتی صاحب ہی تحریر کرتے ہیں "ہاں اگر یہ ابہام کسی مسلم الثبوت امام حاذق کا ہے تو مقبول ہے"

(مقدمہ نزہۃ القاری صفحہ ۳۶)

کتنی شرم کی بات ہے کہ شیخ محقق دہلوی قدس سرہٗ جن کو مفتی صاحب بھی "محقق علی الاطلاق" لکھتے ہیں ان کے ابہام میں مفتی صاحب بنظر دقیق ضعف کی طرف اشارہ دیکھیں۔

قارئین کرام! مفتی صاحب کی تحریر کے تیور بتاتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو اپنے حلقہ میں چمپئن ثابت کرنا چاہتے ہیں خصوصاً مفتی اختر رضا خان ازہری سے خود کو فائق و ممتاز باور کرانا چاہتے ہیں لہٰذا انکی "نظر دقیق" کے سلسلے میں کچھ کہنا ہی مناسب ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس روایت میں مفتی صاحب بنظر دقیق ضعف کی طرف اشارہ دیکھ رہے ہیں وہ روایت کئی وجوہات سے مقبول ہے۔

(۱) یہ روایت شیخ محقق قدس سرہ نے حضرت قطب وحدت مدار العالمین کے فضائل میں نقل کی ہے۔ اور فضائل میں تو "ضعیف" روایت بھی مقبول ہے چہ جائے کہ "مبہم" چنانچہ خود مفتی صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"خواہ فضائل اعمال ہوں خواہ فضائل اشخاص ان سب میں علماء

Scanned with CamScanner

"ضعیف" حدیث بالاتفاق معتبر مانتے ہیں" (مقدمہ نزہۃ القاری صفحہ ۴۳)

(۲) اس روایت میں رواۃ کا ابہام چونکہ شیخ "محقق علی الاطلاق" کا ہے اور بقول مفتی صاحب "اگر ابہام کسی مسلم الثبوت امام حاذق کا ہے تو مقبول ہے"۔ لہذا جب یہ روایت مسائل میں مقبول ہے تو فضائل میں بدرجہ اولی مقبول۔

(۳) مفتی صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"جب کوئی حدیث ضعیف" اگر متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ کبھی حسن لغیرہ" اور کبھی "صحیح لغیرہ" ہو جاتی ہے۔ اگر چہ وہ طرق ضعاف ہوں ـــــ حصول قوت کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ طرق بہت کثیر ہوں۔ صرف دو بھی مل کر قوی ہو جاتے ہیں الخ (مقدمہ نزہۃ القاری ص ۴۴)

زیر بحث روایت میں اگر چہ "صحیح" یا "ضعیف" وغیرہ ہونا مبہم ہے مگر شیخ محقق نے "وگویند" فرما کر مفتی امجدی کو بھی یہ ترجمہ کرنے پر مجبور کر دیا کہ "لوگ کہتے ہیں" اور یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہنے والے ایک سے زیادہ ہوں۔ اور بقول مفتی صاحب "حصول قوت کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ طرق بہت کثیر ہوں۔ صرف دو بھی مل کر قوی ہو جاتے ہیں"

یاللعجب۔ اس صراحت کے باوجود بھی مفتی صاحب کو بنظر دقیق ضعف کی طرف اشارہ دکھائی دیا۔

(۴) شیخ محقق علیہ الرحمہ نے جہاں "بے اختیار سجود کر دے" والی روایت نقل کی ہے وہیں اس سے قبل ہی آپ نے یہ روایت بھی نقل فرمائی۔

(الف) "اکثر احوال برقع بررو کشیدہ بودے" (زندہ شاہ مدار اکثر احوال چہرہ پر نقاب ڈالے رہتے)

(ب) "گویند" ہر کرا نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کر دے" (اور

لوگ کہتے ہیں جس کی نظر آپ کے جمال پر پڑتی بے اختیار سجدے (کرتا) اب روایت مذکورہ ثانیہ کو جیسا کہ "وگویند" سے ظاہر ہے ایک الگ روایت مانیں تو یقیناً اول الذکر بھی اس کی "موید و مقوی" ہے کیونکہ چہرہ پر نقاب ڈالنے کا سبب حضور مدار العالمین کا "طور تمثال" ہونا ہے اور یہ مقام محبوبیت کی صفت ہے۔ ـــــ اور حضور مدار پاک کے جمال پر نگاہ پڑتے ہی مخلوق کے بے اختیار سجدہ میں گر جانے کا سبب سرکار مدار العالمین کا "کعبہ مثال" ہونا ہے "اور یہ بھی مقام محبوبیت کی صفت ـــــ غرض دونوں مختلف باتوں کا ایک ہی مطلب کہ سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار مقام محبوبیت پر فائز تھے

(ج) جیسا کہ مفتی صاحب نے بھی نقل کیا کہ شیخ نے اسی اخبار الاخیار شریف میں فرمایا "بعض اوضاع ایشاں برخلاف ظاہر شریعت بود" یہ روایت بھی "بے اختیار سجود کر دے" والی روایت کی "موید و مقوی"

کیونکہ کوئی ولی اگر مسجود خلائق ہو تو بیشک یہ بات "شریعت ظاہر" کے خلاف ہے۔ اور شیخ یہی فرما رہے ہیں کہ ان کے بعض طریقے شریعت ظاہر کے خلاف تھے" تو دونوں باتوں کا مطلب ایک ہی ہوا۔

(د) حضرت شیخ نے اسی اخبار الاخیار شریف میں تحریر فرمایا۔

"طریق او جذب خلائق" بودہ عوام بسیار بر ایشاں گرد آیند و شہرتے عظیم شد" (زندہ شاہ مدار کا طریقہ "جذب خلائق" تھا کثیر عوام ان کے گرد آتے اور بڑی شہرت ہو گئی) یہ روایت بھی "بے اختیار سجود کر دے" والی روایت کو "مقوی" کیوں کہ جس طرح "مسجود الیہ ہونا مقام محبوبیت کی صفت ہے اسی طرح "جذب خلائق" بھی "محبوبیت" کی علامت لہذا اس کا مطلب بھی یہی ہوا کہ

Scanned with CamScanner

شیخ احمد زندہ شاہ مدار مقام محبوبیت پر فائز تھے ـــــ نتیجہ یہ کہ خود اخبار الاخیار شریف ہی 'بے اختیار سجود کردے'' والی روایت کو متعدد وجوہ سے قوی مانتی ہے ـــ اور میں نے صرف اخبار الاخیار شریف ہی پر اکتفا اس لئے کیا کہ مفتی صاحب کی نظر دقیق کم از کم اخبار الاخیار شریف پر ہوتا تو ان کی تحریر سے ثابت ہی ہے ـــ ورنہ اخبار الاخیار شریف سے ہٹ کر تو سوانح مقدسہ کے سینکڑوں اوراق اس روایت کے موید و مقوی ہیں۔

مدار العالمین عجیب الاحوال، پیکر خشیت وتقویٰ، اور عارف اعظم ہیں

کیا مفتی امجدی نے سوچا؟ کہ شیخ محقق نے کس عظیم الشان اور مقدس شخصیت کے اوصاف میں تحریر فرمایا کہ "بعض اوضاع ایشاں بر خلاف ظاہر شریعت بود" یعنی ان کے بعض طریقے شریعت ظاہر کے خلاف تھے" ..... اسی عظیم اور مقدس شخصیت کے اوصاف میں جو" عارف اجل اور کامل اکمل ہے" شیخ محقق قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

شیخ بدیع الدین مدار۔ "عجائب احوال وغرائب اطوار" ازوے نقل می کنند گویند کہ وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود" یعنی شیخ بدیع الدین مدار کے عجیب وغریب احوال واطوار لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ سالکوں کے مقامات میں سے مقام صمدیت پر فائز تھے۔

اور جس کے کمالات شہزادہ دارا شکوہ قادری اس طرح رقم کرتے ہیں

"حضرت سید بدیع الدین قدس سرہٗ، لقب ایشاں شاہ مدار است و مرید شیخ محمد طیفور شامی "غرائب احوال وعجائب اطوار" ومقامات بلند وکرامات ارجمند داشتہ اند وبزرگی حضرت شاہ مدار زیادہ از انست کہ در تحریر وتقریر آید۔ الخ یعنی حضرت سید بدیع الدین قدس سرہٗ آپکا لقب شاہ مدار ہے

اور مرید شیخ محمد طیفور شامی کے ہیں" عجیب وغریب حالات واطوار اور مقامات بلند وکرامات ارجمند رکھتے ہیں" اور بزرگی حضرت شاہ مدار کی اس سے بڑھ کر ہے کہ تحریر وتقریر میں آسکے۔ الخ

اور جس کے اوصاف ملا ابوالفضل جیسا غیر مقلد اس طرح ذکر کرتا ہے

شاہ مدار، لقب بدیع الدین کہ دمہ ہندی بوم بدو گرد دوالا یا یگی بر گذارد ـــ وشگرف داستانہا از وبر گذارند۔ (آئین اکبری ج ۳ ص ۲۸۴)

یعنی شاہ مدار، آپ کا لقب بدیع الدین ہے ہندوستان کا ہر خورد و بزرگ آپ کا معتقد ہے ـــ عجیب وغریب داستانیں ان کے بارے میں لوگ بیان کرتے ہیں۔

حضور قطب وحدت سلطان العارفین سید احمد زندہ شاہ مدار کا" عجیب الاحوال" ہونا مذکورہ تمام تحریرات سے ثابت ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ مختار کائنات قاسم نعمات بے مثل ومثال نبی نے اپنے محبوب امتی کو اور بدیع العجائب جد مکرم نے اپنے فرزند دلبند "سید احمد ابن علی حلبی" کو بدیع الدین سے موسوم فرمایا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ جب مختار کائنات قاسم نعمات ﷺ کسی کو بدیع الدین کہہ دیں تو اسے بدیع الدین ہونا ہی ہے عجیب وغریب، نادر وانوکھا، بے مثل وبیمثال ہونا ہی ہے ـــ اور یہ عقیدت ومحبت میں مریدین کا افراط وغلو نہیں بلکہ حقیقت ہے اور اسی قاسم نعمات علیہ افضل التحیات والصلوٰۃ والتسلیمات کی زبان حق ترجمان کا اعجاز ہے کہ ـــ ہاتھوں میں چراغ ہی نہیں ممکن ہو تو آفتاب لے لو اور کائنات کی وسعتوں کا چکر لگا دو مگر صف اولیاء میں اس شان کا کوئی دوسرا ڈھونڈھ نہیں پاؤ گے ـــ ایسے عجیب الاحوال، شخص کی عظمت کو شیخ محی الدین اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اس

Scanned with CamScanner

طرح بیان فرماتے ہیں۔

''وہ فرد وحید جوہر جی میں اپنا دل بتکرار پہونچاتا ہے''۔اس سے زیادہ عجیب حال والا کوئی آدمی مردان خدا میں نہیں ہے۔۔اوراس گوہر نایاب سے زیادہ کسی کو معرفت خداوندی عارفان خدا میں سے حاصل نہیں وہ پیکر خشیت وتقویٰ ہوتا ہے۔میں نے اس کی تلاش کی 'پایا' اوراستفادہ کیا۔۔۔کتاب اللہ میں اس گوہر مقصود کی علامت لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّۃَ عَلَیْهِمْ پھر ہم نے الٹ کر ان پر حملہ کردیا۔

ہم نے مشاہدہ کیا کہ اس مرد حق کے پٹھے (فرائص کندھے کا گوشت) خوف خدا سے کانپتے ہی رہتے تھے (جامع کرامات اولیاء اردو ص ۲۴۹)

کیا ایسے معظم ذیشان اور برگزیدہ ہستی کیلئے شیخ محقق دہلوی قدس سرہٗ نے وہی تحریر کیا ہے جس کا تأثر عوام الناس پر قائم کرنے کیلئے مفتی امجدی صاحب نے بے محل تحریر کردیا کہ

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اخبار الاخیار شریف میں بھی جو نقل فرمایا ہے اسے یوں نقل فرمایا ''وگویند'' لوگ کہتے ہیں ۔۔۔اس سے یہ ظاہر نہیں ہے کہ حضرت شیخ اس بات کو صحیح مانتے ہیں بلکہ بنظر دقیق ضعف کی طرف اشارہ ہے بلکہ حضرت شیخ نے اسی اخبار الاخیار شریف میں فرمایا ''بعض اوضاع ایشاں برخلاف ظاہر احکام شریعت بود'' ان کے بعض طریقے ظاہر شریعت کے خلاف تھے صفحہ ۱۷۰۔۔۔۔طرز تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مفتی امجدی عوام کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ مدار پاک کے بعض طریقے شریعت کے خلاف تھے۔اگر نہیں تو اس عبارت کو نقل کرنے کا یہ کون

سائل تھا؟ مفتی صاحب نے کیوں نقل کیا؟ حالانکہ اس عبارت نے ''بے اختیار سجود کردے'' والی روایت میں مفتی صاحب کو بنظر دقیق جو ضعف کی طرف اشارہ دکھائی دے رہا تھا اسے بھی تار عنکبوت کردیا۔

مدار پاک کے بعض طریقے شریعت ظاہر کے خلاف کیوں؟

قارئین کرام! مفتی شریف الحق امجدی صاحب نے بھلے ہی حضور مدار العالمین کے مسجود خلائق ہونے کو شریعت کے خلاف ثابت کرنے کے لئے حضرت محقق دہلوی کے قول'' بعض اوضاع ایشاں بر خلاف ظاہر شریعت بود'' کا سہارا لیا ہو مگر بقول مفتی صاحب یہ اس ہستی (مدار پاک) کا تصرف باطنی ہے کہ اپنے دشمنوں سے بھی اپنی فضیلت کا اقرار کرا لیا مفتی جی کو کہاں معلوم تھا کہ وہ شیخ محقق دہلوی کے جس قول سے حضرت محقق دہلوی ہی کی نقل کردہ روایت ''وگویند ہر کرا نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے'' کو صحیح نہیں بلکہ خلاف شریعت ثابت کرنا چاہ رہے ہیں شیخ کے اسی قول ''بعض اوضاع ایشاں برخلاف ظاہر شریعت بود'' میں حضور مدار پاک کے فضائل وکمالات کے اسرار پوشیدہ ہیں۔۔۔۔اگر مفتی صاحب سمجھ جاتے تو ہرگز اس قول کو نقل کرکے شرمندگی نہ اٹھاتے مگر وائے نادانی ۔۔۔کاش مفتی صاحب کو ان کی ''نظر دقیق'' کے بجائے اہل خانقاہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کرنا نصیب ہوتا۔۔۔اب آیئے دیکھتے ہیں کہ کسی ولی کے بعض امور ظاہر شریعت کے خلاف ہونے کا کیا مطلب ہے؟ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی فرماتے ہیں۔

''شریعت کی ایک صورت ہے۔۔۔اور ایک حقیقت۔۔۔۔اس کی صورت وہ

ہے جس کے بیان کے علماء ظاہر کفیل وضامن ہیں ــــ اور اس کی حقیقت وہ ہے جس کے بیان کے ساتھ بلند گروہ صوفیاء ممتاز ہے ـــ... اس مقام میں عارف اپنے آپ کو دائرۂ شریعت سے باہر پاتا ہے... لیکن چونکہ محفوظ ہوتا ہے اس لئے دقائق شریعت سے ایک دقیقہ بھی نہیں چھوڑتا، وہ جماعت جو اس دولت عظمیٰ سے مشرف ہوتی ہے اس کی تعداد بہت ہی کم ہے... اور صوفیاء کی ایک کثیر جماعت اس مقام عالی کے سایہ ہی تک پہونچی ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول ج سوم مکتوب ۱۷۳)

تحقیق کیجئے تو سرکار قطب حقیقی حضور مدار العلمین اسی ''دولت عظمیٰ'' سے مشرف اور اسی مقام عالی پر جلوہ افروز نظر آتے ہیں ـــ... اسی لئے شیخ محقق قدس سرہٗ نے آپ کے اوصاف میں تحریر فرمایا ''ان کے بعض طریقے شریعت ظاہر کے خلاف تھے'' ـ. اور شریعت ظاہر سے بعض امور کے خلاف ہونے کا سبب وہی ''حقیقت شریعت'' کا علم ہے جس کو مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے ذکر فرمایا۔ چنانچہ اسی ضمن میں ایک روایت فقیر کامل عالیجناب الحاج حضرت مہتاب شاہ صاحب وارثی تحریر فرماتے ہیں۔

صاحب لطائف اشرفی لکھتے ہیں کہ قطب المدار مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو ''بروحانیت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ صفاء باطن اورا میسر گشت'' آنحضرت ﷺ بکمال مہربانی خود دست او گرفتہ ''اسلام حقیقی''، تعلیم فرمودند و بروحانیت علی کرم اللہ وجہہ سپردند الخ

(کلید معرفت المعروف بزم وارثی ص ۱۱۷ گلزار وارث وغیرہ)

حضرت مولانا صوفی عرفان علی شاہ طبقاتی حیدرآبادی ''گلستان مدار'' میں نقل کرتے ہیں ''حضرت مولانا عبد الرحمٰن چشتی نے حضرت بدیع

الدین قطب مدار الملقب بزندہ شاہ مدار کے واقعات ایک کتاب ''مرأۃ مداری'' میں لکھے جس کا قلمی نسخہ ۱۰۶۴ھ کا لکھا ہوا کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے ـــ لکھا ہے کہ ''حضرت شاہ بدیع الدین نے علاوہ قرآن مجید کے توریت، زبور، انجیل کا بھی علم حاصل کیا، پھر بھی تشفی نہ ہوئی اور دربار رسالت مآب ﷺ میں مدینہ پہونچ کر ریاضت کش رہے ـــ... بہ عالم روحانی حضرت ختمی مرتبت ﷺ نے ''اسلام حقیقی'' کی تلقین کی اور انکو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے حوالے فرمایا کہ انکو تعلیم دو''

(کلمۃ الحق ۹۶۵ مصنف حامد ابن بشیر سابق چیف جسٹس سٹی کورٹ حیدرآباد)

حضرت مولانا عبد الرشید ظہور الاسلام سہسرامی حنفی قادری تحریر فرماتے ہیں۔

ایمان محمودی میں ہے کہ بعض علماء ظاہریہ کا حضرت قطب المدار کے ساتھ سبب مخالفت یہ تھا کہ حضرت قطب المدار موصوف نے علوم دینیہ ومعارف یقینیہ خود روحانیت پاک حضرت رسالت پناہ ﷺ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اخذ فرمایا تھا اور کتب آسمانی حضرت امام مہدی عسکری رضی اللہ عنہٗ کی خدمت مبارک میں پڑھے تھے اور اختلافات مذاہب کو چھوڑ کر مشرب حق پر پہونچ گئے تھے ...۔ اور بعض علماء ظاہر آپ کے سامنے ابجد خواں تھے اور آپ قدم بقدم حضرت رسالت پناہ ﷺ اور ائمۂ اہل بیت نبویہ کے تھے۔ اور اسی طریقے پر عمل فرماتے تھے۔ چونکہ آپ کے بعض اطوار مجتہدین کی رائے وقیاس کے موافق نہ تھے اس واسطے بعض علماء ظاہریہ ''حقیقت کار و اصل معاملہ سے ناواقف رہ کر علمِ اختلاف ونزاع بلند کرتے تھے''

(ثواقب الآثار فی مناقب قطب المدار ص ۴۰)

حاصل کلام یہ کہ حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہٗ نے جو حضور مدار

Scanned with CamScanner

پاک کے اوصاف میں تحریر فرمایا کہ ''بعض اوضاع ایشاں برخلاف ظاہر شریعت بود'' انکے بعض طریقے ظاہر شریعت کے خلاف تھے.....تو اس کا مطلب یہی ہے کہ حضور سلطان العارفین مدار العلمین ''اسلام حقیقی یا حقیقت شریعت'' کی دولت عظمیٰ سے مشرف اور اسی مقام عالی پر جلوہ افروز تھے--- اور جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے فرمایا--- اس مقام میں عارف اپنے آپ کو دائرۂ شریعت سے باہر پاتا ہے۔ لیکن چونکہ محفوظ ہوتا ہے اسلئے دقائق شریعت سے ایک دقیقہ بھی نہیں چھوڑتا۔ ظاہری بات ہے کہ

خلاف پیمبر کسے رہ گزید که هرگز بمنزل نه خواهد رسید

مگر کیا کہا جائے مفتی امجدی کی ''نظر دقیق'' کو کہ محقق دہلوی کے جس قول سے حضور مدار پاک کی عظمت ورفعت روشن ہے اسی قول سے مفتی صاحب نے مدار پاک کی تنقیص کرنا چاہی۔ مناسب ہے کہ مفتی صاحب کی تحریر ایک بار پھر ملاحظہ کرلیں اور ماتم کریں مفتی صاحب کی نظر دقیق کا،

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اخبار الاخیار شریف میں بھی جو نقل فرمایا ہے اسے یوں نقل فرمایا ''وگویند'' لوگ کہتے ہیں--- اس سے یہ ظاہر نہیں ہے کہ حضرت شیخ اس بات کو ''صحیح'' مانتے ہیں بلکہ بنظر دقیق ضعف کی طرف اشارہ ہے بلکہ حضرت شیخ نے اسی اخبار الاخیار شریف میں فرمایا ''بعض اوضاع ایشاں برخلاف ظاہر احکام شریعت بود'' انکے بعض طریقے ظاہر شریعت کے خلاف تھے۔

طرز تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مفتی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ شیخ اس بات کو صحیح نہیں بلکہ خلاف شریعت مانتے ہیں--- اسلئے اب میں دریافت کرنا چاہوں گا کہ جس شخص کے بعض طریقے شریعت کے خلاف ہوں تو وہ اعلیٰ درجے کا ولی تو بڑی بات ہے کیا ادنیٰ درجہ کا بھی ولی ہو سکتا ہے؟... اگر نہیں تو مان لیجئے کہ شیخ محقق جیسا محتاط، حضور مدار پاک جیسے جلیل القدر ولی کی بارگاہ میں مفتی امجدی کی طرح گستاخی نہیں کر سکتا ـــ ہاں وہ تو ''بعض اوضاع ایشاں برخلاف ظاہر شریعت بود'' کہکر حضور مدار اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس مقام عالی پر جلوہ افروز ہونے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جس مقام عالی کے بارہ میں حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ''صوفیاء کی ایک کثیر جماعت اس مقام عالی کے سایہ ہی تک پہونچی ہے''

Scanned with CamScanner

عبارت نمبر۴

تحقیق جب اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کو چھ روز میں پیدا فرما چکا اور عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا تو اسی قطب المدار کے دوشوں سے گزر کر اپنے انوار سے مشرف فرما کر جمیع اولیاء واتقیاء غوث وقطب پر اسکو افتخار بخش کر عرش بریں پر رونق فزا ہوا اور آواز آئی کہ جن کے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہیں انکی گردن پر تیرا قدم ہے۔ (میلاد زندہ شاہ مدار صفحہ نمبر۹)

نظریہ ازہری۔ روایت مندرجہ کا ثبوت کتب معتمدہ سے مداریہ کے ذمہ ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے جو مدار علیہ الرحمہ کے دوشوں سے گزرنا ذکر کیا ـــــ مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم نہیں اور گزرنا صفت جسم ہے جس سے وہ منزہ ہے۔ اسی سے اس روایت کی بے اعتباری عیاں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نظریۂ امجدی:۔ یہ قول بھی کفریات، ضلالات، خباثات کا مجموعہ ہے۔ یہ بکتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ قطب المدار کے دوشوں سے گزر کر عرش پر جلوہ نماں ہوا'' گزرنا جسم کی صفت خاصہ ہے۔ تو لازم کہ قائل اللہ تعالیٰ کیلئے جسم مانا اور اللہ عزوجل کیلئے جسم ماننا کفر صریح۔ ہر جسم مرکب ہے، مرکب حادث ہے، مرکب محتاج الی الاجزاء، ہر محتاج حادث وممکن۔ تعالى الله عن ذالك علواً كبيراً۔ ہر جسم کے لئے مکان ہونا لازم اور ہر ذی مکان محاط۔

سناہی یہ بھی کفر ہے یا کم از کم ذی چیز ہونا لازم اور ہر ذی چیز قابل اشارۂ حسیہ یہ بھی کفر، پھر گذرنے کیلئے انتقال من مكان الىٰ مكان لازم۔ اس طرح اللہ عزوجل کے اثبات مکان۔ نیز لازم کہ وہ محیط کل، غیر متناہی نہ ہو

یہ بھی کفر۔ پھر اس قول کو لازم کہ بقول اس قائل کے حضرت قطب المدار کے دوش پر گذرنے سے پہلے عرش پر رونق فزا نہ تھا یہ بھی کفر۔ اس سے ظاہر متبادر یہ کہ قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا تو عرش کے ماوراء شہید نہ رہا یہ بھی کفر۔ اس قائل پر بھی اس قول کی بناء پر متعدد وجوہ سے توبہ، تجدید ایمان ونکاح لازم اور از روئے طریقت بیعت بھی۔ پھر اس قائل کا یہ بکنا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ''جن کے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہیں ان کی گردن پر تیرا قدم'' ـــــ اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھنا ہے اور اپنا ٹھکانہ جہنم بنانا ہے۔ ارشاد ہے من اظلم ممن افترىٰ على الله كذباً۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ''من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار'' ـــــ ''جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے''۔ جب حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے تو اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھنے والے کا ٹھکانہ بدرجۂ اولیٰ ضرور بالضرور جہنم ہے۔ اس قائل نے یہ تو مان لیا کہ بحکم الٰہی ایک ہستی ایسی ہے جس کا قدم پاک ہر ولی کی گردن پر ہے۔ یہ اس ہستی کا تصرف باطنی ہے کہ اپنے دشمنوں سے بھی اپنی فضیلت کا اقرار کرالیا۔ اسی ہستی سے عداوت کی یہ سزا ہے کہ یہ کفریات صریح کی پھونکیں اڑاتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا اور سچ فرمایا تكذيبي سم قاتل، مجھے جھٹلانا تمھارے دین کیلئے زہر قاتل ہے اور یہ اقوال اس بات کی دلیل ہیں کہ سراج الدین سوختہ قدس سرہٗ نے جو حضرت مدار قدس سرہٗ سے فرمایا تھا ''میں نے تمھارے مریدوں کو گمراہ کردیا'' اس کا ظہور ہے کہ حضرت مدار قدس سرہٗ کے مرید ہونے کا ادعا کرنے والے کس طرح گمراہ ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فیصلہ شرعیہ ۳۸ تا ۴۰)

Scanned with CamScanner

قارئین کرام! عبارت معترضہ بالا کا مفہوم وہ نہیں جو مفتی صاحبان نے مراد لیا۔ بلکہ اس کا مفہوم شرعی و اسلامی ہے۔ اور اپنے معنوی اعتبار سے حق و صداقت پر مبنی ہے۔ یہ مومن صادق کا کشف صادق ہے اس کو اچھے معانی پر محمول کرنا دیانت داری ہے۔ قائل کی مراد معلوم کئے بغیر کسی قول کے اچھے مطلب کو نظر انداز کر کے وہ معانی اخذ کرنا جو ایک مومن کے ایمان وعقیدہ کے خلاف ہوں اور ان کے مطابق فتویٰ جاری کرنا اصول فتویٰ کے خلاف ہے۔ اسلئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یا تو یہ مفتی صاحبان رسم المفتی سے واقف نہیں۔ یا پھر تعصب و تنگ نظری کی وجہ سے قانون شرع کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

"یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم"

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک بعض گمان گناہ ہیں۔

حضور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔

ظنوا المؤمنین خیرا   مومن کو بھلائی سے گمان کرو

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

مسئلہ: "مومن صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے۔ اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجودیکہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو یہ بھی گمان بد میں داخل ہے ـــــ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا "گمان دو طرح کا ہے ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے یہ اگر مسلمان پر بدی کے ساتھ ہے گناہ ہے۔ ـــــ دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل خالی کرنا ضروری ہے ـــــ مسئلہ: گمان کی کئی قسمیں ہیں ایک واجب، وہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا ـــــ ایک مستحب ہے وہ مومن صالح کے ساتھ نیک گمان، ایک ممنوع حرام، وہ اللہ عزوجل کے ساتھ برا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ برا گمان کرنا ـــــ ایک جائز وہ فاسق معلن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں"

(خزائن العرفان شریف سورۂ حجرات پارہ نمبر ۲۶)

ناظرین محترم! یہ ہے اسلام کی صحیح اور سچی تعلیم اور یہی حقیقۃ "فیصلۂ شرعیہ" ہے۔ اسی کے مطابق حکم شرع بیان کرنا ایک مفتی کے منصب کا فریضہ ہے۔ اس کے برخلاف نام نہاد فیصلۂ شرعیہ میں ان روشن تعلیمات اسلامی کو نظر انداز کر کے شریعت مقدسہ کے تقدس سے کھلواڑ کر کے اسلامی عظمتوں کو کس بے دردی کے ساتھ پائمال کیا گیا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگا لیجئے کہ سائل نے مفتی صاحب کو کسی اندھیرے میں نہیں رکھا بلکہ ان عبارات معترضہ کے قائلین کے بارے میں "استفتاء" میں اس بات کا انکشاف کر دیا ہے کہ ـــ "سلسلۂ مداریہ کے خلیفاؤں و پیروں نے اپنی تصانیف میں مناقب شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ میں یہ عبارات تحریر کی ہیں"

(فیصلہ شرعیہ)

کس قدر شرم و ندامت کا یہ مقام ہے کہ جہاں کسی عامل شریعت حامی دین کو اپنے ذاتی بغض و عناد اور کدورتوں کو صرف نظر کر کے شریعت مطہرہ کے احترام میں سرخم کرتے ہوئے کسی بندۂ مومن کے ایسے ذو معانی و متحمل قول کے اسلامی حسن ظن کے ساتھ اسلامی پہلو اور درست معنیٰ مراد لینا چاہئے تھا وہاں یہ جانتے ہوئے کہ "سلسلۂ مداریہ کے خلیفاؤں اور پیروں

Scanned with CamScanner

نے اپنی تصانیف میں مناقب شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ میں یہ عبارات تحریر کی ہیں" ایسے غلط معانی اخذ کئے گئے جن کا کوئی مومن تصور بھی نہیں کر سکتا۔ گویا کہ یہ انکشاف کہ "سلسلہ مداریہ کے خلیفاؤں و پیروں نے یہ عبارات تحریر کی ہیں" مفتی صاحبان کے لئے آگ میں پٹرول پڑ جانے کے مترادف ہوگیا۔

اپنے محسن سے بیر رکھتے ہیں
جانے کیسے زمانے والے ہیں

اسی سلسلہ میں دو علمائے محتاطین کا اسوہ ہمارے سامنے ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔

"واعلم انہٗ (لا یفتیٰ بکفر مسلم امکن حمل کلامہٗ علی محمل حسن او کان فی کفرہٖ خلاف ولو) کان ذالک (روایت ضعیفہ) کما حررہٗ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغریٰ وفی الدرر وغیرھا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہٗ فعلی المفتی المیل لما یمنعہٗ ثم لو نیۃ ذالک فمسلم والا لم ینفعہ حمل المفتی علیٰ خلافہ (در مختار) ای احتمالا لما مر فی عبارۃ البحر عن التتار خانیہ انہ لا یکفر بالمحتمل

(رد المحتار جلد سوم صفحہ ۳۰۶)

ترجمہ: یعنی آگاہ ہو جاؤ اس بات پر کہ کسی مسلمان پر اس وقت تک کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائیگا جب تک اس کے کلام کو اچھے معانی پر محمول کرنے کا امکان ہو یا اس کے کفر میں کوئی اختلاف اگرچہ کسی ضعیف روایت سے یہ اختلاف معلوم ہوا ہو جیسا کہ بحر میں اسے رقم کیا ہے اور اشباہ میں صغریٰ کی طرف اسے منسوب کیا ہے اور الدرر وغیرہا میں ہے کہ اگر کسی مسئلے میں متعدد وجوہ کفر کو واجب کرتے ہوں اور صرف ایک وجہ ایسی ہو جو مانع کفر ہو تو مفتی کو چاہئے کہ وہ اسی وجہ کو اختیار کرے جس سے کفر کا فتویٰ نہ لگے پھر اگر قائل کی

نیت ہی کفر کی ہو تو مسلم ورنہ مفتی کا اس کے خلاف فتویٰ دینا بھی سود مند نہیں۔ وگا

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

مومن کے سچے کشف کو اچھے معانی پر محمول کرنا چاہئے نہ یہ کہ سچے کشف والے کو شناعت و برائی کا نشانہ بنایا جائے (مکتوبات)

حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

قاعدہ: - اعتبار فرع با اصل وقاعدہ است۔ واصل وقاعدہ کتاب وسنت است پس ہر قولے کہ بود از ہر قائل کہ باشد فقیہہ، یا متکلم، یا صوفی۔ اگر موافق اصل وقاعدہ است قبول نمایند والا اگر متاہل رد است رد کنند ـــــ واگر قابل تاویل است براہ تاویل روند الخ (مرج البحرین صفحہ ۴۶)

ترجمہ: یعنی فرع کا اعتبار اسی وقت ہے جب کہ اصل وقاعدہ کے مطابق ہو۔ اور اصل وقاعدہ کتاب وسنت ہے۔ پس کوئی قول خواہ وہ کسی بھی شخص کا ہو فقیہہ متکلم، یا صوفی کا۔ اگر وہ اصل وقاعدہ کے مطابق ہے تو مقبول ہے ورنہ اگر وہ اسی قابل ہے کہ رد کر دیا جائے تو مردود ہے ـــــ اور اگر اس قابل ہے کہ تاویل کی جائے تو تاویل کی جائے گی۔

ناظرین کرام! یہ وہ اصول ہے جس پر ہر دور میں عمل درآمد ہوتا رہا ہے۔ مگر کیا کیا جائے کہ بزعم خود اعلم بننے والے اہل سنت والجماعت کے اصولوں سے ہٹ کر وہابیت ونجدیت کی پیروی میں سنی صحیح العقیدہ اہل خانقاہ کو عوام اہلسنت میں بدنام کرنے کے لئے ان کے اقوال کے وہ معانی نکال کر فتویٰ صادر کرتے ہیں جو کسی مومن کی مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ انصاف کی توفیق عطا فرمائے۔

اب آیئے دیکھیں کہ عبارت معترضہ "جو اصل وقاعدہ" یعنی قرآن

Scanned with CamScanner

وحدیث نہیں بلکہ فرع ہے یعنی مومن کا کشف ہے تو یہ فرع قرآن وحدیث کے مطابق ہے یا نہیں ؟ اور یہ کہ اس میں تاویل کی گنجائش ہے کہ نہیں ؟ تو ملاحظہ فرمائیے قرآن کریم میں ہے۔

ان ربکم اللہ الذی خلق السموٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش

یعنی بیشک تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا فرمایا پھر عرش پر ''استواء'' فرمایا۔

''استواء'' کا جو ظاہر معنیٰ ہے اگر آیت میں وہی معنیٰ مراد لیا جائے تو تقدیس باری تعالیٰ کے منافی ہوگا کیونکہ ''استواء'' جسم کی صفت ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے پھر اللہ کے لئے اثبات مکان بھی اور اللہ مکان سے بھی پاک۔ غرض کہ وہ اعتراضات جو میلاد زندہ شاہ کی مذکورہ عبارت پر مفتی ازہری وامجدی نے کئے وہ سب اس آیت پر صادق آئیں گے ۔۔۔ اسی لئے علمائے اہلسنت استواء کے حق ہونے پر تو ایمان رکھتے ہیں لیکن اس کا معنیٰ بیان نہیں کرتے بلکہ اللہ ورسول پر چھوڑتے ہیں کہ اس کی مراد اللہ ورسول جانیں ۔۔۔ ہاں عوام کو ذہنی انتشار سے محفوظ رکھنے کیلئے بعض علمائے کرام نے ایسی تاویل بھی کی ہے جو ذات باری تعالیٰ کے تقدس کے منافی نہیں ۔۔۔ بعض لوگ ظاہر معنیٰ ہی ذکر کردیتے ہیں۔ مگر چونکہ قرآن کریم کا ظاہر معنیٰ ہے اس لئے علمائے اہلسنت اس وقت تک اس کا مواخذۂ شرعی نہیں فرماتے جب تک اس قول کے باوجود اس کی مراد فاسد نہ معلوم ہوجائے۔ مثلاً امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر اور مسلم امام الحدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ ثم قال والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض

السفلی لہبط علی اللہ ثم قرا ھو الاول والآخر والظاہر والباطن وھو بکل شیئ علیم

(رواہ احمد والترمذی مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بلاشبہ اگر تم لوگ کسی رسی کو تحت الثریٰ تک چھوڑو تو وہ ضرور اللہ پر گرے گی پھر تلاوت فرمائی ھو الاول والآخر والظاہر والباطن وھو بکل شئ علیم

حدیث ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں۔

(قراۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الآیۃ تدل علی انہٗ اراد الھبط علیٰ علم اللہ وقدرتہٖ وسلطانہٖ وعلم اللہ و قدرتہٗ وسلطانہٗ فی کل مکان ـــــ وھو علی العرش کما وصف نفسہ فی کتابہٖ)

کہ رسول اللہ ﷺ کا آیت کریمہ تلاوت فرمانا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ آپ نے ہبط یعنی رسی کا اللہ پر گرنے سے مراد یہ لیا کہ وہ رسی اللہ کے علم وقدرت اور اس کی بادشاہی میں ہی محدود رہے گی اور ظاہر ہے کہ اللہ کا علم اس کی قدرت اور بادشاہی ہر مکان میں ہے اور وہ عرش پر ہے جیسا کہ اپنی کتاب میں اس نے اپنے آپ کو موصوف کیا ہے۔

قارئین کرام! یہاں چند باتیں قابل غور ہیں ـــــ اول تو یہ کہ اگر حدیث کا ظاہر معنیٰ مراد لیا جائے تو مفہوم ہوگا کہ اللہ سب سے نچلی زمین پر ہے۔ تو اللہ کیلئے اثبات مکان ہوگا اور لازم آئیگا کہ وہ محیط کل لا متناہی نہ ہو ـــــ اور ظاہری بات ہے کہ یہ عقیدہ کفر ہے ـــــ اسی لئے حضرت امام ترمذی ظاہر پر محمول نہ کرتے ہوئے مطلب یہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ کا آیت تلاوت کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں اللہ کا علم، اللہ کی قدرت، اللہ کی بادشاہی مراد ہے کیونکہ اللہ کا علم، اللہ کی بادشاہی اور

Scanned with CamScanner

قدرت ہر جگہ ہے۔

امام ترمذی کی اس تاویل سے یہ بات بھی واضح ہے کہ ایسے اقوال میں اس قسم کی تاویل حسن شرعا درست ہے۔اور امام ترمذی کا یہ قول "کہ وھو علی العرش کما وصف نفسه فی کتابه "ظاہراً یہ مفہوم رکھتا ہے کہ امام صاحب اللہ کو عرش پر بتارہے ہیں جس طرح قرآن کریم میں ذکر ہوا۔ظاہری بات ہے کہ اللہ کو عرش پر ماننا بھی اللہ کے لئے اثبات مکان کرنا ہے اور اللہ اس سے منزہ۔لیکن آج تک کسی مفتی صاحب نے امام ترمذی کے اس قول کو کفر قرار نہیں دیا۔آخر کیوں؟ اسلئے کہ یہ ایک خبر ہے جو شریعت میں وارد ہے حالانکہ اس کی مراد جو کچھ بھی ہو اللہ ورسول جانیں۔

چنانچہ حضرت امام بیہقی کتاب الاسماء میں فرماتے ہیں۔

"لیس معنی قول المسلمین أن اللہ تعالیٰ علی العرش هو انه مماس له او متمکن فیه او متحیز فی جهة من جهاته لکنهٔ بائن من جمیع خلقه وانما هو خبر جاء به التوقیف فقلنا به ونفینا عنه التکلیف اذ لیس کمثله شیئ وهو السمیع البصیر"

(کتاب الاسماء باب ماجاء فی العرش صفحہ ۲۸۴)

ترجمہ: مسلمانوں کے اس قول کے کہ "اللہ تعالیٰ عرش پر ہے" یہ معنیٰ نہیں کہ وہ عرش سے لگا ہوا ہے یا وہ اس کا مکان ہے یا وہ اس کی کسی جانب میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام مخلوق سے نرالا ہے۔یہ تو ایک خبر ہے کہ شرع میں وارد ہوئی تو ہم نے مانی اور چگونگی (چہ میگوئی) اس سے دور و مسلوب جانی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے مشابہ کوئی چیز نہیں اور وہی ہے سننے دیکھنے والا۔

ناظرین محترم! آپ کے سامنے "الرحمٰن علی العرش استویٰ"

اور "ثم استویٰ علی العرش" جیسی آیات بھی ہیں (اگرچہ ان کا مطلب اللہ ورسول کے علم میں ہے) اور امام ترمذی کا یہ قول بھی ہے کہ" وھو علی العرش کما وصف نفسه فی کتابه" (اللہ عزوجل عرش پر ہے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں اپنے آپکو موصوف کیا ہے) اور امام بیہقی کا یہ تبصرہ بھی" کہ مسلمانوں کے اس قول کے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔یہ معنیٰ نہیں کہ وہ عرش سے لگا ہوا ہے یا وہ اس کا مکان ہے یا وہ اس کی کسی جانب میں ٹھہرا ہوا ہے"

۔۔۔تو پھر انصاف فرمایئے کہ عبارت معترضہ میں جو یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ "عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا" اس پر مفتی امجدی کا یہ اعتراض کہ۔۔۔"پھر اس قول کو لازم کہ بقول اس قائل کے حضرت قطب المدار کے دوش پر گذرنے سے پہلے عرش پر رونق افزا نہ تھا یہ بھی کفر۔اس سے ظاہر ومتبادر یہ کہ قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا تو عرش کے ماوراء شہید نہ رہا یہ بھی کفر" (فیصلہ صــــ)

کیا یہ ایک فضول اعتراض نہیں ہے؟ اور کیا بلا وجہ شرعی مسلمان کو کافر قرار دینے کی جرأت وکوشش نہیں؟ کیا مسلک اہلسنت میں قائل کی مراد معلوم کئے بغیر اس قسم کے اعتراض کرنا روا ہے؟ کیا مفتی امجدی کے اس فتوے کی زد میں امام ترمذی جیسے جلیل القدر لوگ نہیں ہیں؟ کیا مفتی امجدی امام بیہقی سے بڑے علامہ اور دین کے خیر خواہ ہیں؟۔۔۔میرے علم میں نہیں کہ آج تک کسی نے امام ترمذی پر یہ اعتراض کیا ہو کہ "بقول امام صاحب کے جب اللہ عرش پر ہے تو عرش کے ماوراء شہید نہ رہا"۔اور امام بیہقی کے قول سے ظاہر ہے کہ "اللہ عرش پر ہے" کا مطلب وہ نہیں جو مفتی شریف الحق امجدی سمجھ رہے ہیں۔ظاہری بات ہے کہ مسلمانوں کے قول "اللہ عرش پر ہے" کا وہ مطلب

Scanned with CamScanner

نہیں جس کی بناء پر انہیں کافر قرار دیا جائے تو مسلمانوں کے قول ''عرش پر جلوہ نما ہوا یا رونق افزاء ہوا'' کا وہ باطل اور بے ہودہ مطلب کیسے ہو سکتا ہے جس سے قائل کو کافر قرار دیا جائے جبکہ ''جلوہ نما ہونا یا رونق افزاء ہونا'' تقدیس باری تعالیٰ کے منافی بھی نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ لوگ یہ الفاظ اجسام شرفاء کے لئے آنے، بیٹھنے وغیرہ کے مواقع پر استعمال کر لیتے ہیں لیکن مجازاً کسی لفظ کو اس کے غیر معنیٰ میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً حقیقۃً ''کریم'' اللہ ہے مجازاً انسان کو بھی کریم کہہ دیا گیا حقیقۃً ''عالم'' اللہ ہے مجازاً انسان کو بھی عالم کہا جاتا ہے وغیرہ تو کیا محض انسان کو عالم و کریم وغیرہ بول دینے سے ان لفظوں کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر ممنوع و حرام و کفر ہو جائے گا؟''

حضرات اہلسنت! یہاں پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ''عرش پر جلوہ نما ہوا'' یا ''رونق افزاء ہوا'' پر مفتی اختر رضا خان ازہری نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے — یہ اعتراض صرف مفتی شریف الحق امجدی نے کیا ہے اور وہ بھی اس طرح حواس باختہ ہو کر کہ ''چت بھی میری اور پٹ بھی میری'' والی کہاوت پر عمل کر کے دکھایا ہے جس سے مفتی صاحب تضاد بیانی کا شکار ہوئے ہیں اور اپنے ہی فتوے کی زد میں آ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

''پھر اس قول کو لازم کہ بقول اس قائل کے حضرت قطب المدار کے دوش پر گذرنے سے پہلے عرش پر رونق افزاء نہ تھا یہ بھی کفر''

غور فرمائیے! کیا مفتی صاحب اپنے اس قول سے یہ کہنا نہیں چاہتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ قطب المدار کے دوشوں سے گذرنے سے پہلے عرش پر رونق افزاء تھا''...... واضح یہی ہے کہ مفتی صاحب یہ مان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قطب المدار کے دوشوں سے گذرنے سے پہلے عرش پر رونق افزاء تھا۔ لیکن

قول کو مذکورہ وجوہ سے کفر بتانے کی کوشش میں انھوں نے ایک شق ایسی بھی نکالی ہے جو مفتی صاحب کے لئے بھی پھندہ بن گئی ہے اپنے ہی پھندے میں مفتی صاحب کس طرح پھنس گئے ہیں ملاحظہ کیجئے۔ تحریر کرتے ہیں۔

''اس سے ظاہر متبادر یہ کہ قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر عرش معلی پر جلوہ نما ہوا تو عرش کے ماورئی جہت نہ رہا۔ یہ بھی کفر''

ظاہری بات ہے کہ جب ''عرش معلی پر جلوہ نما ہوا'' کا یہ مطلب ہے کہ عرش کے ماورئی جہت نہ رہا اور یہ کفر ہے تو پھر مفتی صاحب کے مذکورہ بالا قول سے بھی ظاہر متبادر یہ کہ قطب المدار کے دوشوں سے گذرنے سے پہلے عرش پر رونق افزاء تھا تو عرش کے ماورئی جہت نہ تھا یہ بھی کفر۔

؎ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

بہر حال کہنا یہ ہے کہ ''عرش معلی پر رونق افزاء ہوا'' یا عرش بریں پر جلوہ نما ہوا جیسے الفاظ سے قائل کی مراد معلوم کئے بغیر اپنے طور پر خلاف شریعت معنیٰ نکال کر قول کو کفر قرار دینا اور قائل پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح و بیعت وغیرہ کا حکم لگانا اپنے ایمان کے ساتھ کھلواڑ کرنا ہے جو کسی دیندار مفتی کا کام نہیں ہو سکتا — عبارت معترضہ میں ''عرش معلی پر جلوہ نما ہوا اور عرش بریں پر رونق افزاء ہوا'' سے کیا مراد ہے اسے آپ آگے ملاحظہ کریں گے۔ فی الحال ہم وہ چند آیات واحادیث نقل کر رہے ہیں جن سے عبارت معترضہ صورۃً مشابہ ہے۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ جس طرح درج ذیل آیات واحادیث میں ظاہر معنیٰ مراد نہیں بلکہ تاویل کر کے اچھے نیک و حسن معنیٰ مراد لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح عبارت معترضہ کو ظاہر پر محمول نہ کر کے اسکی تاویل حسن کی جائے۔ کیونکہ کوئی مومن کفری عقیدہ نہیں رکھتا۔ لہٰذا ملاحظہ فرمائیں

Scanned with CamScanner

قرآن کریم میں ہے۔

ان اللہ مع الصٰبرین اسکا ظاہر معنیٰ یہ ہے "بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے"
(کنزالایمان)

لیکن اگر ظاہر معنیٰ ہی مراد لئے جائیں اور مفتی امجدی واز ہری کی نظر سے دیکھا جائے تو لازم آئیگا کہ صابر اگر جیل میں ہے تو اللہ بھی اسکے ساتھ جیل میں ہے۔ صابر اگر کنوئیں میں ہے تو اللہ بھی اسکے ساتھ کنوئیں میں ہے۔ صابر اگر بستر علالت پر ہے تو اللہ بھی اسکے ساتھ بستر علالت پر ہے۔ صابر اگر جھوپڑی میں ہے تو اللہ بھی اسکے ساتھ جھوپڑی میں ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور ان سب باتوں سے اللہ کیلئے اثبات مکان ہوگا حالانکہ اللہ مکان سے پاک ہے پھر لازم آئیگا کہ اللہ محیط کل لامتناہی نہ ہو تو یہ عقیدہ بھی کفر ـــــ پھر کسی کا صبر ختم ہوتا ہے تو کسی کا شروع تو ایک صابر کا ساتھ چھوڑ کر دوسرے صابر کے ساتھ ہونے سے اللہ کے لئے انتقال من مکان الیٰ مکان بھی لازم آئیگا ـــــ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بیک وقت ہزاروں لاکھوں صابرین بھی ہوتے ہیں وہ بھی مختلف مکانوں میں مختلف گاؤں اور شہروں میں مختلف صوبوں اور ملکوں میں۔ اور اللہ ہر صابر کے ساتھ ہے تو لازم آئیگا کہ اللہ ایک نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں اللہ ہیں جو ہر ایک جگہ کے ہر ایک صابر کے ساتھ ہیں یا پھر لازم آئیگا کہ اللہ کے ہزاروں لاکھوں ٹکڑے پرزے ہیں کہ ایک ایک ٹکڑا ایک ایک صابر کے ساتھ ہے (نعوذ باللہ من ذالک)

اسی وجہ سے آیت کا ظاہری معنیٰ مراد نہ لے کر تاویل یہ کی جاتی ہے کہ "اللہ کی رحمت صابروں کے ساتھ ہے۔ اللہ کی مدد صابروں کے ساتھ ہے" چنانچہ جلالین شریف میں ہے ـــــ "ان اللہ مع الصابرین بالعون" بیشک

اعانت کرنے کے اعتبار سے اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

قرآن کریم میں ایک جگہ یوں ارشاد ہے۔

واذا سألك عبادی عنی فانی قریب ۔ترجمہ جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو میں قریب ہوتا ہوں۔

اگر یہی ظاہر مفہوم مراد لیا جائے تو یہاں بھی وہی ساری خرابیاں لازم آئیں گی جو اوپر مذکور ہوئیں۔ اسی لئے اس کی تاویل میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ "اللہ کا علم قریب" ـــــ چنانچہ جلالین شریف ہے۔

"واذا سألك عبادی عنی فانی قریب ط منھم بعلم" غرض کہ اس قسم کی آیتیں ایک دو نہیں بلکہ متعدد ہیں۔ سمجھدار کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

ع دو اشک ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں۔

ہاں جب آپ نے یہ سمجھ لیا کہ "اللہ صابروں کے ساتھ ہے" کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ "اللہ کی رحمت صابروں کے ساتھ ہے یا اللہ کی مدد صابروں کے ساتھ ہے" تو پھر یہ بھی سمجھ لیجئے کہ مذکورہ عبارت معترضہ میں "اللہ تعالیٰ قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر عرش بریں پر رونق افزاء ہوا" کا مفہوم بھی یہ ہے کہ ـــــ اللہ تعالیٰ کا نور قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر عرش بریں پر رونق افزاء ہوا۔

آیئے اسی سلسلہ میں کچھ حدیثیں بھی ملاحظہ فرمالیں ۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

ینزل ربنا تبارك وتعالیٰ كل ليلة الى السمآء الدنيا حين يبقىٰ ثلث اليل الآخر يقول من يدعونی فاستجيب لهٗ من يسئلنی فاعطيه من يستغفر

Scanned with CamScanner

لی فاغفر لہٗ (متفق علیہ) وفی روایۃ لمسلم ثم یبسط یدیہ ویقول من یقرض غیر عدومٍ ولا ظلومٍ حتیٰ ینفجر الفجر (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: ہر رات جب آخری تہائی رات رہتی ہے تو ہمارا رب تبارک وتعالیٰ دنیا کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے (اترتا ہے) ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔ (مسلم بخاری) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ "پھر اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے" اور فرماتا ہے کہ کون قرض دیتا ہے اسے جو نہ فقیر ہے نہ عالم نہ ظالم حتیٰ کہ فجر چمک جاتی ہے۔ (مراٰۃ المناجیح)

حدیث کا ظاہر معنیٰ وہی ہے جو میں نے حکیم الامت حضرت علامہ مفتی الحاج احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی "مراٰۃ المناجیح" سے نقل کیا ہے ـــــ اگر اس کو مفتی ازہری وامجدی کی نظر سے دیکھا جائے اور ظاہر پر محمول کیا جائے تو وہ سارے اعتراضات جو انھوں نے مذکورہ عبارت نمبر چار ۴ پر کئے ہیں یہاں بھی قائم ہونگے کیونکہ گذرنا اگر جسم کی صفت خاصہ ہے تو اترنا بھی جسم کی صفت خاصہ ہے اور بیشک نزول یعنی اترنے کو گذرنا لازم اور اللہ جسم سے پاک ہے۔ آسمان دنیا کی طرف اتر آنے سے اللہ کے لئے اثبات مکان، اور اللہ مکان سے بھی پاک، اسی طرح اللہ کے لئے انتقال من مکان الیٰ مکان لازم۔ اور ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا کی طرف اتر آنے سے یہ بھی متبادر کہ آخری تہائی رات سے پہلے آسمان دنیا کی طرف ہوتا نہیں ہے۔ تبھی تو اتر آتا ہے۔ اور جب اتر آتا ہے تو آسمان دنیا کے ماورئی شہید نہیں رہتا (نستغفر اللہ ربنا)

اسی وجہ سے "ینزل ربنا" کی تاویل نزول رحمت اور افاضۂ انوار وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت اشرفی علیہ الرحمہ "لمعات" سے نقل فرماتے ہیں کہ ـــــ "اس کی رحمت اس کا کرم ادھر توجہ فرماتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اترنے چڑھنے سے پاک ہے" (مراٰۃ المناجیح ج۲ ص۲۵۵)

اور یہ حدیث اپنی نوعیت کی ایک ہی حدیث نہیں بلکہ متعدد ہیں۔ چنانچہ فضائل شب برأت میں وارد کہ

ان اللہ تعالیٰ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اترتا ہے شب برأت میں آسمان دنیا کی طرف

اور لیلۃ القدر کی فضیلت میں وارد کہ

فان اللہ تعالیٰ ینزل فیہا لغروب الشمس الی السماء الدنیا

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نازل ہوتا ہے شب قدر میں غروب آفتاب کے وقت سے آسمان دنیا کی طرف۔

ایک حدیث قدسی میں اس طرح ارشاد ہے۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ یقول اللہ تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا وازید ومن جاء بالسیئۃ فجزاء سیئۃ مثلہا او اغفر ومن تقرب منی شبرا تقربت منہ ذراعا ومن تقرب منی ذراعاً تقربت منہ باعاً ومن اتانی یمشی اتیتہٗ ہرولۃً ومن لقینی بقراب الارض خطیئۃ لا یشرک بی شیئا لقیتہٗ بمثلہا مغفرۃً (رواہ مسلم)

الملفوظ میں ہے ـــــ "اور حدیث میں ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ سے روایت کیا کہ صحابۂ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کیلئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی۔

Scanned with CamScanner

حتیٰ کدنا ان نتری الشمس یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے اور نماز پڑھائی پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا ـــــ "اتانی ربی فی احسن صورة" میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا۔ یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا۔ اس نماز میں عبد درگاہ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی۔ الخ (الملفوظ حصہ اول ص ۲۷)

اس حدیث میں "اتانی ربی فی احسن صورة" قابل غور ہے جس کا ظاہری معنیٰ یہ ہے کہ "میرا رب سب سے اچھی صورت میں میرے پاس آیا۔" لیکن فاضل بریلوی اس کا مفہوم ذکر کرتے ہیں کہ.... "معبود کی عبد پر تجلی ہوئی"... ظاہری بات ہے کہ جب اتانی ربی فی احسن صورة کی یہ تاویل کی جاتی ہے کہ "معبود کی عبد پر تجلی ہوئی" تو پھر "اللہ تعالیٰ قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر عرش پر جلوہ نما ہوا" کی تاویل یہ کیوں نہیں کی جاسکتی کہ اللہ تعالیٰ نے قطب المدار پر تجلی فرما کر عرش پر جلوہ فرمایا۔

قرآن کریم اور حدیث شریف کے علاوہ کچھ اقوال بھی ملاحظہ کرلیں تاکہ عبارت کا مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ عبارت مذکورہ نمبر چار ۴ اپنی نوعیت کی منفرد عبارت نہیں بلکہ دوسرے اقوال بھی اس سے ملتے جلتے ہیں اور جن کی تاویل کرکے شرعی مفہوم مراد لیا جاتا ہے۔ تو پھر عبارت معترضہ کی تاویل کرکے شرعی مفہوم کیوں نہ مراد لیا جائے؟ غرض اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

امام طریقت تبع تابعی حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"مارأیت شیئاً الا ورأیة اللّٰہ فیه"

اس قول کا ظاہر معنیٰ یہ ہے کہ "میں نے جو چیز دیکھی اس میں اللہ دیکھا"

(کشف المحجوب ص ۱۴۶ ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

اگر اس قول کا یہی ظاہری معنیٰ مراد لیا جائے تو یہ بھی کفر ہے۔ اسلئے کہ اللہ عز وجل کے لئے اثبات مکان ہے۔ ظاہری بات ہے کہ اب ہر وہ شی جس میں اللہ کو دیکھا قدیم ہو تو یہ کفر ہے۔ یا پھر ہر ایک شی کی طرح اللہ بھی حادث تو یہ بھی کفر ـــــ نیز اس قول سے لازم کہ وہ محیط کل غیر متناہی نہ ہو تو یہ بھی کفر، اور یا تو اللہ کیلئے انتقال من المکان الیٰ المکان لازم، یا یہ لازم کہ اللہ ایک نہیں بلکہ لاتعداد ہیں کہ جو شی بھی دیکھی اس میں اللہ دیکھا ـــــ یا لازم کہ اللہ کے ٹکڑے پرزے ہیں جو ہر ایک شیٔ میں ہیں۔ اور یہ سب عقیدے بھی کفر و باطل، غرض اس قول کا ظاہر بھی میلاد زندہ شاہ مدار کی مذکورہ معترضہ عبارت کے ظاہر کی طرح ہے...... لہٰذا اگر یہ قول کفر ہے تو وہ عبارت بھی کفر۔ اور اگر یہ قول کفر نہیں تو وہ عبارت بھی کفر نہیں۔

قارئین کرام! ہر چند کہ قول مذکور کا ظاہر کفر و باطل ہے مگر علمائے اہلسنت اسکو کفر نہیں کہتے بلکہ اس کی تاویل کرکے معنی یہ مراد لیتے ہیں "میں نے جو چیز دیکھی اس میں اللہ کا جلوہ دیکھا"... ظاہری بات ہے کہ یہ عقیدہ کفر و باطل نہیں بلکہ صحیح و درست ہے لہٰذا میلاد زندہ شاہ مدار کی مذکورہ عبارت کا بھی یہ معنیٰ مراد لینے سے کس نے منع کیا؟..... "کہ اللہ کا نور قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر عرش پر جلوہ نما ہوا"

ناظرین! حضرت مولانا آسی علیہ الرحمہ کا ایک شعر ہے

"وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر — اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر"

Scanned with CamScanner

اگر حضرت آسی کا یہ شعر کفر نہیں ہے تو پھر میلاد زندہ شاہ مدار کی معترضہ عبارت کفر کیوں؟ ـــــ کس قدر ناانصافی ہے کہ اس شعر کا مطلب تو یہ نکالتے ہیں کہ ـــــ "خدا کا جلوہ مستوی عرش ہے۔ اور خدا کا جلوہ ہی مدینہ میں محمد مصطفٰے کی شکل میں ظاہر ہوا" ـــــ اور میلاد زندہ شاہ مدار کی عبارت کو متعدد وجوہ سے کفری عبارت ثابت کرنے کے لئے ہر ہتھکنڈہ استعمال کرتے ہیں ... اس شعر میں کی گئی تاویل کے مطابق کیا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ "جو مستوئ عرش ہے خدا ہو کر اور جو اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفٰے ہو کر" وہی (جلوہ) قطب المدار کے دوشوں سے گزر کر عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا"۔

مفتئ اعظم بریلوی مولانا مصطفٰے رضا خاں قادری کہتے ہیں۔

"تراذ کرلب پر خدا دل کے اندر یونہی زندگانی گزارا کروں میں"

اگر اس شعر کا ظاہری معنیٰ مراد لیا جائے تو یہ شعر بھی کفر ہے۔ کیونکہ شاعر نے "خدا دل کے اندر" کہکر خدا کے لئے اثبات مکان کیا ہے جس سے خدائے تعالیٰ پاک ہے ـــــ ظاہر بات ہے کہ "خدا دل کے اندر" ماننے کا مطلب یہ ہوا کہ یا تو قائل کا دل خدا کی طرح قدیم ہے ..... تو یہ عقیدہ بھی کفر ـــــ یا پھر خدا بھی دل کی طرح حادث ..... تو یہ عقیدہ بھی کفر ـــــ نیز اس قول سے لازم کہ وہ محیط کل غیر متنا ہی نہ ہو ـــــ تو یہ بھی کفر ـــــ الغرض شعر مذکور ظاہراً متعدد وجوہ سے کفر ہے۔ لیکن اس شعر میں "خدا دل کے اندر" کی تاویل کر کے مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ "خدا کا نور دل کے اندر" خدا کا جلوہ دل کے اندر" ـــــ اور "میلاد زندہ شاہ مدار" کی عبارت کو پوری قوت صرف کر کے متعدد وجوہ سے کفر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ـــــ کیا کوئی ان سے دریافت کر سکتا ہے کہ یہ دو نظری کیسی؟

جب "خدا دل کے اندر" کا مطلب "خدا کا نور دل کے اندر" ہو سکتا ہے تو میلاد زندہ شاہ مدار کی معترضہ عبارت کا یہ مطلب کیوں نہیں ہو سکتا کہ "اللہ تعالیٰ کا نور قطب المدار کے دوشوں سے گزر کر ـــــ عرش معلیٰ پر رونق افزا ہوا"

ناظرین کرام! مفتیان ظاہر بین کو جو متعدد وجوہ کفر نظر آ رہی تھیں اور جن کو لیکر انگلیاں اٹھا رہے تھے الحمد للہ وہ سب اس مفہوم سے رفع ہو گئیں۔ اور اپنے معنوی اعتبار سے یہ عبارت ان تمام الزامات سے بری ـــــ غرض کہ مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں یہ بات بخوبی واضح ہے کہ عبارت معترضہ نمبر ۴ بھی انہیں اقوال کی طرح ہے۔ جس طرح مذکورہ بالا اقوال اپنے ظاہری معنیٰ میں مراد نہیں۔ اسی طرح یہ قول بھی ظاہری معنیٰ میں مراد نہیں اور یہ کہ ان اقوال میں کی گئیں تاویلات کے مطابق اس قول میں بھی تاویل کی گنجائش ہے ـــــ لہٰذا اب ہم عبارت معترضہ کا شرعی مفہوم پیش کرتے ہیں تاکہ آپ اچھی طرح سمجھ سکیں کہ جس عبارت کو مفتی ازہری وامجدی نے پوری قوت لگا کر متعدد وجوہ سے کفری عبارت ثابت کرنے کی کوشش ناکام کی ہے وہ عبارت ایک سچے مسلمان کا قول ہے جو کفر نہیں بلکہ معنوی اعتبار سے صحیح و درست اور حقائق پر مبنی ہے اور مفتی ازہری وامجدی نے جو اسے کفر سمجھا تو یہ انکے اپنے علم اور انکی اپنی فکر کے مطابق ہے۔ محض ان لوگوں کے کفر سمجھ لینے سے کفر نہیں ہو سکتی۔ مذکورہ بالا اقوال یعنی

(۱) مارأیت شیئًا الا ورأیت اللّٰہ فیه

(۲) وہی جو مستوی ءعرش تھا خدا ہو کر ☆ اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفٰے ہو کر

(۳) تراذ کر لب پر خدا دل کے اندر۔ یہ تینوں اقوال بھی ایسے اقوال ہیں جن پر علمائے وقت نے کفری فتوے صادر کئے۔ اگر ان فتوؤں کی وجہ

Scanned with CamScanner

سے یہ اقوال کفر نہیں ہو سکتے تو مفتی ازہری وامجدی کے فتوے سے عبارت معترضہ نمبر ۴ بھی کیوں کر کفر ہو جائیگی ـــــ کاش مفتیان مذکور نے کسی کی خانقاہی مدرسہ میں تعلیم وتربیت حاصل کی ہوتی تو انکی فکر وبصیرت بھی روشن ہو جاتی کہ

رسائی اہل دل کی ہے جہاں تک — خرد والے نہ پہونچیں گے وہاں تک

لکھنے کو تو میں نے یہ شعر لکھ ہی دیا لیکن مفتیان ظاہر بیں کے فتوٰی دیکھ کر خطرہ یہ ہے کہ کہیں یہ لوگ اس شعر کا مطلب بھی یہ نہ سمجھ لیں کہ ''شاید اہل دل کے پاس ہوائی جہاز سے بھی عمدہ اور بلند پرواز کوئی سواری ہے، جس پر بیٹھ کر وہ لوگ وہاں تک پہونچ جاتے ہیں جہاں تک اہل خرد ہوائی جہاز کے ذریعہ بھی نہیں پہونچ پائیں گے''ـــــ اگر یہ لوگ اس شعر کا یہی مطلب سمجھ بیٹھے تو اہل ادب مجھے بھی نا اہل کہ ایسے لوگوں کے سامنے شعر پیش کیا جو اسکا مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں ـــــ بہر حال اب آپ عبارت معترضہ کا شرعی مفہوم ملاحظہ فرمائیں۔

عبارتِ معترضہ کا حکمِ شرعی

تحقیق جب اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کو چھ روز میں پیدا فرما چکا اور (نور الٰہی) عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا تو اسی قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر یعنی اپنے انوار سے مشرف فرما کر ـــــ عرش بریں پر رونق فزاء ہوا الخ''

یہ تاویل مذکورہ بالا احادیث واقوال "اتانی ربی فی احسن صورۃ" ینزل ربنا۔ "رأیت اللہ فیہ" اور

''وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر — اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر''

''تیر از کرلب پر خدا دل کے اندر'' اور امثالہم کی تاویل کے مطابق ہے.....

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے الذی خلق السمٰوٰت والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش (سورۂ فرقان) جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں، پھر جلوہ فرمایا عرش پر (بصیرت الایمان ص ۸۷۶)

آیت کریمہ میں "استوی علی العرش" کا معنیٰ متعین نہیں کیونکہ اگر ظاہری معنیٰ مراد لیا جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان کے لائق نہیں تقدیس باری کے منافی ہے۔ اسی لئے علمائے محتاطین ''استویٰ'' کو حق مانتے ہیں مگر اس کا معنیٰ بیان نہیں فرماتے کہ اس کی مراد اللہ ورسول جانیں۔ مگر بعض علمائے اہلسنت نے اپنے اپنے طور پر اس احتیاط سے تاویل بھی کی ہے کہ تقدیس باری کے خلاف نہ ہو ـــــ اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ عرش بریں انوار وتجلیات الٰہی کا محل ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ اسمٰعیل حقی قدس سرہ نے تفسیر بیضاوی سے استویٰ کا معنیٰ مرادی استیلا نقل فرمانے کے بعد تحریر فرمایا۔

''ف یاد رہے کہ استیلا باعتبار نفس اور ذات کے نہیں کیونکہ اس کی ذات مخلوق کی صفات سے منزہ اور پاک ہے۔ بلکہ باعتبار امر ایجادی'' اور تجلی جبی احدی کے ہے'' اس لئے عرش ایسے استویٰ کا محل ہے۔

(تفسیر روح البیان شریف پ۱۶ اردو ترجمہ اویسی ص۱۶۲)

الغرض جب یہ بات واضح اور روشن ہے کہ عرش معلیٰ انوار وتجلیات الٰہی کا محل استویٰ ہے تو "ثم استوی علی العرش" کا یہ معنیٰ مراد لینا کہ نور الٰہی عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا یا رونق افزاء ہوا۔ جہاں تقدیس باری تعالیٰ کے منافی نہیں وہیں اس عقیدے کے مطابق ہے کہ عرش بریں مرکز انوار

Scanned with CamScanner

وتجلیات ہے۔۔۔اور قائل کے قول سے واضح ہے کہ جو عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا وہ قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر جلوہ نما ہوا۔ مطلب صاف ہے کہ جب عرش بریں محل انوار الٰہی ہے تو نور الٰہی قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر عرش بریں پر رونق افزاء ہوا۔۔۔ لہٰذا یہ تاویل جہاں مذکورہ بالا احادیث واقوال کی تاویل کے مطابق ہے وہیں اس قرینہ کے مطابق بھی کہ عرش معلیٰ انوار الٰہی کا محل استویٰ ہے۔۔۔اور یہ تاویل میرے اپنے ذہن وفکر کی اختراع نہیں بلکہ قائل کے قول سے ظاہر ہے۔ چنانچہ ''دوشوں سے گذر کر'' کا مطلب خود قائل نے بیان کیا کہ ''اپنے انوار سے مشرف فرما کر'' اصولی طور پر فتویٰ قائل کے معنیٰ مرادی پر ہوتا ہے۔ مگر کیا علاج ہے تعصب وتنگ نظری کا کہ اپنے ذہن سے کسی بات کا مطلب نکال کر قائل کو مرتکب کفر ٹھہرا دیا جائے۔

مفتیان ظاہر بیں نے جو یہ تحریر کیا ہے کہ.....''گذرنا صفت جسم ہے'' (ازہری) ''گذرنا جسم کی صفت خاصہ ہے'' (امجدی)۔۔۔تو یہ انکا اپنا خیال محض ہے۔ اولاً تو گذرنا جسم کی صفت خاصہ نہیں۔ کیونکہ اشیاء لطیفہ بھی گذرتی ہیں تو کیا انھیں جسم مانا جائیگا؟ مثلاً روشنی جسم نہیں! مگر گذرتی ہے۔۔۔ آواز جسم نہیں! مگر گذرتی ہے، ہوا جسم نہیں! مگر گذرتی ہے۔ روح بھی شیٔ لطیف ہے جسم نہیں! اور گذرتی بھی ہے۔۔۔ غرض کہ یہ کہنا کہ ''گذرنا جسم کی صفت خاصہ ہے'' بالکل غلط ہے۔۔۔ اوپر الملفوظ کے حوالہ سے حدیث گذر چکی" اتانی ربی فی احسن صورۃ " اس کا ترجمہ فاضل بریلوی نے یوں کیا کہ میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا۔۔۔ ظاہری بات ہے کہ تشریف لانے کو گذرنا لازم ہے اور مفتی امجدی کے بقول

گذرنا جسم کی صفت خاصہ ہے تو کیا حدیث شریف میں اللہ کے لئے جسم مانا گیا؟ یا فاضل بریلوی نے اللہ کے لئے جسم مانا؟ (نعوذ باللہ)

ثانیاً ''گذرنے'' کا ایک وہی معنیٰ نہیں جو مفتی امجدی و ازہری نے سمجھا بلکہ یہ مختلف معانی میں مستعمل ہے۔ ''گذرنا'' فراغ وتمامی کار یعنی کام کو پورا کرنے کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ''جو جی میں آئے کر گذر''، اس کام کو کر گذرو'' ۔۔۔اور ''مرحلہ سے گذرنا'' بھی کام کو پورا کرنے کے معنیٰ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بولا جاتا ہے ''اس مرحلہ سے گذر کر ہمیں فلاں کام کرنا ہے'' یہ اس وقت بولتے ہیں جب ایک کام کو پورا کر کے دوسرے کام کا ارادہ ہو۔۔۔ لہٰذا ان مثالوں کی روشنی میں زیر بحث عبارت کی صورت یہ ہوئی۔

''تحقیق جب اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کو چھ روز پیدا فرما چکا اور (نور الٰہی) عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا تو اسی قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر (یعنی دوشوں کو پورا کر کے) اپنے انوار سے مشرف فرما کر.....عرش بریں پر رونق فزاء ہوا''

اور ''دوشوں'' سے کنایہ ہے ذمہ داری کی طرف۔ کیونکہ اصطلاحاً ذمہ داری کا بوجھ ''دوشوں'' پر آتا ہے۔ اسی مناسبت سے سبک دوش ہونا بری الذمہ ہونے کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔ چنانچہ مولانا محمد حنیف خان رضوی لکھتے ہیں۔

عالیجناب محمد سعید صاحب نوری نے فتاویٰ رضویہ کی تمام جلدوں کی ایک ساتھ اشاعت کا اپنا عزم ظاہر کیا۔۔۔ میں نے عرض کیا بلا شبہ یہ کام نہایت اہم ہے لیکن جلدوں کی ترتیب کے اعتبار سے اس میں کچھ خامیاں

Scanned with CamScanner

ہیں ـــــ لہٰذا اگر چہ وقت کم ہے پھر بھی جہاں تک خامیوں کو دور کیا جاسکتا ہے کرلیا جائے۔ نوری صاحب اس بات پر رضا مند ہوگئے۔ بلکہ جو راستہ بتائے وہی آگے چلنے کے مصداق ...... ''یہ بار گراں میرے ہی ناتواں کاندھوں پر ڈال دیا'' (ملخصا از فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ناشر رضا اکیڈمی ممبئی)

ظاہر بات ہے کہ اس قول کا مطلب یہ نہیں کہ فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں ان کے کاندھوں پر ڈال دی گئیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بارہ جلدوں کی تصحیح وترتیب کی ذمہ داری انھیں سپرد کر دی گئی ..... تو عبارت معترضہ میں ''قطب المدار کے دوشوں سے گذر کر'' کا مطلب ہوا ''قطب المدار کو حمل امانت وخلافت کے لائق بنا کر'' اور بیشک اس مفہوم کی صداقت پر قرآن کریم شاہد ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انا حملنا الامانة على السمٰوٰة والارض والجبال فابينا ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه كان ظلوماً جهولا۔

ترجمہ:۔ بیشک ہم نے امانت کو آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انھوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور انسان (کامل) نے اسکو اٹھالیا بیشک وہ ظالم (اپنے نفس پر) اور (مشاہدۂ جمالِ ذات میں گم ہوکر ماسوا سے) بے خبر تھا۔

مفتی امجدی نے جو یہ اعتراض کیا کہ ''بقول اس قائل کے حضرت قطب المدار کے دوش پر گزرنے سے پہلے عرش پر رونق فزا نہ تھا یہ بھی کفر'' اس سے ظاہر متبادر یہ کہ قطب المدار کے دوشوں پر گزر کر عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا تو عرش کے ماورئ شہید نہ رہا یہ بھی کفر''

دراصل مفتی صاحب کا یہ اعتراض بھی مطلب کو نہ سمجھ پانے کی بنا

پر ہے ''جلوہ نما ہونا'' یا ''رونق فزا ہونا'' صفت جسم نہیں۔ حقیقۃً نور کی صفت ہے اور مجازاً اجسام شرفاء کیلئے بول دیا جاتا ہے ـــــ ''عرش معلیٰ پر جلوہ نما ہوا'' سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ''جس تجلی کا محل استویٰ عرش اعظم ہے وہی تجلی قطب المدار پر فرمائی'' کیونکہ قطب المدار انسانِ کامل ہوتا ہے ''خلیفۃ اللہ'' ہوتا ہے اور انسان کامل پر تجلیٰ عرشی کا ورود ہوتا ہے۔ چنانچہ ''قلب المومن عرش اللہ'' کا یہی مفہوم ہے....اور مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اور جب انسان کا دل عالم صغیر کا عرش ہے۔ اور عالم کبیر کے عرش کے مشابہ ہے۔ تو وہ تجلی جو وہاں ہے۔ نور ظلیت کے شائبہ کے بغیر ہے..... اسی طرح کی تجلی ظلیت کے شائبہ کے بغیر دل کا بھی حصہ ہے... اگر چہ آسمانوں اور زمین میں بھی وہی تجلی پہونچتی ہے لیکن ظلال میں سے کسی ظل کے پردے میں ہے۔ مگر دل جو عرش کی طرح ہے شائبۂ ظلیت سے مبرا ہے۔ اگر چہ چھوٹے اور بڑے ظہور کے اعتبار سے فرق ہے۔

ع بقدر آئینہ حسن تو می نماید رو

یعنی بقدر آئینہ تیرا حسن دکھائی دیتا ہے

پس عرش مجید کے بعد ظلیت کے شائبہ کے بغیر تجلی کامل انسانوں کے دل کا حصہ ہے۔ اور دوسروں کو ظلیت دامن گیر ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم ج نمبر ۱ مکتوب نمبر ۱۱)

اس حقیقت سے کسے انکار ہوسکتا ہے کہ عرش معلیٰ انوار وتجلیات الٰہی کا محل ہے۔ اور جب عرش بریں انوار الٰہی کا محل ہے تو عرش معلیٰ پر جو جلوہ نما ہوا وہ نور الٰہی ہے اور وہی نور (ظلیت کے شائبہ کے بغیر) قطب

Scanned with CamScanner

المدار پر وارد ہوا۔ اور قائل کے یہ الفاظ واضح طور پر اسی مفہوم پر دلالت کرتے ہیں کہ

'' اپنے انوار سے مشرف فرما کر جمیع اولیاء واتقیاء واغواث واقطاب پر افتخار بخش کر (یعنی منصب محبوبیت عطا فرما کر) عرش بریں پر رونق افزاء ہوا''

اور یہ کوئی منگھڑت کہانی نہیں بلکہ ایک مومن صادق کا کشف صادق ہے۔ جس کے متعلق حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اتقوا بفراسة المومن انہٗ ینظر بنور اللہ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو بیشک وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ عبارت معترضہ کی صداقت جا[نچنے] کے لئے حدیث پاک کا مطالعہ کیجئے۔ عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ان اللّٰہ خلق خلقہٗ فی ظلمة فالقیٰ علیھم من نورہٖ فمن اصابہٗ من ذالك النور اھتدیٰ ومن اخطاہ ضل فلذالك اقول جف القلم علیٰ علم اللّٰہ

(رواہ احمد والترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: یعنی اللہ نے اپنی مخلوق اندھیرے میں پیدا کی پھر ان پر اپنی شعاع نور ڈالی۔ جسے اس نور سے کچھ پہونچا وہ ہدایت پا گیا جو اس سے رہ گیا گمراہ ہو گیا۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ کے علم پر سوکھ چکا (مرأۃ المناجیح)

اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

''جن پر (نور کا) گہرا چھینٹا پڑا وہ انبیاء یا اولیاء ہوئے۔ جن پر ہلکا پڑا وہ مومن ہوئے''

(مرأۃ المناجیح جلد اول صفحہ ۱۰۹)

مطلب صاف ظاہر ہے کہ جس پر جتنی تجلی فرمائی وہ اسی قدر بلند منصب وباعظمت ہوا۔ تو جمیع اولیاء، اتقیاء، اغواث واقطاب پر افتخار بخشا (یعنی محبوبیت عطا فرمانا) بھی اسی تجلی کی برکت سے ہے۔

الغرض عبارت معترضہ نمبر۴ اپنے معنیٰ ومفہوم کے لحاظ سے جہاں ان تمام الزامات کفریہ سے بری ہے جو مفتی امجدی واز ہری نے لگائے وہیں حق وصداقت پر مبنی ہے۔ میں نے اس مختصر میں اختصار پر ہی اکتفاء کیا ورنہ اس کی شرح میں ایک کتاب الگ تیار ہو جائے۔

اور یہ جو قول ہے

''اور آواز آئی کہ جن کے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہیں ان کی گردن پر تیرا قدم'' تو اس قول سے حضور سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منصب محبوبیت پر فائز کئے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ ''قطبیت کبریٰ'' کے منصب عظیم پر فائز کئے جانے والے اولیاء کرام کے قدم اپنے اپنے زمانہ کے تمام اولیاء کی گردن پر ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ تمام اولیاء سے افضل اور سب کے سردار ہوتے ہیں۔ لیکن ''قطبیت کبریٰ'' سے بھی اوپر مقام ''فردانیت'' ہے اور مقام فردانیت سے بھی ارفع واعلیٰ مقام ''معشوقی یعنی محبوبیت'' ہے جو بطفیل حضور سید المحبوبین ﷺ حضور قطب حقیقی سیدنا مدار العالمین کو عطا فرمایا گیا۔

لہٰذا قول مذکور کا یہی مطلب ہوا کہ ''قطبیت کبریٰ'' سے بھی ارفع واعلیٰ مقام مقام محبوبیت تجھے عطا فرمایا۔

مفتی صاحبان نے اصول فتویٰ کو بالائے طاق رکھ کر جس طرح تنگ نظری وعصبیت سے ''عبارت نمبر۴'' کو کفری ثابت کرنے کی کوشش کی ہے

Scanned with CamScanner

اگر اسی طرح کفری فتویٰ صادر کرنا روا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاذ و نادر ہی کوئی ایسے فتووں سے محفوظ رہ پائیگا۔ اس طرح کی چند عبارتیں اور پیش کر چکا ہوں اور چند یہاں بھی ملاحظہ فرمالیں اور پھر فیصلہ فرمائیں!

حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں

''اور ولایت خاص صرف اہل سلوک میں جو خدا رسیدہ ہیں انکو حاصل ہوتی ہے۔ یعنی اس سے مقصود ہے بندے کا ''خدا کی ذات'' میں فنا ہو کر باقی رہنا (وهی عبارة من فناء العبد الیٰ الحق بقائه قالوا "هو الفانی فیه" والباقی) اس تعریف کے مطابق ولی وہ ہے جو ''فانی فی اللہ'' اور باقی باللہ ہو۔ فنا سے مقصود یہ کہ ''اللہ تعالیٰ تک اس کی سیر کی انتہا ہو''۔ اور بقا سے یہ مراد ہے کہ ''خدا کی ذات میں سیر کی ابتدا ہو''۔ (نفحات الانس ص ۱۴۹)

مذکورہ بالا عبارت سے مفتی صاحبان کی تفہیم کے مطابق ''خدا کا جوف دار ہونا'' لازم آتا ہے۔ ظاہری بات ہیکہ کسی شئی میں کچھ اسی وقت ہو سکتا ہے جب شئی جوف دار (کھوکھلی) ہو۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے ارشاد ہے قل هو الله احد الله الصمد لہٰذا اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہیکہ اللہ جوف دار ہے تو کفر کا اعتقاد کرتا ہے۔

دوسرا جملہ مذکورہ عبارت میں یہ ہے کہ...... ''اللہ تعالیٰ تک اسکے سیر کی انتہا ہو''۔۔۔ مفتی صاحبان کی تفہیم کے مطابق اسکا مطلب یہ ہوا کہ ''اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی حد تک بندے سے دور ہے'' تبھی تو اللہ تک اسکے سیر کی انتہا ہو سکتی ہے۔۔۔ اگر یہی معنیٰ مراد ہو تو یہ بھی کفر کہ اس سے اللہ تعالیٰ کیلئے اثباتِ مکان لازم نیز لازم کہ وہ محیطِ کل غیر متناہی نہ ہو۔

تو اب بتائیے کہ اس عبارت کی کچھ تاویل ہے؟ یا یونہی کفر و باطل

قرار دے کر نہ صرف حضرت مولانا جامی بلکہ وہ تمام علماء وصوفیائے کرام بے دین قرار دیئے جائیں گے جنکے یہاں ''فنا فی اللہ، سیر فی اللہ، اور سیر الی اللہ'' جیسے الفاظ کثیر الاستعمال ہیں؟..... مثلاً فاضلِ بریلوی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی منقبت میں کہتے ہیں

''تیری سیر الیٰ اللہ ہی ہے فی اللہ
کہ گھر سے چلتے ہی موصل ہے یا غوث'' (حدائق بخشش)

اس شعر کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے اتنا قریب ہیں کہ انہیں اللہ تک پہونچنے کیلئے زیادہ چلنے کی ضرورت نہیں۔ بس گھر سے چلتے ہی موصل ہیں یعنی ''سیر فی اللہ'' انہیں حاصل ہے۔ ظاہری بات ہے کہ چلنے کا اطلاق وہاں ہوتا ہے جہاں کم از کم ایک قدم چلنا ہو۔ اور شاعر کے اس قول سے کہ...... ''گھر سے چلتے ہی موصل ہے یا غوث'' لازم کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے گھر سے کم از کم ایک قدم کے فاصلہ پر اللہ ہے کہ حضور غوث اعظم گھر سے ایک قدم چلتے ہی ''اللہ کے اندر سیر کرنے لگے'' اگر اس شعر کا یہی معنیٰ مراد لیا تو بیشک کفر کا اعتقاد کیا کیونکہ اس سے اللہ کے لئے جہت اور بعد لازم اور یہ لازم کہ اللہ کوئی خلاء دار شئے ہے جس میں سیر کی جا سکتی ہے۔ اب مفتی صاحبان بتائیں کہ وہ اس شعر کی تاویل حسن کرتے ہیں یا کفر مانتے ہیں۔ اگر کفر مانتے ہیں تو اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں۔

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

''جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا لذیذ ترین کلام سنا تو عرض کی اے اللہ کریم تو مجھ سے قریب ہے؟ تا کہ میں تیرے ساتھ کوئی راز کی

Scanned with CamScanner

بات کروں۔ یا تو بعید ہے؟ تا کہ تجھے پکاروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا....اے موسیٰ علیہ السلام! میں ہر اس شخص کا ''جلیس'' ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے''

(روح البیان پ۹ ص ۱۰۱، اردو ترجمہ اویسی)

مخفی نہ رہے کہ ''جلیس ہونا'' صفت جسم ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس سے پاک ــــ جلیس ہونے سے اثبات مکان کہ اللہ اس سے بھی منزہ ـــ اور اس قول کا یہ بھی مطلب ہے کہ جو اللہ کو یاد نہیں کرتا اللہ اس کا جلیس نہیں ــــ تو اللہ کے لئے قرب و بعد دونوں لازم اور بیشک اللہ ان سے بھی پاک ـــ حاصل کلام یہ کہ اس عبارت میں بھی بظاہر متعدد وجوہ کفر ہیں تو کیا اس عبارت کو کفری عبارت قرار دیا جائیگا؟ یا تاویل کر کے شرعی مفہوم مراد لیں گے؟

حضور سیدنا محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

" ثم سألت یا رب هل لك مكان قال لی یا غوث الاعظم انا مكون المكان ولیس لی مكان سوی الانسان" ترجمہ:- پھر میں نے سوال کیا اے رب تیرا کوئی مکان ہے۔ فرمایا اے غوث اعظم میں مکانوں کا پیدا کرنے والا ہوں اور انسان کے سوا کہیں میرا امکان نہیں۔

(مظہر جمال مصطفائی مؤلفہ صوفی سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی صفحہ ۱۶۱)

اس قول کے ظاہر معنیٰ کے مطابق '' انسان اللہ کا مکان ہے'' حالانکہ اللہ مکان سے پاک ہے تو اللہ کے لئے مکان ماننا بھی کفر....ظاہر بات ہے کہ ہر ذی مکان محاط متناہی تو لازم کہ وہ محیط کل غیر متناہی نہ ہو یہ بھی کفر ــــ پھر مکان ہونے کے لئے یا تو انسان اللہ کی طرح قدیم ہے تو یہ بھی کفر ــــ یا پھر اللہ بھی انسان کی طرح حادث تو یہ بھی کفر۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد اسی کتاب میں اس طرح بھی ہے

" ثم قال لی یا غوث الاعظم جعلت الانسان مطیتی وجعلت سائر الاكوان مطیعة لهٗ " یعنی پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم میں نے انسان کو اپنی سواری اور سارے اکوان کو انسان کی سواری بنایا۔

(مظہر جمالِ مصطفائی ص ۱۶۱)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

" ثم قال لی یا غوث الاعظم نعم الطالب انا ونعم المطلوب الانسان ونعم الراكب انا ونعم المركوب الانسان "

ترجمہ:- پھر مجھ سے فرمایا۔ اے غوث اعظم کیا ہی اچھا طالب ہوں میں اور کیا ہی اچھا مطلوب ہے انسان۔ کیا ہی اچھا سوار ہوں میں اور کیا ہی اچھی سواری ہے انسان (ایضاً ص ۱۶۲)

اگر حضور سیدنا محبوب سبحانی غوث الصمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے ان اقوال کے ظاہری معانی مراد لئے جائیں اور مفتی ازہری وامجدی کی نظر سے دیکھا جائے تو (نعوذ باللہ من ذالک) مفتی امجدی کی زبان میں...." سوار ہونا جسم کی صفت خاصہ ہے'' تو لازم کہ قائل نے اللہ عزوجل کے لئے جسم مانا اور اللہ عزوجل کے لئے جسم ماننا کفر صریح ہے۔ ہر جسم مرکب ہے اور ہر مرکب حادث۔ مرکب محتاج الی الاجزاء ہے ہر محتاج حادث وممکن تعالی اللّٰہ عن ذالك علواً كبیراً ۔ ہر جسم کیلئے مکان ہونا لازم اور ہر ذی مکان محاط متناہی یہ بھی کفر ہے۔ یا کم از کم ذی چیز ہونا لازم اور ہر ذی چیز قابل اشارہ حسیہ یہ بھی کفر، پھر سوار ہونے سے انتقال من مكان الیٰ مكان لازم، اس طرح اللہ عزوجل کے لئے اثبات مکان نیز لازم کہ وہ محیط کل غیر متناہی نہ ہو یہ بھی کفر۔ پھر انسان کے اللہ کی سواری ہونے سے انسان کے ماوراء شہید نہ

Scanned with CamScanner

رہا یہ بھی کفر۔ اس قائل پر بھی اس قول کی بناء پر متعدد وجوہ سے توبہ، تجدید ایمان ونکاح لازم اور از روئے طریقت بیعت بھی''

(نستغفر اللہ ربنا ونعوذ باللہ من ذالک ونعوذ باللہ من شرور انفسنا)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ مفتی صاحبان کی بے احتیاطی سے کیسی کیسی بے گناہ اور پاکیزہ ہستیاں (معاذ اللہ) کفر جیسے گناہ عظیم کی مرتکب قرار پائیں گی ــــــ ظاہری بات ہے کہ ایسی مقدس اور جلیل القدر ہستیوں کے کلام کے وہ غیر شرعی معانی ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے نیک معانی ومفاہیم ہیں جو تاویلات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایسے مقامات پر تاویل ہی کر کے نیک اور محمود معانی مراد لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مفتیان اہلسنت کو ایسے شوق فتویٰ سے محفوظ فرمائے جس سے اکابر دین کی گردنوں پر کفر کی ناپاک تلوار لٹکتی نظر آئے۔

''میلاد زندہ شاہ مدار'' کی عبارت ہے کہ'' آواز آئی کہ جن کے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہیں (سن) ان کی گردن پر تیرا قدم ہے''

اس عبارت کے سلسلے میں مفتی شریف الحق امجدی لکھتے ہیں۔

''اس قائل نے یہ تو مان لیا کہ بحکم الٰہی ایک ہستی ایسی ہے جس کا قدم پاک ہر ولی کی گردن پر ہے۔ یہ اسی ہستی کا تصرف باطنی ہے کہ اپنے دشمنوں سے اپنی فضیلت کا اقرار کرا لیا۔ اسی ہستی سے عداوت کی یہ سزا ہے کہ یہ کفریات صریح کی پھونکیں اڑاتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا اور سچ فرمایا تکذیبی سم قاتل مجھے جھٹلانا تمھارے دین کے لئے زہر قاتل ہے۔ (فیصلۂ شرعیہ)

قارئین کرام! یہ ہیں وہ مفتی صاحب جو اپنے حلقہ میں چمپیئن مانے جاتے ہیں، فقیہ النفس، نائب مفتی اعظم، اور محقق عصر وغیرہ جیسے

القاب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ مگر نہایت افسوس وندامت کی بات یہ ہے کہ وہ سلیس اردو بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ''جن کے قدم'' اور ''جس کا قدم'' میں جو فرق ہے اسے معمولی پڑھا لکھا انسان بھی سمجھتا ہے مگر افسوس کہ مفتی صاحب نہیں سمجھتے۔ اسی لئے وہ لکھتے ہیں'' اس قائل نے یہ تو مان لیا کہ بحکم الٰہی ایک ہستی ایسی ہے جس کا قدم پاک ہر ولی کی گردن پر ہے'' حالانکہ یہ مفتی صاحب کی اپنی سمجھ اور ان کا اپنا علم تو ہو سکتا ہے مگر '' قائل'' کا نہیں! قائل کے کسی بھی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ'' ایک ہستی ایسی ہے'' قائل کا قول ہے کہ'' جن کے قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہیں ان کی گردن پر تیرا قدم ہے''

مفتی امجدی نے بھلے ہی اس قول کا مطلب نکال لیا کہ'' بحکم الٰہی ایک ہستی ہے جس کا قدم پاک ہر ولی کی گردن پر ہے'' مگر تحقیق کیجئے تو معلوم ہوگا کہ کتنی ہستیاں ایسی ہیں جن کے قدم پاک ہر ولی کی گردن پر ہیں۔

تو آیئے اس مضمون کا مطالعہ کرتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ مقامات سلوک میں سے ایک مقام ہے'' قطبیت کبریٰ'' یا'' غوثیت عظمیٰ'' کا، ہر زمانہ میں ایک ولی قلب اسرافیل کے مطابق ہوتا ہے اور وہ اس منصب عظیمہ پر فائز ہوتا ہے۔ اس کو قطب عالم، قطب ارشاد، قطب الاقطاب، قطب مدار اور بہت سے علماء اسی کو غوث اعظم بھی کہتے ہیں۔ یہ ہر ایک زمانہ میں اور سارے عالم میں صرف فرد واحد ہوتا ہے۔ جب اس ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ آ جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ تبارک

Scanned with CamScanner

وتعالیٰ فی الارض ثلث مأة رجل قلوبهم علی قلب آدم علیه السلام ولهٗ اربعون قلوبهم علی قلب موسیٰ علیه السلام ولهٗ سبعة قلوبهم علی قلب ابراهیم علیه السلام ولهٗ خمسة قلوبهم علی قلب جبریل علیه السلام ولهٗ ثلثة قلوبهم علی قلب میکائیل علیه السلام ولهٗ واحد قلبهٗ علی قلب اسرافیل علیه السلام فاذا مات الواحدابدل الله مکانهٗ من الثلثة واذا مات من الثلثة ابدل الله مکانهٗ من الخمسة واذا مات من الخمسة ابدل الله مکانه من الاربعین واذا مات من الاربعین ابدل الله مکانهٗ من ثلث مأة واذا مات من ثلث مأة ابدل الله مکانهٗ من العامة فبهم یحیی ویمیت ویمطر وینبت ویرفع الله بهم البلاء من هٰذهٖ الامة

ترجمہ:۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ فرماتے ہیں ﷺ بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے خلق میں تین سو اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلب آدم پر ہیں اور چالیس کے دل قلب موسیٰ اور سات کے قلب ابراہیم اور پانچ کے قلب جبریل اور تین کے قلب میکائیل اور ایک کا دل قلب اسرافیل پر ہے علیہم الصلوٰۃ والتسلیم جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سو اور تین سو کا عام مسلمین سے۔

(ابونعیم فی الحلیہ وابن عساکر، الامن والعلیٰ ص ۶۷/۶۸)

اس حدیث کا ذکر کر کے صاحب تفسیر روح البیان حضرت علامہ اسمٰعیل حقی قدس سرہٗ القوی تحریر فرماتے ہیں۔

حدیث مذکور میں جو ایک کا ذکر آیا ہے اس سے اس زمانہ کے قطب

مراد ہیں اور اسے دوسرے لفظوں میں ''غوث'' کہا جاتا ہے ان کی شان جمیع اولیاء کرام میں ایسی ہے (جیسے) دائرہ میں نقطہ کی حیثیت ہے۔ گویا وہی جمیع اولیاء کرام کا مرکز ہوتا ہے (جیسے حضور غوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہٗ)

(روح البیان پ ۹ صفحہ ۱۹۵)

حضرت علامہ عبدالرحمٰن ملا جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں۔

''وہ حضرات جو بارگاہ الٰہی کے سرہنگ اور ارباب حل و عقد ہیں تین سو ہیں یہ حضرات اخیار کہے جاتے ہیں۔انہیں تین سو میں سے چالیس وہ حضرات ہیں جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔اور سات حضرات وہ ہیں جو ابرار کہے جاتے ہیں۔اور چار حضرات کو اوتاد سے موسوم کیا جاتا ہے۔انہیں تین سو میں سے تین حضرات وہ ہیں جنکو نقبا کہتے ہیں۔ایک اور ہستی ہے جسکو قطب یا غوث کہا جاتا ہے۔

(نفحات الانس ص ۱۶۴/ اردو ترجمہ شمس بریلوی)

تارک السلطنت غوث العالم حضور سیدنا سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں۔

''صاحب کتاب فتوحات'' (رضی اللہ عنہٗ) در فصل سی و یکم از باب صد و نود و ہشتم آوردہ است اما القطب وھو الواحد الذی موضع نظر اللہ تعالیٰ من العالم فی کل زمان وجمیع اوان وھو علیٰ قلب اسرافیل علیه السلام

(لطائف اشرفی ص ۹۵)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ''اما قطب الاقطاب در تمام عالم ذات واحد بود و چند الفاظ مترادف بر اسامی متبرکہ ایشاں اطلاق کردہ اند مثل قطب المدار و غوث الاعظم، و انسان کامل، و قطب الاقطاب، و ایشاں قطب الاعلیٰ

ومظہرِ کلی وجہانگیر ولیکن عند اللہ اسم شریف غوث عبد اللہ است کہ یگانۂ روزگار وفریدِ اعصار بود حق تعالیٰ ذاتِ یگانہ اور امظہرِ کلی اسرار و منظرِ انظارِ خود کردہ از عالم در ہر زمانہ بر قلبِ ابراہیم قیل علیٰ قلبِ اسرافیل (علیہ السلام) قیامِ وجودِ عنصری وصورتِ پیکری باوست۔ (لطائفِ اشرفی ص۹۶)

امام محقق حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) اقطاب :۔۔۔ مشائخ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ بغیر اضافت استعمال ہو تو ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے اسی کو غوث بھی کہتے ہیں ۔۔۔ یہ مقربینِ خدا سے ہوتے ہیں۔ اور اپنے زمانہ میں گروہِ اولیاء کے آقا ہوتے ہیں ۔۔۔ قطب کو عبد اللہ کہتے ہیں۔ (جامع کراماتِ اولیاء صفحہ ۱۳۰)

حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں قدس سرہ فرماتے ہیں کہ

"ہر زمانہ میں ایک غوث ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے تمامی اولیاءِ کرام کا سرتاج و سردار ہوتا ہے۔ اور اسکے زمانہ کا کوئی ولی اسکا مرتبہ نہیں پاسکتا اسکو قطبِ مدار بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ تمام عالم کے کاروبار کا اسی پر دار و مدار ہوتا ہے۔ اور تمام نظم ونسق اسی کے ہاتھوں نافذ ہوتا ہے اور نفاذ پاتا ہے۔ اس غوث کا لقب عبد اللہ ہوتا ہے۔ اور ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں وزیرِ دستِ راست و وزیرِ دستِ چپ عبد الرب اور عبد الملک نامی۔ جب عبد اللہ کی رحلت ہوتی ہے تو عبد الملک اسکے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور عبد الرب عبد الملک کی جگہ لیتے ہیں اور عبد الرب کی جگہ کسی اور کو نامزد کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ قیامِ قیامت تک جاری وساری رہیگا۔ (شریعت وطریقت ۱۱۴و۱۱۵ مفتی خلیل خاں برکاتی)

حضرت شیخ عبد الرحمن چشتی قدس سرہ "بحر المعانی" مصنفہ حضرت سید محمد ابن جعفر مکی خلیفہ حضرت سیدنا خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں۔

"اے محبوب! قطبِ عالم سارے جہان اور زمانہ میں ایک ہوتا ہے۔ اور دنیاء و آخرت یعنی عالمِ سفلی وعلوی کے تمام موجودات (مخلوقات) قطبِ عالم کے وجود سے قائم ہوتے ہیں.... قطبِ عالم کو فیض براہ راست حق تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ قطبِ عالم کو قطبِ کبریٰ وقطبِ ارشاد، قطب الاقطاب وقطبِ مدار بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ موجوداتِ عالمِ سفلی وعلوی کا وجود انکے وجود کی برکت سے ہوتا ہے۔ اس قطبِ مدار کے دو وزیر ہوتے ہیں جنکو حضرت محی الدین ابنِ عربی نے اپنی کتاب فتوحاتِ مکی میں امامان کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ایک ان کے دائیں ہاتھ کی طرف ہوتا ہے۔ دوسرا بائیں ہاتھ کی طرف۔ جو دائیں طرف ہوتا ہے اسکا نام عبد الملک ہے اور جو بائیں طرف ہوتا ہے اسکا نام عبد الرب ہے ۔۔۔ جب قطبِ مدار دنیا سے رحلت کرتا ہے اور عقبیٰ کو جاتا ہے عبد الملک جو دائیں طرف کا وزیر ہوتا ہے اسکا قائم مقام ہوتا ہے۔ اور قطبِ مدار کا نام جب وہ قطبیت پر پہونچتا ہے عبد اللہ ہو جاتا ہے ۔۔۔ پس عبد الملک قطبِ مدار بن جاتا ہے ۔۔۔ اسی طرح روزِ قیامت تک ہوتا رہیگا۔

(مراۃ الاسرار اردو صفحہ ۹۱/۹۲ مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی)

مذکورہ حدیث وارشاداتِ علمائے ربانیین کا ماحصل یہ ہے کہ

"ہر ایک زمانہ میں صرف ایک ولی ایسا ہوتا ہے جسکا دل قلبِ اسرافیل کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ مقربینِ خدا سے ہوتا ہے۔ اسکو فیض حق

Scanned with CamScanner

ومظہرِ کلی وجہانگیر ولیکن عند اللہ اسم شریف غوث عبداللہ است کہ یگانۂ روزگار وفریدِ اعصار بود حق تعالیٰ ذاتِ یگانہ اورا مظہرِ کلی اسرار ومنظرِ انظارِ خود کردہ از عالم در ہر زمانہ بر قلبِ ابراہیم قیل علیٰ قلبِ اسرافیل (علیہ السلام) قیامِ وجودِ عنصری وصورتِ پیکری باوست۔ (لطائفِ اشرفی ص ۹۶)

امام محقق حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) اقطاب ـــــ مشائخ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ بغیر اضافت استعمال ہو تو ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے اسی کو غوث بھی کہتے ہیں ـــــ یہ مقربینِ خدا سے ہوتے ہیں۔ اور اپنے زمانہ میں گروہِ اولیاء کے آقا ہوتے ہیں ـــــ قطب کو عبداللہ کہتے ہیں۔ (جامع کراماتِ اولیاء صفحہ ۱۳۰)

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہ فرماتے ہیں کہ

"ہر زمانہ میں ایک غوث ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے تمامی اولیاءِ کرام کا سرتاج وسردار ہوتا ہے۔ اور اسکے زمانہ کا کوئی ولی اسکا مرتبہ نہیں پا سکتا اسکو قطبِ مدار بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ تمام عالم کے کاروبار کا اسی پر دار ومدار ہوتا ہے۔ اور تمام نظم ونسق اسی کے ہاتھوں نافذ ہوتا ہے اور نفاذ پاتا ہے۔ اس غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے۔ اور ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں وزیرِ دستِ راست و وزیرِ دستِ چپ عبدالرب اور عبدالملک نامی۔ جب عبداللہ کی رحلت ہوتی ہے تو عبدالملک اسکے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور عبدالرب عبدالملک کی جگہ لیتے ہیں اور عبدالرب کی جگہ کسی اور کو نامزد کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ قیامِ قیامت تک جاری وساری رہیگا۔ (شریعت وطریقت ۱۱۴ و ۱۱۵ مفتی خلیل خاں برکاتی)

حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی قدس سرہ "بحر المعانی" مصنفہ حضرت سید محمد ابن میر جعفر مکی خلیفہ حضرت سیدنا خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں۔

"اے محبوب! قطبِ عالم سارے جہان اور زمانہ میں ایک ہوتا ہے۔ اور دنیاء وآخرت یعنی عالمِ سفلی وعلوی کے تمام موجودات (مخلوقات) قطبِ عالم کے وجود سے قائم ہوتے ہیں.... قطبِ عالم کو فیض براہ راست حق تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ قطبِ عالم کو قطبِ کبریٰ وقطبِ ارشاد، قطب الاقطاب وقطبِ مدار بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ موجوداتِ عالمِ سفلی وعلوی کا وجود انکے وجود کی برکت سے ہوتا ہے۔ اس قطبِ مدار کے دو وزیر ہوتے ہیں جنکو حضرت محی الدین ابنِ عربی نے اپنی کتاب فتوحاتِ مکی میں امامان کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ایک ان کے دائیں ہاتھ کی طرف ہوتا ہے۔ دوسرا بائیں ہاتھ کی طرف۔ جو دائیں طرف ہوتا ہے اسکا نام عبدالملک ہے اور جو بائیں طرف ہوتا ہے اسکا نام عبدالرب ہے ـــــ جب قطبِ مدار دنیا سے رحلت کرتا ہے اور عقبیٰ کو جاتا ہے عبدالملک جو دائیں طرف کا وزیر ہوتا ہے اسکا قائم مقام ہوتا ہے۔ اور قطبِ مدار کا نام جب وہ قطبیت پر پہونچتا ہے عبداللہ ہو جاتا ہے ـــــ پس عبدالملک قطبِ مدار بن جاتا ہے ـــــ اسی طرح روزِ قیامت تک ہوتا رہیگا۔

(مراۃ الاسرار اردو صفحہ ۹۱/۹۲ مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی)

مذکورہ حدیث وارشاداتِ علمائے ربانیین کا ماحصل یہ ہے کہ

"ہر ایک زمانہ میں صرف ایک ولی ایسا ہوتا ہے جسکا دل قلبِ اسرافیل کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ مقربینِ خدا سے ہوتا ہے۔ اسکو فیض حق

Scanned with CamScanner

تعالیٰ سے بے واسطہ ہوتا ہے۔ اسکی شان جمیع اولیاءِ کرام میں ایسی ہے جیسے دائرہ میں نقطہ کی حیثیت گویا وہی جمیع اولیاءِ کرام کا مرکز ہوتا ہے۔ اپنے زمانہ میں گروہِ اولیاء کا آقا ہوتا ہے۔ اپنے زمانہ کے تمامی اولیاء کا سردار و سرتاج ہوتا ہے۔ اس کے زمانہ کا کوئی ولی اسکا مرتبہ نہیں پا سکتا۔ اس کو انسانِ کامل، قطب الاعلیٰ، مظہرِ کلی، جہانگیر، قطبِ عالم، قطبِ کبریٰ، قطبِ ارشاد، غوثِ اعظم، قطبِ مدار بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ موجوداتِ عالمِ سفلی و علوی کا وجود اسکے وجود کی برکت سے ہوتا ہے۔ تمام عالم کے کاروبار کا اسی پر دار و مدار ہوتا ہے۔ اور تمام نظم و نسق اسی کے ہاتھوں نافذ ہوتا ہے اور نفاذ پاتا ہے۔ عند اللہ اسکا نام عبداللہ ہوتا ہے۔ اسکے دو وزیر ہوتے ہیں۔ دائیں طرف کے وزیر کو عبدالملک اور بائیں طرف کے وزیر کو عبدالرب کہتے ہیں۔ جب یہ انتقال کرتا ہے تو وزیرِ یمینی عبدالملک اسکے مقام پر آتا ہے۔ اسی طرح روزِ قیامت تک ہوتا رہیگا۔

اس منصبِ عالی پر فائز قطب یا غوث چونکہ اپنے زمانہ کے اولیاءِ کرام کا حاکم و سردار ہوتا ہے اور علاوہ افراد کے (کہ وہ اس مقام سے ترقی فرما چکے ہوتے ہیں اور قطب کی طرف رجوع نہیں لاتے) سارے اولیاءِ کرام اسکے تابع و محکوم ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس منصب والا کہہ سکتا ہے "قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃِ کلِ ولی اللّٰہ" اور جب اللہ تبارک و تعالیٰ اس قطب کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اسکو اس قول کا حکم دیتا ہے۔ یا وہ قطب بطورِ شکرانِ نعمت اسکا اظہار کرتا ہے۔ جیسا کہ شیخ الشیوخ، شہنشاہِ اولیاءِ کبار، قطبِ ربانی غوثِ صمدانی سیدنا سید محی الملۃ والدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا قدمی ھذہ علیٰ رقبۃِ کل ولی اللّٰہ۔

چنانچہ مفتی مولانا احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی تحریر کرتے ہیں۔

(۸) امام ابنِ حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں تحریر فرماتے ہیں "کبھی اولیاء کو کلماتِ بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو انکے مقاماتِ عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکرِ الٰہی اور اسکی نعمت کا اظہار کرنے کیلئے۔ جیسا کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ہوا کہ انہوں نے اپنی مجلسِ وعظ میں دفعتاً فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، فوراً تمام دنیاء کے اولیاء نے قبول کیا (اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاءِ جن نے بھی) اور سب نے اپنے سر جھکا دیئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے۔ اور انکے ارشاد کا اقرار کیا مگر اصبہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اسکا حال سلب ہوگیا"

(فضیلتِ غوثِ اعظم رطرد الافائی عن جمعِ ہادِرفع الرفائی صفحہ ۲۸/۲۹)

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ حضور سیدنا سید محمد بن میر جعفر مکی قدس سرہ نے "بحر المعانی شریف" میں فرمایا کہ

"مرتبۂ اقطاب آنست کہ او اگر بخواہند ولی را از ولایت معزول کنند و دیگرے را نصب کنند و مرتبۂ قطب المدار یعنی قطبِ عالم آنست کہ او اگر بخواہد قطب را از مقامِ قطبیت معزول کند و دیگرے را نصب کند واللہ تعالیٰ فرشتہ را کار فرمودہ باشد بگفت قطب مدار ازاں کار فرشتہ را معزول کند و بگفت قطب مدار حضرت جلّت قدرتہ احکامِ لوحِ محفوظ را نیز محو گرداند و زندہ کردن موتیٰ و انتقالاتِ عرش و کرسی ایں جمیع تصرفات مر قطب مدار را باشد۔

(بحر المعانی صفحہ نمبر ۸۷)

اے محبوب! قطب مدار یعنی قطبِ عالم کا وہ مرتبہ ہے کہ اگر چاہیں تو

Scanned with CamScanner

اقطاب کو قطبیت کے مرتبہ سے معزول کر سکتے ہیں اور قطب الاقطاب اور غوث کی دعاء سے دوسرا شخص مرتبۂ قطبیت پر پہونچ سکتا ہے۔ ۱۵؎

(مرأۃ الاسرار ص ۵۹)

فاضلِ بریلوی اسی "مفضیلتِ غوث اعظم" میں تحریر کرتے ہیں

(۱۰) پھر فرمایا "امام ابنِ حجر مکی شافعی نے" اولیاءِ کرام جو ہم نے ذکر کیے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی وحضرت سید احمد رفاعی وحضرت شعیب مغربی وحضرت عبدالرحیم قنادی رضی اللہ عنہم انہوں نے اور انکے سوا بہت سے عارفینِ کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا۔ بلکہ اللہ عزّ وجل نے ان کی "قطبیتِ کبریٰ" ظاہر فرمانے کیلئے انہیں اِس فرمانے کیلئے حکم دیا۔ لہٰذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھا تا اور قدمِ مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ متعدد سندوں سے بہت اولیاءِ کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ انہوں نے سرکارِ غوثیت کی ولادتِ مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہونگے اور یہ فرمائیں گے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر اِس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء اُنکے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہونگے۔

اللّٰھم لك الحمد وصلّ علیٰ محمد وابنہٖ وذویہٖ (فضیلتِ غوثِ اعظم ص ۳۰،۲۹)

اسی "فضیلتِ غوثِ اعظم" میں فاضلِ بریلوی کتابِ مستطاب بہجۃ الاسرار شریف (مصنفہ حضرت اِمام ابوالحسن علی نورالدین ابنِ یوسف رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں۔

حدیثِ ششم: حضرت ابوالحسن شطنونی فرماتے ہیں ــــــ شیخ ابوالقاسم

بن ابی بکر بن محمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے۔ فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلّم کو دیکھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی کی گردن پر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا شیخ عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان (فضیلت غوث اعظم صفحہ ۱۸) (حضور انور ﷺ نے فرمایا صدق الشیخ عبد القادر کیف لا وھو القطب وانا ارعاہ شیخ عبد القادر نے سچ کہا اور وہ کیوں نہ کہیں کہ "قطب ہیں" اور میں ان کی نگہبانی کر رہا ہوں) (سیرت غوث اعظم صفحہ ۲۳۵)

اسی فضیلت غوث اعظم میں فاضل بریلوی تحریر کرتے ہیں۔

"اسی (نزہۃ الخاطر الفاطر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر مصنفہ حضرت علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی ۱۰۱۴ھ) میں ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ فرمانا اور اولیائے حاضرین وغائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اس کی ولایت سلب ہو جانا بیان کر کے فرماتے ہیں وھذا بینۃ مبینۃ علی انہٗ قطب الاقطاب وغوث الاعظم یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور قطب الاقطاب اور غوث اعظم ہیں۔

(فضیلت غوث اعظم صفحہ ۲۶،۲۵)

مذکورہ تمام روایات سے ثابت کہ شہنشاہ بغداد، دافع الفساد، مصلح البلاد، پیران پیر دستگیر روشن ضمیر سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہٗ کے فرق

اقدس پر جب قطبیت کبریٰ یا غوثیت عظمیٰ کا تاج زریں رکھا گیا تو آپ نے اس مقام کے حال کے مطابق فرمایا قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰه

"فضیلت غوث اعظم" میں فاضل بریلوی نے "بہجۃ الاسرار شریف" سے ایک روایت اور نقل کی ہے۔

"حدیث دوم تا پنجم" جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ ان کے لئے خلعت بھیجی اور تمام اولیاء اولین وآخرین کا مجمع ہوا جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا۔ ملائکہ ورجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے تمام افق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔ والحمدللّٰه رب الغلمین"

(فضیلت غوث اعظم صفحہ ۱۸/۱۷)

اس روایت سے ملتی ہوئی ایک روایت مولانا عبدالرحیم قادری تحریر کرتے ہیں

"حضرت مکام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"جس دن آپ نے یہ فرمایا خطۂ زمین کے تمام اولیائے کرام نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا جھنڈا حضرت کے سامنے نصب کیا گیا۔ تاج غوثیت آپ کے سر پر رکھا گیا۔ تصرف تام کی خلعت جو شریعت وطریقت کے نقش ونگار سے مزین تھی زیب تن فرمائے ہوئے اعلان فرما رہے تھے قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰه میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ یہ اعلان

سن کر مشرق ومغرب کے تمام اولیائے کرام نے اپنی اپنی مجلسوں میں اپنی گردنیں جھکالیں"۔

(سیرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۲۲۴)

مذکورہ دونوں روایتوں سے بھی یہی ظاہر ہے کہ حضور سلطان الاولیاء سیدنا سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے یہ اعلان "قطبیت کبریٰ" کے حال میں فرمایا کیونکہ اس منصب عظیم کی شان ہی یہی ہے جیسا کہ حضرت مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندر قادری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

"حضرت شیخ اکبر ۳۳۶ ویں باب میں فتوحات کے لکھتے ہیں۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ متولی کرتا ہے اپنے کسی بندے کو مرتبۂ قطب المدار سے تو اس کے لئے ایک تخت عالم مثال میں بچھایا جاتا ہے اس کو اس پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ اور اس مکان کی صورت بھی بحیثیت اس کے مرتبہ کی ہوتی ہے۔ اور عرش پر مستوی ہونے کی صورت بناتا ہے۔ بعد میں تمام اسماء کا خلعت دیا جاتا ہے جس کا طالب تمام عالم ہے۔ پھر اس سے حلے ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ سب اس قطب کو پہنا کر تاج کرامت دیا جاتا ہے اس وقت اس کی حالت خلیفہ کی ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تمام عالم کو کہ اس سے بیعت کرے اس شرط پہ ہر شخص اس کی اطاعت کرے۔ سارا عالم اس کی بیعت میں شامل ہوجاتا ہے۔ (الدر المنظم فی مناقب غوث اعظم ص ۵۰)

"وحدۃ الوجود" اردو ترجمہ مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی صفحہ ۱۷/۲۷ پر ہے کہ" تمام خلائق میں انسان اکمل اور اللہ کا خلیفۂ اجل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں دنیا میں آپ کی تشریف آوری سے پہلے انبیاء ورسل آپ کے نائب تھے۔ اور وہ اللہ کے خلفاء تھے آپ کی وفات کے بعد

Scanned with CamScanner

قطب الاقطاب آپ کا نائب اور اللہ کا خلیفہ اس کی مہر ہے۔ وہ تمام اولیاء کا امام ہے اور اس کی امامت اس طرح پر کہ بعض عوالم میں کرسی پر بیٹھتا ہے تمام اولیاء صف بصف اس کے سامنے آتے ہیں۔ ان اولیاء میں افراد کا شمول نہیں ہے کیونکہ فرد دائرۂ قطبیت سے خارج ہے''

(فضائل اہل بیت اطہار ص ۱۹۷)

''بہجۃ الاسرار شریف'' میں درج ذیل روایت بھی ہے۔

شیخ ابو بکر بن ہوار رضی اللہ عنہ نے اپنی مجلس میں ایک دن اپنے اصحاب میں اولیاء کے حالات کا ذکر کیا پھر کہا عنقریب عراق میں ایک عجمی مرد خدا اور لوگوں کے نزدیک بلند مرتبہ ہوگا۔ اس کا نام عبد القادر ہوگا۔ اس کی سکونت بغداد میں ہوگی۔ وہ کہے گا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے ''اس کے زمانہ کے اولیاء'' اس کی بات مانیں گے وہ اپنے وقت میں فرد واحد ہوگا۔ (بہجۃ الاسرار اردو ترجمہ مولانا حافظ احمد علی شاہ لاہوری ص ۶)

اوپر حدیث شریف اور مشائخ طریقت کے ارشادات ذکر کئے جا چکے ہیں جن میں صراحت موجود ہے کہ ہر زمانہ میں ایک ولی ''قطبیت کبریٰ'' سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے زمانہ کے اولیاء کا قائد ہوتا ہے تو بہجۃ الاسرار کی اس روایت کے یہ الفاظ بھی کہ ''اس کے زمانہ کے اولیاء اس کی بات مانیں گے۔ وہ اپنے وقت میں فرد واحد ہوگا'' واضح طور پر یہ دلالت کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی مقام ''قطبیت کبریٰ'' میں قدمی هذہ علی رقبة کل ولی اللہ فرمایا تھا۔

الغرض بدلائل کثیرہ صحیحہ ثابت ہو گیا کہ حضور پر نور قطب ربانی غوث الصمدانی محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی

نے قطبیت کبریٰ کے منصب عظیمہ پر جلوہ افروز ہو کر یہ اعلان فرمایا تھا قدمی هذہ علی رقبة کل ولی اللہ جو اس منصب عظیم کے شایان شان اور اس کے حال کی زبان ہے۔ اور اول الذکر حدیث وارشادات سے ثابت کہ یہ مرتبہ کسی ایک ہستی کے لئے خاص نہیں بلکہ ہر زمانہ میں ایک ولی اس منصب عظیمہ سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اس کے انتقال کے بعد دوسرا اس کی جگہ پر آجاتا ہے۔

حامل صمدیت، شہنشاہ ولایت، محبوب الوہیت، قطب وحدت سرکار سیدنا سید بدیع الدین شیخ احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام عالی پر ۲۸۲ھ میں فائز ہوئے۔ کتب معتبرہ سیرت مقدسہ میں اس اجمال کی تفصیل موجود ہے۔ بندر کھماج ساحل مالابار کے پاس کوہ زرنگار پر حضور پر نور، نور علیٰ نور مختار کائنات مفخر موجودات، قاسم نعمات، صاحب لولاک رسول پاک ﷺ ے۔ وہ افروز ہو کر اپنے محبوب نظر، لخت جگر، بدیع الدین احمد کو تخت نشیں کیا۔ خلعت مبارکہ عطا فرمائی اور اپنے مقدس ہاتھوں سے نو لقمے شیر برنج کے کھلا کر اور لباس بہشتی پہنا کر خورد ونوش، تبدیلی لباس وغیرہ خواہشات بشری سے عمر بھر کے لئے بے نیاز فرما دیا۔ اور مدار پاک کے چہرۂ اقدس پر اپنا دست نورانی مس فرما کر نیر تاباں بنا دیا حضرت مدار پاک کا روئے انور اسقدر روشن وتابناک ہو گیا کہ آپ اس پر نقاب ڈالے رہتے تھے اور جب آپ کے جمال پر کسی کی نگاہ پڑتی تھی تو وہ بے اختیار سجدہ میں گر جاتا تھا۔ (عامہ کتب)

یہ حقیقت اپنی جگہ پر مسلم کہ اس مقام عالی پر جو شہرت دوام حضور مدار پاک اور حضور غوث پاک کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصہ میں نہ

Scanned with CamScanner

آئی۔ مطلقاً کسی نے مدار پاک یا مدار العلمین یا قطب المدار یا مدارِ اعظم وغیرہ کہہ دیا تو سمجھ میں حضور سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ ہی کی ذاتِ پاک آئی۔ اور مطلقاً کسی نے غوثِ پاک، یا غوث العلمین، یا غوث الثقلین، یا غوث الاعظم وغیرہ کہہ دیا تو سمجھ میں آئی ذاتِ پاک حضور سید محی الدین عبد القادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی۔ مگر اِس حقیقت کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ایسی ہستی ہر زمانہ میں ایک ہی ہوتی ہے اُس سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایسا بزرگ نہ ہو تو قیامت قائم ہو جائیگی۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر وہ ولی جو اِس منصبِ عظیم پر فائز ہوتا ہے خواہ اعلان کرے یا نہ کرے۔ مگر اُسکی شان تو یہ ہوتی ہی ہے کہ وہ چاہے تو کہہ سکتا ہے قدمی هذہٖ علیٰ رقبۃِ کلّ ولی اللہ ۔ حضور سرکار بغداد سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے علاوہ تاج العارفین حضرت سیدی ابو الحسن محمد بن محمد جلال الدین بکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ''قطبیتِ کبریٰ'' کے مقام میں یہ اعلان فرمایا۔ چنانچہ امامِ محقق حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

''عمدۃ التحقیق کے مصنف یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ شیخ محمد مغربی شاذلی متوفی ۹۳۷ھ نے بیان کیا کہ وہ ایک سال حجِ بیت اللہ شریف کیلئے گئے۔ حج شریف کیلئے شیخ محمد بکری بھی تشریف لے گئے تھے۔ شیخ محمد مغربی فرماتے ہیں (حج کے بعد) میں مدینہ طیبہ ـــــ اُسکے والی پر صلوٰۃ وسلام ہو ـــــ چلا گیا۔ ایک دن سیدِ کُل علیہ السلام کے مزارِ انور کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو میں نے حرمِ نبوی میں شیخ محمد بکری کو درس دیتے ہوئے پایا۔ دورانِ درس انہوں نے کہا مجھے حکم دیا ہے کہ اب اعلان کر دوں۔ "قدمی هـذہٖ علیٰ رقبۃِ کلِّ ولی اللہ تعالیٰ مشرِقاً کان او مغربًا" ۔ (یعنی میرا یہ قدم

اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے چاہے وہ مشرق میں رہتا ہو یا مغرب میں)ـــ حضرت محمد مغربی فرماتے ہیں یہ سنکر میں سمجھ گیا کہ انہیں ''قطبانیتِ کبریٰ'' سے نوازا گیا ہے اور یہ ''اُس قطبانیتِ کبریٰ کے حال کی زبان ہے'' میں بہت جلدی آگے بڑھا اور انکے قدموں کو بوسہ دیا۔ اور آپ سے بیعت کی۔ میں نے دیکھا کہ زندہ اولیاء اپنے جسموں سمیت اور وصال پا جانے والے اولیاء اپنی روحوں سے مکھیوں کی طرح ان پر گر رہے ہیں۔ تو فوراً ابن العارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر پڑھا چھ کی چھ سمتیں قربانی حج اور عمرہ کی تکمیل کے بعد میری طرف متوجہ ہو گئیں۔''

(جامع کرامات اولیاء اردو ص۷۵۲/۷۵۳)

''جامع کراماتِ اولیاء'' کے اردو مترجم پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

''یاد رہے کہ ہر دور میں ایک شخصیت ''قطبیتِ کبریٰ'' کے مقام پر فائز ہوتی ہے اور اس دور کے اولیاء کی قائد ہوتی ہے۔ سب اولیاء اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ ایسی شخصیت کہہ سکتی ہے کہ مشرق و مغرب کے سب اولیاء کے گردنوں پر میرا پاؤں ہے'' (حاشیہ)

اسی عبارت سے متصل وہ ایک بات اور تحریر کرتے ہیں جسکے سلسلہ میں مجھے کچھ عرض کرنا ہے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ

''قطبیت کبریٰ کی ایک اور خاص قسم ہے جو سرکار غوثیت مدار سیدی عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حاصل ہے لہٰذا یہ قطبیت خاصہ کسی ایک دور کے ساتھ خاص نہیں ہوتی بلکہ ان کے الفاظ میں یہ اضافہ ہو جاتا ہے کہ میرا یہ قدم قیامت تک آنے والے ہر ولی کی

Scanned with CamScanner

گردن پر ہے قدمی ھذا علی رقبة کل ولی الیٰ یوم القیٰمة یہ وہ عظمت ہے جو ہر دور کے ''قطبیت کبریٰ'' کے مقام کے مردِ حق کو عطا نہیں ہوتی۔''

(مترجم ایضاً)

میں کہتا ہوں مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور مدار اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح بعض وہ خصوصیات حاصل ہیں جن کا ہر اک دور کے قطب میں ہونا ضروری نہیں۔ لیکن وہ خصوصیات ''قطبیت کبریٰ'' کے خصوصیات نہیں بلکہ اس کے علاوہ ہیں۔ ہاں مقام قطبیت میں حضور غوث اعظم کی یہ خصوصیت ضرور ہے کہ آپ ان بعض اولیاء میں سے ہیں جن کو اظہار منصب یعنی قدمی ھذہ علی رقبة کل ولی اللہ کے اعلان کا حکم فرمایا گیا۔ لیکن اس منصب پر ہر اک زمانہ میں ایک ولی ہوتا ہے خواہ وہ اعلان کرے یا نہ کرے۔ جیسے کہ آپ سے پہلے حضرات خلفائے راشدین وائمۂ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اس منصب پر فائز تھے لیکن ثابت نہیں کہ کسی نے یہ اعلان فرمایا ہو۔ یونہی آپ کے بعد بھی حدیث شریف فاذا مات الواحد ابدل اللہ مکانہٗ من الثلثة کے مطابق اس منصب پر ایک ولی ہر اک دور میں ہوتا ہے۔ چنانچہ رئیس المکاشفین حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''فتوحات'' کے باب ۷۳ میں بعد ذکر اقسام اولیاء اللہ فرماتے ہیں

"ومنھم رضی اللہ عنھم رجل واحد وقد تکون امرأة" فی کل زمان "آیتہٗ (وھو القاھر فوق عبادہٖ) لہٗ الاستطالة علی کل شئ سوا اللہ شھم، شجاع، مقدام، کثیر الدعویٰ بحق یقول حقاً ویحکم عدلاً کان صاحب ھذا المقام شیخنا عبد القادر الجیلی ببغداد کانت لہٗ الصولة والاستطالة بحق علی الخلق کان کبیرا الشان"

ترجمہ:- اولیاء کرام میں سے ''ہر زمانہ میں'' ایک مرد ایسا ہوتا ہے۔ اور کبھی عورت کہ اس کی علامت وھو القاھر فوق عبادہٖ (اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر) ہوتی ہے اللہ کے سوا اسے ہر چیز پر قدرت وغلبہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ جرأت مند، بہادر، پیش رو اور حق کے متعلق کثیر الدعویٰ ہوتا ہے۔ اس کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے اور عادلانہ فیصلے ہی اس سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ہمارے پیشوا حضرت عبد القادر جیلانی بغدادی اسی مقام پر فائز تھے آپ کو بہت شکوہ حاصل تھا۔ اور حق کی طرف سے خلوق پر قدرت وغلبہ حاصل تھا آپ بڑی شان والے تھے۔

ناظرین کرام! آپ کو حیرت ہوگی کہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کا یہ ارشاد پروفیسر صاحب کے مترجم جامع کرامات اولیاء میں بھی نقل ہے یہ الگ بات ہے کہ آنجناب نے ''فی کل زمان '' کا ترجمہ نہیں فرمایا۔ مگر شیخ قدس سرہٗ نے اسی عبارت سے متصل جو آگے تحریر فرمایا ہے اسے پروفیسر صاحب کے مترجم سے ہی ملاحظہ فرمائیں وہ تحریر کرتے ہیں۔

''میری حضرت غوث سے ملاقات نہ ہوسکی لیکن جو ہمارے زمانہ میں اس مرتبہ پر فائز ہیں میں ان سے ملا۔ لیکن ان صاحب سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بہت سے معاملات میں بہت ہی آگے تھے۔ اب یہ صاحب عالم آخرت کی طرف تشریف لے گئے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان کے بعد اس منصب جلیلہ پر کون فائز ہوا'' (جامع کرامات اولیاء ص ۲۴۷)

الغرض پروفیسر صاحب کا قول ان کا اپنا خیال ہے اور محققین علماء وصوفیاء کے خلاف ــــ ''الیٰ یوم القیٰمة '' کہہ کر انھوں نے کم از کم ان

Scanned with CamScanner

روایات کی تکذیب تو کر ہی دی جن سے ثابت کہ ''امام مہدی آخر الزماں'' بھی اسی منصب پر فائز ہونگے۔ گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے فی الحال ایک ہی روایت نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ فاضلِ بریلوی تحریر کرتے ہیں۔

''علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی ۱۰۱۴ھ کتاب ''نزہۃ الخاطر الفاطر فی ترجمۃِ سیدی الشریف عبد القادر'' میں فرماتے ہیں بیشک مجھے اکابر سے پہونچا کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیالِ فتنہ وبلا یہ خلافت ترک فرمائی اللہ عز وجل نے اسکے بدلے انمیں اور انکی اولادِ امجاد میں ''غوثیتِ عظمیٰ'' کا مرتبہ رکھا۔ پہلے قطب اکبر خود حضور سیدنا امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید شیخ عبد القادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین'' (فضیلتِ غوثِ اعظم ص ۲۵)

غرض پروفیسر صاحب کا قول اس روایت اور اس جیسی روایات کا مخالف ہے اور صرف اتنا ہی نہیں احادیث کے بھی خلاف ہے کیونکہ قطبیت کبریٰ کا منصب ''خلیفہ'' کا منصب ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبد الحق محقق دہلوی قدس سرہٗ نے بھی حضور غوث اعظم کو ''خلیفۃ اللہ فی الارض'' تحریر فرمایا چنانچہ اخبار الاخیار شریف میں ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے حضور غوث اعظم کو ''قطبیت کبریٰ'' اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا۔۔۔۔ اور کل اولیاء وقت کو آپ کے سایۂ قدم اور دائرۂ حکم میں دیدیا۔۔۔۔ اور جمیع اولیائے وقت، حاضر وغائب، قریب وبعید، ظاہر وباطن سب کے سب آپ کے فرمانبردار واطاعت گذار تھے۔۔۔۔ چنانچہ آپ قطب الوقت، سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجۃ العارفین، روح معرفت، قلب حقیقت ''خلیفۃ اللہ فی ارضہ'' تھے۔ (اخبار الاخیار)

جبکہ متعدد حدیثوں میں حضور امام مہدی علیہ السلام کو بھی خلیفۃ اللہ فرمایا گیا ہے۔ مثلاً حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا رایتم الرایات السود قد جائت من قبل خراسان فاتوها فان فيها خليفة الله المهدى (رواہ البیہقی ومشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ جب تم کالے جھنڈے والے خراسان کی طرف سے آتے دیکھو تو اس میں شامل ہو جاؤ بیشک اس میں اللہ کے خلیفہ ''مہدی'' ہونگے۔

اور جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے کہ بزرگوں کے ارشادات اور حدیث شریف سے یہ بھی ثابت کہ اس منصب پر ہر ایک زمانہ میں ایک ہی ولی ہوتا ہے زیادہ نہیں تو یہ کہنا کہ حضور غوث اعظ[illegible] ایامت تک آنے والے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ دانستہ یا نادانستہ حدیث کا بھی انکار ہے۔۔۔۔۔ غرض فاضل مترجم پروفیسر صاحب کا قول بھی درست نہیں، بلکہ یہ قول اور اس جیسے اقوال اسی قبیل سے ہیں جس کو حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ نے ''افراط وغلو'' سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ شیخ محمد چتری نے حضرت مجدد الف ثانی سے دریافت کیا تھا قدمی هذه على رقبة كل ولى اللہ حضرت شیخ عبد القادر نے فرمایا ہے اور بعض دوسروں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اس معاملے کی حقیقت کیا ہے اور انھوں نے پوچھا تھا کہ جن اولیاء کی گردن پر آپ کا قدم ہے ان سے مراد وہی اولیاء ہیں جوان کے زمانہ میں موجود تھے یا مطلقاً اولیاء مراد ہیں ۔۔۔۔۔ حضرت مجدد الف ثانی نے جواب تحریر فرمایا کہ ''اور وہ جو حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔۔ صاحب ''عوارف'' نے جو شیخ ابو النجیب سہروردی قدس سرہٗ کے مرید اور تربیت یافتہ ہیں، اور یہ شیخ ابو النجیب

Scanned with CamScanner

سہروردی قدس سرہٗ کے دوستوں اور راز داروں میں سے ہوئے ہیں۔ اس کلمے کو ان کلمات میں شامل کیا ہے جو خود بینی کو ظاہر کرتے ہیں اور جو مشائخ کرام سے ابتدائے احوال میں سکر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے صادر ہوئے۔ اور ''نفحات'' (مصنفہ مولانا جامی) میں شیخ حماد دباس سے منقول ہے جو حضرت شیخ کے شیوخ میں سے ہوئے ہیں۔ کہ انھوں نے بطور فراست فرمایا کہ اس عجمی کا قدم وہ مبارک قدم ہے کہ ''اس کے وقت کے اولیاء کی گردن پر ہوگا'' اور اس کو خدا کی طرف سے حکم ہوگا کہ یوں کہے، میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اور یہ شخص یہ کلمات ضرور کہے گا، اور سب اولیاء اپنی گردن جھکا دیں گے۔

بہر صورت حضرت شیخ اس کلام میں حق بجانب ہیں، یہ کلام خواہ سکر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے آپ سے صادر ہوا ہو یا اس کلام کے اظہار کا آپ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہو۔ بہر صورت اس وقت کے تمام اولیاء آپ کے قدموں کے نیچے تھے۔ لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ یہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ آپ سے پہلے یا آپ کے بعد کے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں جبکہ شیخ حماد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قدم ''ان کے وقت میں'' تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا۔

نیز ایک غوث جو بغداد میں تھے اور حضرت شیخ عبد القادر اور ابن سقا، عبد اللہ ان کی زیارت کے لئے گئے تھے۔ بطریق فراست حضرت شیخ کے حق میں فرمایا کہ میں تجھے بغداد میں ممبر پر بیٹھا ہوا دیکھتا ہوں، اور تو اپنی زبان سے یہ کہہ رہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے، اور میں دیکھتا ہوں کہ ''تیرے وقت کے سب اولیاء'' نے اپنی گردنیں تیرے احترام اور

اعزاز میں جھکا دی ہیں۔

فقیر مداری منور علی عفی عنہٗ کہتا ہے کہ ان دو روایات کے علاوہ حضرت امام ابن حجر مکی شافعی قدس سرہٗ کا ارشاد بھی ہے جسے ''فاضل بریلوی'' نے ''فتاویٰ حدیثیہ'' سے نقل کیا ہے کہ

''متعدد سندوں سے بہت سے اولیائے کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ انھوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہونگے اور یہ فرمائیں گے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر اس فرمانے پر ''اس وقت کے'' تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہونگے۔ اللّٰھم لك الحمد وصل علیٰ محمد وابنه وذویه

(فضیلت غوث اعظم ص ۳۰)

بہجۃ الاسرار شریف میں شیخ ابو احمد عبد اللہ ابن احمد بن موسیٰ جونی علیہ الرحمہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب عجم کی زمین میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی کرامات کا بڑا ظہور ہوگا اور تمام اولیاء کے نزدیک اس کا برا مرتبہ ہوگا، وہ کہے گا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے ''اس کے وقت میں'' اولیاء اس کے قدم کے نیچے ہونگے جس سے انکے زمانہ کے لوگ مشرف ہونگے''

(تذکرۂ غوث الاعظم ترجمہ بہجۃ الاسرار ص ۷)

حضرت شیخ تاج العارفین ابو الوفا کاکیس رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ

''اس جوان (شیخ عبد القادر جیلانی) پر ایک وقت آئیگا کہ خاص وعام اس کے محتاج ہونگے اور گویا میں اعلانیہ مجمع میں یہ کہتا ہوا دیکھتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

وہ سچا ہوگا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ پس اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے لئے جھک جائیں گی کیونکہ ''اس وقت میں'' وہ ان کا ''قطب ہوگا'' اب جو شخص تم میں سے اس وقت کو پائے تو اس کو اس کی خدمت لازم ہے (تذکرہ غوث اعظم ص ۸)

''شیخ عقیل منجی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ایک دن سوال کیا گیا کہ اس وقت قطب کون ہے؟ تو کہا کہ وہ اس وقت مکہ میں مخفی ہے۔ سوائے اولیاء اللہ کے اور کوئی اس کو نہیں جانتا۔ اور قریب ہے کہ یہاں ایک جوان ظاہر ہوگا اور اشارہ عراق کی طرف کیا۔ وہ جوان عجمی شریف ہوگا ''وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا'' اور کہے گا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور اولیائے کرام اپنی اپنی گردنیں اس کے لئے رکھ دیں گے اور اگر میں ''اس کے زمانہ میں'' ہوتا تو اپنے سر کو اس کے لئے رکھتا الخ'' (ایضا ص ۹)

اس بزرگ کے کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ خاص ہے۔ اس وقت بھی حق سبحانہٗ وتعالیٰ کسی کو چشم بینا عطا فرمائے تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ جس طرح اس غوث نے دیکھا کہ اس وقت کے اولیاء کرام کی گردنیں آپ کے قدم مبارک کے نیچے ہیں۔ اور یہ حکم اس وقت کے اولیائے کرام کے علاوہ کسی اور طرف تجاوز نہیں کرتا۔ اسی طرح غوث پاک قدس سرہٗ سے پہلے اولیائے کرام کو بھی یہ حکم شامل نہیں کیونکہ آپ سے پہلے اولیائے اللہ میں صحابہ کرام بھی داخل ہیں جو حضرت شیخ قدس سرہٗ سے یقیناً افضل ہیں۔ اور آپ کے بعد اولیاء میں بھی یہ حکم کیسے جاری ہو سکتا ہے کیونکہ آپ کے بعد اولیاء میں حضرت امام مہدی بھی ہیں جن کے تشریف لانے کی آنسرور ﷺ نے بشارت دی ہے۔ اور امت کو آپ

کے وجود رحمت کی بشارت سے نوازا ہے۔ اور انہیں خلیفۃ اللہ فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھی کہ حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملحق ہیں۔ اس امت کے متاخرین کی بزرگی کے باعث ہی شاید آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ''نہیں معلوم کہ اس امت کے پہلے بہتر ہیں یا پچھلے'' (رواہ الترمذی)

مختصر یہ کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ولایت میں شان عظیم ہے۔ اور بلند ترین درجہ حاصل ہے۔ ولایت محمدیہ خاصہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کو لطیفہ کے راستہ سے نقطۂ آخر تک پہونچایا ہے۔ اور اس دائرے کے سر حلقہ ہوئے ہیں۔ یہاں سے کوئی یہ وہم نہ کرے کہ جب حضرت شیخ قدس سرہٗ ولایت محمدیہ خاصہ کے سر حلقہ ہیں تو سب اولیاء اللہ سے افضل ہوں گے۔ کیونکہ ولایت محمدی علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سب ولایتوں سے اوپر ہے اس لئے ہم کہیں گے حضرت شیخ قدس سرہٗ اُس ولایت محمدی کے سر حلقہ ہیں جو لطیفہ کے راستہ سے حاصل ہے جیسا کہ پہلے گذرا نہ کہ مطلق ولایت کے سر حلقہ ہیں۔ تا کہ افضلیت لازم آئے۔ یا ہم یوں کہتے ہیں کہ مطلق ولایت محمدیہ کا سر حلقہ ہونا افضلیت کو مستلزم نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسرا بطریق تبعیت ووراثت کمالات نبوت میں پیش قدم ہو۔ اور ان کمالات کی وجہ سے افضلیت اسے حاصل ہو۔

حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کے مریدین کی ایک جماعت شیخ قدس سرہٗ کے حق میں بہت غلو کرتی ہے اور محبت میں حد سے بڑھ جاتی ہے۔ جس طرح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے مُحب (شیعہ) حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اس جماعت کی گفتگو کے اشارات سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شیخ

Scanned with CamScanner

قدس سرہٗ کو تمام پہلے اور ان کے بعد آنیوالے سب اولیاء سے افضل قرار دیتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے سوا کوئی دوسرا معلوم نہیں جس کو حضرت شیخ سے افضل تسلیم کرتے ہوں۔ یہ محبت میں افراط کی وجہ سے ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۹۳)

الغرض تاج العارفین حضرت شیخ محمد بکری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا یہ فرمانا کہ ''مجھے حکم دیا ہے کہ اب اعلان کر دوں قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ تعالیٰ مشرقاً کان او مغرباً'' ـــــ اور حضرت شیخ محمد مغربی شاذلی رضی اللہ عنہٗ کا یہ قول کہ ''یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ انھیں ''قطبانیت کبریٰ'' سے نوازا گیا ہے اور یہ اس قطبانیت کبریٰ کے حال کی زبان ہے'' ـــــ اور اس پر عالیجناب پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی کا یہ حاشیہ کہ ''یاد رہے کہ ہر دور میں ایک شخصیت قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہوتی ہے ـــ ایسی ہستی کہہ سکتی ہے کہ مشرق و مغرب کے سب اولیاء کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے ...اور حضور مجدد الف ثانی کی یہ تحقیق کہ ـــــ ''اُس وقت کے تمام اولیاء آپ (حضور غوث اعظم) کے قدموں کے نیچے تھے۔ لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ یہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ آپ سے پہلے یا آپ کے بعد کے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں''۔

ان سب اقوال کا حاصل یہ کہ ایسی ہستی جس کا قدم پاک ہر ولی کی گردن پر ہوتا ہے، وہ صرف ایک نہیں، بلکہ ہر زمانہ میں ایک ہوتی ہے۔ تو یہ ہستیاں متعدد ہوئیں۔ اور قائل آج کل کی بات نہیں بتا رہا ہے بلکہ اس وقت کی بات بتا رہا ہے جبکہ انسان جسد عنصری میں نہ تھا بلکہ عالم ارواح میں تھا۔ تو قائل کے اس قول کہ ''جن کے قدم تمام اولیاء کی گردن پر'' کا مطلب یہی

ہے کہ وہ اولیاء کرام جو ''قطبیت کبریٰ'' پر فائز ہیں ـــ ''ان کی گردن پر تیرا قدم'' کا مطلب ہے کہ تیرا منصب قطبیت کبریٰ سے ارفع واعلیٰ ہے یعنی مقام محبوبیت ـــــ کیونکہ قطبیت کبریٰ کے منصب سے اگر ولی ترقی کرتا ہے تو مقام ''فردانیت'' میں پہونچتا ہے (جو قرب کا مقام ہے) اسی لئے علمائے متصوفین نے تحریر فرمایا کہ افراد قطب کی طرف رجوع نہیں لاتے کیونکہ وہ قطب کے دائرے سے خارج یعنی اوپر ہوتے ہیں۔ اور مقام فردانیت سے بھی بلند مقام ''محبوبیت ہے''۔ چنانچہ حضرت سید محمد بن میر جعفر مکی خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رضی اللہ عنہما بحر المعانی شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

''اے محبوب! اچھی طرح غور کر کہ ان کلمات میں علماء شاہدان لم یزالی کے کیا علوم پوشیدہ ہیں۔ اے محبوب! افراد کامل وافراد غیر کامل قطب الاقطاب سے افضل ہیں۔ (مرأۃ الاسرار ص ۱۰۱)

اے محبوب! غور سے سن قطب مدار کی (عمر) میعاد مختلف ہوتی ہے بعض کی میعاد ۳۳/سال ۳/ماہ...... اے محبوب! ۳۳/سال اور ۴/ماہ سے زیادہ نہیں ہوتی، اور ۱۹/سال ۵/ماہ ۲/دن سے کم نہیں ہوتی۔ اگر میعاد مذکور میں کسی کا اجل آجاتا ہے تو رحلت کر جاتے ہیں۔ جب قطب اس میعاد کے اندر سلوک میں ترقی کرتے ہیں افراد کے مقام پر پہونچ جاتے ہیں اور افراد کی عمر (میعاد) ۵۵/سال ہوتی ہے، نہ زیادہ نہ کم، اگر اس میعاد میں اجل آجاتا ہے تو رحلت کر جاتے ہیں۔ اور اگر اس مدت میں سلوک میں ترقی کرتے ہیں ''قطب حقیقی'' کے مقام پر پہونچ جاتے ہیں۔ اور قطب حقیقی کی عمر (میعاد) ۲۳/سال اور دس دن ہوتی ہے اور یہ مقام ''مقام معشوقی'' ہے،

Scanned with CamScanner

قطب وحدت اور مرتبۂ محبوبیت یہ ہے کہ جو کچھ معشوق کہتا ہے حق تعالیٰ عزوجل وہی کرتا ہے"۔

حضور سیدنا محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی شیخ محی الدین غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"ثم تأتیه الولایة البدلیة ÷ ثم الغوثیة وربما آتت فی آخر احواله القطبیت ÷ یباهی به الحق عزوجل عند کل خلقه الجن والانس والارواح ... یقدمهٗ ویقربهٗ ویولیه علیٰ خلقه ÷ ویملکهٗ ویمکنهٗ ویحیه ویحبهٗ الیٰ خلقه ÷ (الفتح الربانی)

ترجمہ:- پھر اس کو ولایت "بدلیہ" نصیب ہوتی ہے۔ اس کے بعد ولایت غوثیہ آتی ہے۔ اور بسا اوقات ساری حالتوں کے آخر میں ولایت قطبیہ حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کے ذریعہ سے حق تعالیٰ اپنی ساری مخلوق یعنی جن وانس اور ملائکہ اور ارواح پر فخر فرماتا ہے۔ اس کو آگے بڑھاتا، اپنا مقرب بناتا اور اپنی مخلوق کا سرپرست قرار دیتا، ان کا بادشاہ گردانتا اور ان پر اختیار بخشتا، خود بھی اس کو محبوب سمجھتا اور اپنی مخلوق کا بھی اس کو محبوب بنا دیتا ہے۔

(فیوض یزدانی ص ۱۵۹)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے بھی یہی واضح کہ "قطب" کو اللہ تعالیٰ جب آگے بڑھاتا ہے تو "محبوب" بناتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ مقام محبوبیت، مقام قطبیت سے ارفع واعلیٰ ہے۔ اور بیشک حضور سید احمد مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام پر فائز تھے۔ حضور مدار پاک کے منصب محبوبیت کا ذکر عبارت نمبر ۳ کے تحت ہو چکا ہے۔ اور یہاں ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت علامہ حکیم فرید احمد عباسی نقشبندی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"بحر المعانی میں ہے کہ جب قطب مدار کی عمر دراز ہوتی ہے اور وہ مرتبہ سلوک میں ہوتا ہے تو مقام قطب وحدت یعنی محبوبیت پر پہونچتا ہے پھر اس کو وہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے کہ اس کی دعا سے بمصداق کلام یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہٗ ام الکتاب خداوندی دربار سے اس کی مرضی کے موافق کام ہوتے ہیں۔ یہ مرتبہ حضرت شاہ مدار صاحب کو حاصل ہوا"

(مدار اعظم ص ۵۴ مطبوعہ ۱۳۳۳ھ)

مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ بزرگوں کے ارشادات کے مطابق حضور سیدنا محبوب سبحانی سرکار عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور حضور سیدنا شیخ المشائخ محبوب الٰہی سرکار نظام الدین اولیاء دہلوی رضی اللہ عنہ بھی "مقام محبوبیت" پر فائز تھے۔ اور ان تینوں حضرات رضوان اللہ علیہم کے علاوہ بھی اللہ نے جسے چاہا یہ منصب عطا فرمایا اور جسے چاہے عطا فرمائے۔ لہٰذا قائل نے جو حضور مدار پاک رضی اللہ عنہ کے اس منصب ارفع کی روایت نقل کی ہے کہ ـــــ "آواز آئی کہ جن کے قدم تمام اولیاء کی گردن پر، من ان کی گردن پر تیرا قدم" وہ تمام حضرات جو محبوبیت پر فائز ہیں ان کے لئے بھی یہ فضیلت ثابت۔

حضرات گرامی! یہ حقیقت آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ہے کہ "ایسی ہستی جس کا قدم پاک ہر ولی کی گردن پر" ایک نہیں بلکہ ہر ایک زمانے میں ایک ہے تو یہ ہستیاں متعدد ہوئیں۔ اس حقیقت کے باجود، اور باوجود اس کے کہ قائل کے قول میں ایک سے زیادہ کی صراحت موجود ہے ـــ مفتی امجدی کا یہ کہنا کہ "اس قائل نے یہ تو مانا کہ بحکم الٰہی ایک ہستی ایسی ہے جس کا

Scanned with CamScanner

قطب وحدت اور مرتبۂ محبوبیت یہ ہے کہ جو کچھ معشوق کہتا ہے حق تعالیٰ عزوجل وہی کرتا ہے“۔

حضور سیدنا محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی شیخ محی الدین غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔

"ثم تأتيه الولاية البدلية ÷ ثم الغوثية وربما آتت فی آخر احوالهٖ القطبيت ÷ يباهی بهٖ الحق عزوجل عند كل خلقهٖ الجن والانس والارواح ... يقدمهٗ ويقربهٗ ويوليه علیٰ خلقهٖ ÷ ويملكهٗ ويمكنهٗ ويحيه ويحبهٗ الیٰ خلقهٖ ÷

(الفتح الربانی)

ترجمہ:- پھر اس کو ولایت ”بدلیہ“ نصیب ہوتی ہے۔ اس کے بعد ولایت غوثیہ آتی ہے۔ اور بسا اوقات ساری حالتوں کے آخر میں ولایت قطبیہ حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کے ذریعہ سے حق تعالیٰ اپنی ساری مخلوق یعنی جن وانس اور ملائکہ اور ارواح پر فخر فرماتا ہے۔ اس کو آگے بڑھاتا، اپنا مسرب بناتا اور اپنی مخلوق کا سرپرست قرار دیتا، ان کا بادشاہ گردانتا اور ان پر اختیار بخشتا، خود بھی اس کو محبوب سمجھتا اور اپنی مخلوق کا بھی اس کو محبوب بنا دیتا ہے۔

(فیوض یزدانی ص ١٥٩)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کے اس ارشاد سے بھی یہی واضح کہ ”قطب“ کو اللہ تعالیٰ جب آگے بڑھاتا ہے تو ”محبوب“ بناتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ مقام محبوبیت، مقام قطبیت سے ارفع واعلیٰ ہے۔ اور بیشک حضور سید احمد مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس مقام پر فائز تھے۔ حضور مدار پاک کے منصب محبوبیت کا ذکر عبارت نمبر ٣ کے تحت ہو چکا ہے۔ اور یہاں ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت علامہ حکیم فرید احمد عباسی نقشبندی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

”بحر المعانی میں ہے کہ جب قطب مدار کی عمر دراز ہوتی ہے اور وہ مرتبہ سلوک میں ہوتا ہے تو مقام قطب وحدت یعنی محبوبیت پر پہونچتا ہے پھر اس کو وہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے کہ اس کی دعا سے بفحوائے کلام يمحوا الله ما يشاء ويثبت وعندهٗ ام الكتاب خداوندی دربار سے اس کی مرضی کے موافق کام ہوتے ہیں۔ یہ مرتبہ حضرت شاہ مدار صاحب کو حاصل ہوا“

(مدار اعظم ص ٥٤ مطبوعہ ١٣٣٣ھ)

مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ بزرگوں کے ارشادات کے مطابق حضور سیدنا محبوب سبحانی سرکار عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ اور حضور سیدنا شیخ المشائخ محبوب الٰہی سرکار نظام الدین اولیاء دہلوی رضی اللہ عنہٗ بھی ”مقام محبوبیت“ پر فائز تھے۔ اور اِن تینوں حضرات رضوان اللہ علیہم کے علاوہ بھی اللہ نے جسے چاہا یہ منصب عطا فرمایا اور جسے چاہے عطا فرمائے۔ لہٰذا قائل نے جو حضور مدار پاک رضی اللہ عنہٗ کے اس منصب ارفع کی روایت نقل کی ہے کہ ـــــ ”آواز آئی کہ جن کے قدم تمام اولیاء کی گردن پر، سن ان کی گردن پر تیرا قدم“ وہ تمام حضرات جو محبوبیت پر فائز ہیں ان کے لئے بھی یہ فضیلت ثابت۔

حضرات گرامی! یہ حقیقت آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ہے کہ ”ایسی ہستی جس کا قدم پاک ہر ولی کی گردن پر“ ایک نہیں بلکہ ہر ایک زمانے میں ایک ہے تو یہ ہستیاں متعدد ہوئیں۔ اس حقیقت کے باجود، اور باوجود اس کے کہ قائل کے قول میں ایک سے زیادہ کی صراحت موجود ہے ـــــ مفتی امجدی کا یہ کہنا کہ ”اس قائل نے یہ تو مانا کہ بحکم الٰہی ایک ہستی ایسی ہے جس کا

Scanned with CamScanner

قدم پاک ہر ولی کی گردن پر ہے" حالانکہ قائل کا قول صریح ہے کہ "آواز آئی کہ جن کے قدم تمام اولیاء کی گردن پر، سن ان کی گردن پر تیرا قدم" پھر بھی مفتی امجدی کا یہ نتیجہ نکالنا کہ "قائل نے یہ تو مانا کہ بحکم الٰہی ایک ہستی ایسی ہے جس کا قدم پاک ہر ولی کی گردن پر ہے" قائل پر تہمت لگانا ہے جو کسی عالم دین کی شایان شان نہیں بلکہ اس کی شان کے خلاف ہے۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بقول مفتی امجدی کے اللہ پر بھی جھوٹ باندھنا ہے کیونکہ جتنی بھی ہستیاں اس منصب پر فائز ہوتی ہیں بحکم الٰہی فائز ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ "بحکم الٰہی ایک ہستی ایسی ہے" اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔

عبارت نمبر ۵

حضرت خاتم النبیین علیہ التحیۃ والتسلیم زمانۂ نبوت سے پہلے درجۂ قطب المدار پر تھے وہی مرتبہ حضرت زندہ شاہ مدار کو آپ نے عنایت فرمایا۔

نظریۂ ازہری ۵، ٦ :- مداریہ پر اس روایت کا ثبوت دینا بھی لازم ہے۔

(فیصلہ شرعیہ)

نظریۂ امجدی ٦ :- یہ بھی جھوٹ، دروغ بے فروغ ہے حدیث شریف میں فرمایا گیا کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد۔ ترمذی شریف میں ہے قالوا یا رسول اللہ متیٰ وجبت لك النبوة قال وآدم بین الروح والجسد۔ حضور اقدس ﷺ پر عالم ارواح میں بھی کوئی ایسا وقت نہیں گذرا ہے کہ حضور منصب نبوت پر فائز نہ رہے ہوں۔ اسلئے یہ کہنا کہ "زمانۂ نبوت سے قبل درجۂ قطب المدار پر تھے وہی مرتبہ حضرت زندہ شاہ مدار کو آپ نے عنایت فرمایا" اس حدیث کا انکار ہے واللہ تعالیٰ اعلم (فیصلہ شرعیہ ص ۴۰، ۴۱)

ناظرین کرام! ہمارا عقیدہ ہے کہ بیشک نبی اکرم ﷺ ہمیشہ سے نبی ہیں عالم ارواح میں بھی کوئی وقت ایسا نہ تھا کہ آپ اس میں نبی نہ رہے ہوں اور عبارت معترضہ میں بھی ہرگز حدیث پاک کا انکار نہیں ہے انکار مفتی امجدی کی سمجھ میں ہے کیونکہ وہ اس حدیث کا مطلب سمجھتے ہی نہیں جس کو انھوں نے ذکر کیا ہے۔ اسلئے مفتی صاحب کا فتویٰ بجائے خود غلط، اکابر اہلسنت کو منکر حدیث یعنی بدعتی اور گمراہ قرار دینا ہے۔ بلکہ احادیث کا انکار کرنا ہے۔ مفتی شریف الحق امجدی کے فتویٰ پر تبصرہ کرنے سے قبل میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مفتی اختر رضا خاں ازہری کے اس مطالبہ کا جواب قلمبند

Scanned with CamScanner

کردوں کہ ...."مدار یہ پر اس روایت کا ثبوت دینا بھی لازم ہے
"---------لہٰذا ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

عقیدہ:- نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت وریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے۔ ہاں البتہ دیتا اسی کو ہے جو "قبل حصول نبوت" تمام اخلاق رذیلہ سے پاک اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج ولایت طے کر چکتا ہے۔

(بہار شریعت ج اول)

مولانا حافظ شاہ علی انور قلندری قادری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

"آنحضرت ﷺ کے تین مرتبے ہیں۔ پہلا ولایت کا، دوسرا نبوت کا، تیسرا رسالت کا۔ (الدر المنظم فی مناقب غوث اعظم ۵۰)

اب جبکہ یہ عقیدہ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نبوت دیتا ہے۔ ہاں دیتا اسی کو ہے جو قبل (حصول) نبوت جملہ مدارج ولایت طے کر چکا ہوتا ہے۔ تو یہ بھی چاہئے کہ جملہ مدارج ولایت میں "درجۂ قطب المدار" بھی ہو اور قطب المدار ہی مقام فردانیت سے سرفراز ہوتا ہے اور بیشک علماء ربانیین نے صراحت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کو قبل از نبوت محمدیہ اسی منصب جلیلہ پر جلوہ افروز تحریر فرمایا ہے ...... علمائے ربانیین کے ارشادات سے قبل ضروری سمجھ رہا ہوں کہ ایک غیر معتبر وہابی کتاب "انوار العارفین" (مصنفہ حافظ محمد حسین مرادآبادی) کی عبارت پیش کروں۔

غیر معتبر کتاب بھی معتبر ہے

اس لئے کہ اگرچہ "انوار لعارفین" غیر معتبر کتاب ہے مگر "مفتی شریف الحق امجدی" کی نگاہ میں معتبر، مشہور و معروف، مستند ہے-- چنانچہ

مفتی صاحب ۲۷ر جمادی الاول ۱۴۱۹ھ کے ایک فتوے نمبر ۱/۲۴۷ میں لکھتے ہیں کہ

"اتنی سی بات ذہن میں بٹھالیں کہ اعتبار مشہور و معروف مستند کتابوں کا ہوتا ہے غیر معروف، غیر مستند کتابوں کا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم"----اور اسی فتویٰ میں مفتی صاحب انوار العارفین پر اعتماد کر کے ان تمام تذکرہ نگاروں کی تکذیب کرتے ہیں جنھوں نے تحریر فرمایا کہ حضرت بی بی نصیبہ سرکار غوث اعظم کی بہن تھیں اور حضرت مدار پاک کی دعا سے صاحب اولاد ہوئیں یا جن کی تحریرات سے حضرت مدار پاک کی ولادت ۵۷۱ھ سے قبل ثابت ہے۔ انوار العارفین سے مفتی صاحب نے لکھ مارا کہ "مدار صاحب ۷۱۶ھ میں پیدا ہوئے۔ (لعنة الله على الكاذبين)

"اس واقعہ کے غلط ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا اور مدار صاحب اس کے سو سال سے بھی زائد بعد پیدا ہوئے (فتویٰ ۱/۲۴۷)----مگر ناظرین کو حیرت ہوگی کہ "انوار العارفین" میں حضرت مدار پاک قدس سرہٗ کے جو غلط احوال تحریر کئے گئے ہیں، وہ اقتباس الانوار ... کے حوالے سے ہیں جیسا کہ مفتی صاحب نے نقل کیا ہے کہ "در اقتباس انوار است" اور "اقتباس الانوار" کا اردو ترجمہ (مترجم الحاج کپتان واحد بخش چشتی سیالوی) ضیاء القرآن پبلیکیشن لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس میں مفتی صاحب کی پیش کردہ "انوار العارفین" والی عبارت سرے سے ہی نہیں------ہاں "اقتباس الانوار" میں حضور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا سن ولادت ۴۹۰ھ اور ۴۹۱ھ ضرور تحریر ہے۔ اور ہاں اسی "اقتباس الانوار" میں مفتی امجدی کے فتوے کے خلاف---

حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی سے حضور سلطان الہند خواجہ غریب نواز چشتی رضی اللہ عنہما کی ملاقات کا ذکر بھی ہے۔

قارئین کرام! مفتی شریف الحق امجدی نے اپنے ایک فتویٰ میں تحریر کیا ہے کہ حضور خواجہ غریب نواز سید معین الدین چشتی کی ملاقات سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہما سے نہیں ہوئی (ماہنامہ اشرفیہ نومبر ۳۵)

مگر مفتی صاحب کے معتبر، مشہور و معروف، مستند مصنف حافظ محمد حسین مراد آبادی ''سیر العارفین'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ'' وار (خواجہ معین الدین چشتی) ازآنجا قصبۂ جیلان آمدہ شیخ عبدالقادر جیلانی دریافت پنج ماہ درصحبت ماندہ انواع فیض نمود'' (انوار العارفین ۳۳)۔۔۔۔ اسی ''انوار العارفین'' میں دیوبندی رہنما ''مولوی قاسم نانوتوی'' کے تعلق سے اس طرح تحریر ہے۔

ذکر **حضرت مولوی محمد قاسم** ۔وی حضرت حاجی خانۂ خدا وزائر روضۂ رسول اللہ اند واز رؤسائے شیوخ صدیقی قصبہ نانوتہ ہستند ۔عالم اند متقی وربانی وحقانی وواقف رموز اسرار شریعت وطریقت اند وقول وفعل وے بے ریا وبے تصنع است ۔الخ (انوار العارفین ۵۲۴)

یعنی ذکر حضرت مولوی محمد قاسم۔ حضرت خانۂ خدا کے حاجی اور روضۂ رسول اللہ کے زائر ہیں اور قصبہ نانوتہ کے شیوخ صدیقی کے رئیسوں میں سے ہیں وہ عالم ہیں، متقی ہیں، ربانی وحقانی، واقف اسرار شریعت وطریقت ہیں ان کا قول وفعل بے ریا وبے تصنع ہے۔

اسی ''انوار العارفین'' میں اسمٰعیل دہلوی کے تعلق سے تحریر ہے کہ

''مولوی محمد اسمٰعیل داد شجاعت دادہ شہید گشتند'' (انوار العارفین)

اور ''سید احمد رائے بریلوی'' کا ذکر اس طرح ہے۔

''ذکر سید احمد غازی'' ۔۔۔ پھر اسمٰعیل دہلوی کی کتاب ''صراط مستقیم کے حوالہ سے تقریباً دو ورق ''رائے بریلوی'' کے محاسن وکمالات سے پُر ہیں۔ لکھا ہے کہ

از بس کہ نفس عالیہ حضرت ایشاں بے کمال
مشابہت جناب رسالتمآب در بدو فطرت مخلوق
شدہ۔ بناءً علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش
علوم رسمیہ وراہ دانشمنداں کلام در تحریر و تقریر مصفیٰ
ماندہ بود۔۔۔۔ باید دانست کہ انوار سعادت بر
جبین ایشاں یعنی سید احمد صاحب ظاہر و باہر بود

(انوار العارفین ۵۹۳/۵۹۵)

مزید تفصیلات کیلئے "نصیبة الابرار فی ظل قطب المدار المعروف به جمال قطب المدار" (مصنفہ:۔ حضرت علامہ مولانا مفتی ابو الحماد محمد اسرافیل صاحب حبیبی) کا مطالعہ کیجئے۔ غرض کہ انوار العارفین میں ایسی غلط اور بیہودہ باتیں ہیں۔ مگر مفتی صاحب نے چونکہ اس پر اس قدر اعتماد کیا ہے کہ اہلسنت وجماعت کے بہت سے مصنفین ومؤلفین کی تکذیب کردی۔ حتی کہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی بھی۔ ۔۔۔۔ تو یہ کتاب بقول مفتی صاحب کے معتبر، مشہور و معروف ومستند ہے اسلئے سب سے پہلے اسی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں کہ سرکار دوعالم نبوت سے پہلے کیا تھے۔ تحریر ہے کہ ''در لطائف اشرفی از صاحب فتوحات مکی نقل میکند کہ حضرت رسالت پناہ ''پیش از نبوت'' در افراد بود وخضر علیہ السلام نیز در افراد است'' (انوار العارفین ۱۰۴)

Scanned with CamScanner

حضرت شیخ عبد الرحمٰن قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ ''لطائف اشرفی میں فتوحات مکی سے نقل کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''نبوت سے پہلے'' افراد میں تھے (یعنی مقام فردانیت میں) اور خضر علیہ السلام بھی افراد میں ہیں

(مرآۃ الاسرار ۹۴؁ اردو ترجمہ مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری)

حضرت علامہ حکیم فرید احمد عباسی مجددی نقشبندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

''لطائف اشرفی'' میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''زمانۂ نبوت سے پہلے'' قطب مدار کے مرتبہ پر تھے یہی مقام، مقام فردانیت ہوتا ہے۔ (مدار اعظم ۵۳)

حضور غوث العالم حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔ ''صاحب فتوحات می گویند کہ مفردون جماعتے اند۔ خارج از دائرۂ قطب وخضر علیہ السلام از یشاں است ورسول علیہ السلام ''پیش از بعث نبوت'' از یشاں بود (لطائف اشرفی ۱۱۹؁)

سیرت الاشرف (مؤلفہ امیر احمد علوی کاکوری ضلع لکھنو) میں ہے کہ

''مفردون قطب کی نظر سے خارج رہتے ہیں انکو امور عالم میں ایک دوسرے سے اصلاح کرنے کی یا غوث سے مشورہ کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ صاحب فتوحات لکھتے ہیں کہ خضر علیہ السلام اسی گروہ سے ہیں۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''بعثت سے پہلے'' اسی جماعت سے تھے۔ (سیرت الاشرف ۱۳۸؁)

جناب درویش سید قمر علی شاہ صاحب خلف جناب مولوی نیاز احمد صاحب بھوپالی اجمیری تحریر کرتے ہیں۔

''جماعت قطب الاقطاب کی افراد واوتاد وبدلاء ونجباء ونقباء کی ہے،

یہ قبل حضرت سے بھی تھے اور بعد حضرت کے بھی چلی آتی ہے۔ بلکہ جناب حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ''قبل نبوت کے'' سردار جماعت مفردون سے تھے پھر جب آپکو جناب باری سے پیغمبری ملی تو آپ پیغمبر ہوئے''

(مظہر باطن نبوت ص ۳۰/۱۳۱۰ھ)

شہزادہ داراشکوہ قادری تحریر کرتے ہیں۔

''صاحب فتوحات میگوید کہ مفردان جماعت اند کہ از دائرۂ قطب خارج اند وخضر علیہ السلام از ایشان است ورسول ما صلعم (ﷺ) ''پیش از بعثت'' از یشاں بودند'' (سفینۃ الاولیاء صفحہ ۵۷)

حضرت مولانا تراب علی قلندر قادری قدس سرہ رقم طراز ہیں۔

''حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت خود قطب الارشاد بودند وقطب الابدال دراں وقت اویس قرنی بود'' (اصول المقصود ص ۲۹۷)

حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت میں قطب الارشاد تھے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہٗ قطب الابدال'' (الدر المنظم ص ۴۱-۴۲)

یہ تو تھا جواب مفتی اختر رضا خان ازہری کے مطالبہ کا کہ ''مداریہ پر اس روایت کا ثبوت دینا بھی لازم ہے''..... ساتھ ہی مفتی ازہری کے سوال اور اس جواب سے یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ مفتی ازہری اگرچہ حقیقت معاملہ سے بے خبر ہوں مگر انھوں نے احتیاط اور سلیقہ سے قلم چلایا۔

گمراہ کون؟

کیا ہی اچھا ہوتا کہ مفتی شریف الحق امجدی بھی عدم واقفیت کی بناء پر اتنے ہی پر اکتفاء کرتے کہ ''اس روایت کا ثبوت دینا مداریہ کے ذمہ لازم ہے'' تو وہ

Scanned with CamScanner

گمراہی وضلالت کے اس قعرعمیق میں نہ گرتے جس میں اپنے دیگر اقوال کی طرح اس قول سے بھی جا گرے ---- مفتی شریف الحق امجدی کے ہی قول سے کہ "یہ بھی دروغ بے فروغ ہے" .... مذکورہ بالا تمام اکابر کے ساتھ ساتھ خود ان کے اپنے استاذ اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی اور مفتی صاحب کے معتبر، مشہور ومعروف، مستند مصنف حافظ محمد حسین مرادآبادی جھوٹے اور دروغ گو ثابت ہوتے ہیں --- قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کیا کوئی سنی صحیح العقیدہ اتنی بڑی جرأت وگستاخی کرسکتا ہے ؟ اگر نہیں تو مفتی امجدی کس قسم کے سنی ہیں یہ فیصلہ بھی خود آپ ہی فرمائیں ...

اور بات صرف اتنے تک ہی محدود نہیں بلکہ حدیث شریف (عبداللہ ابن مسعود کی روایت) سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ میں ایک قطب مدار ہوتا ہے "ولـــہ واحد و قلبه علیٰ قلب اسرافیل علیه السلام" اور ظاہری بات ہے کہ زمانہ قبل نبوت محمد یہ اس سے خالی نہیں ۔ بلکہ علمائے ربانیین کی تصریحات مذکورہ بالا اس پر شاہد عدل تو پھر مفتی امجدی کا قول کہ "یہ بھی جھوٹ دروغ بے فروغ ہے" بیہودہ الفاظ میں حدیث شریف ہی کی تکذیب ہے۔ کیا ایسا شخص بھی سنی ہوسکتا ہے؟

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات کے ساتھ ساتھ درج ذیل اقوال بھی ملاحظہ فرمالیں تا کہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اور کیسی کیسی مقدس ہستیاں اس فتویٰ کا شکار ہوئی ہیں

کیا یہ حضرات بھی جھوٹے اور منکرین حدیث ہیں؟

ا۔ حضور سیدنا محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

سِرِّیْ فِیْ ا لْعُلْیَا بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ --- فَکُنَّا بِسِرِّ اللّٰہِ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ

یعنی میرا بھید بلندیوں میں محمد ﷺ کے نور کے ساتھ تھا۔ پس ہم تھے اللہ کے بھید میں "نبوت سے پہلے"

(مظہر جمال مصطفائی صفحہ ۱۲۱ مولفہ سید نصیر الدین ہاشمی برکاتی)

نمبر۲۔ حضرت علامہ مولانا سعدالدین تفتازانی علیہ رحمة الله رحمة واسعة، فرماتے ہیں۔

"وقد يستدل اربا ب البصائر علیٰ نبوته ﷺ بوجهين احدهما ما تواتر من احوال "قبل النبوة وحال الدعوة و بعد تمامها .الخ.

(شرح العقائد النسفیہ ص ۱۰۰)

نمبر۳۔ حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی "واستغفر لذنبك" کے معنیٰ میں رقمطراز ہیں" اور مذہب اصح پر انبیاء کرام کے لئے یہ عصمت" قبل نبوت" اور بعد نبوت دونوں زمانے میں ثابت ہے۔

نمبر۴۔ جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ هـــذه العصمة ثابتة للا نبياء "قبل النبوت" و بعدها على الاصح

(شرح فقہ اکبر) (فتاویٰ فیض الرسول ج ۱، صفحہ ۱۴۷)

نمبر ۵۔ عارف باللہ حضرت علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سورۂ مؤمن کی آیۂ کریمہ "واستغفر لذنبك" کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں" والا فرسول الله ﷺ معصوم من الذنوب جميعاً صغائراً وكبائراً قبل النبوة وبعدها على التحقيق كجميع الانبياء ،الخ ورنہ رسول اللہ ﷺ تو صغیرہ وکبیرہ سب گناہوں سے قبل نبوت اور بعد نبوت سارے انبیاء کرام کی طرح معصوم ہیں تحقیق یہی ہے

(فتاویٰ فیض الرسول ص ۱۴۹)

نمبر۶:۔ حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی آیت کریمہ

Scanned with CamScanner

"واستغفر لذنبك" کی تفسیر یوں فرماتے ہیں "الطاعنون فی عصمة الانبیاء (علیهم السلام) یتمسکون بہٖ ونحن نحملهٗ علی التوبة عن ترک الاولیٰ والافضل او علیٰ ما کان قد صدر منهم "قبل النبوة" یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت میں طعن کرنے والے اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں اور ہم اسے محمول کرتے ہیں اولیٰ اور افضل کے چھوڑنے سے توبہ کرنے پر یا ان باتوں پر جو "قبل نبوت" انبیاء کرام سے صادر ہوئیں۔

(فتاویٰ فیض الرسول ص ١٤٧)

نمبر ٧:- صاحب تفسیر خازن علامہ علاء الدین علی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ـــ وقیل علی ما صدر منه "قبل النبوة" الخ یعنی اور کچھ لوگوں نے کہا جو گناہ کہ قبل نبوت صادر ہوا اس پر استغفار مراد ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول ١٥)

نمبر ٨:- حکیم الامت حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی احمد یار خان صاحب قبلہ نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "زندگی پاک کی ایک ایک حالت کریمہ، ولادت پاک، دودھ پینا، پرورش پانا "قبل نبوت" کے واقعات بعد نبوت اور اندرونی و بیرونی زندگی پاک الخ

(شان حبیب الرحمٰن ص ١٣)

نمبر ٩:- حضرت علامہ حافظ محمد ظہیر الدین قادری مدیر استقامت ڈائجسٹ کانپور تحریر کرتے ہیں "جمہور محدثین اس امر پر متفق ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ نے ایک لمحہ کے لئے بھی "قبل نبوت" وبعد نبوت کسی کبیرہ یا صغیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کیا"

(ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ تحفظ عقائد نمبر ص ٦٠٦)

نمبر ١٠:- حضرت مولانا یٰسین اختر صاحب مصباحی مدیر الحجاز، مہتمم دار القلم دہلی تحریر کرتے ہیں۔ "اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ ہمارے نبی ﷺ نے

ایک لمحہ کیلئے بھی "قبل نبوت وبعد نبوت" کسی صغیرہ و کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کیا

(استقامت ڈائجسٹ ص ٦٠٧)

نمبر ١١:- مولانا مبارک حسین صاحب ایم اے تحریر کرتے ہیں "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو رسول اللہ کے تربیت یافتہ تھے۔ اور "آغاز نبوت" سے آخر عمر تک کم از کم ٢٣ ربرس آپ کی خدمت میں رہے۔

(پیام سیرت ص ١٣٥ المجمع المصباحی مبارکپور)

نمبر ١٢:- مولانا مفتی شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی تحریر کرتے ہیں

"آپ قبل نبوت" وبعد نبوت کبائر و صغائر سے معصوم اور تمام قبائح بشری سے مبرا ہیں

(عقائد حقہ اہلسنت و جماعت ص ٧)

نمبر ١٣:- حضرت علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

"جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپکو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا" (ﷺ)

(سیرت رسول عربی ﷺ ص ٥٦)

نمبر ١٤:- قارئین کرام! اگر یہ کہا جائے کہ مفتی شریف الحق امجدی نے بچوں کو مکتب میں پڑھائی جانے والی کتاب شمع ہدایت حصہ اول بھی نہیں پڑھی تو غلط نہ ہوگا۔ اس کتاب کے مؤلف مولانا مولوی محمد حشمت علی قادری حنفی رضوی بریلوی تحریر کرتے ہیں۔

"چالیس برس کی عمر میں تیسری یا آٹھویں ربیع الاول کو پیر کے دن آپ کو نبوت ملی" (شمع ہدایت حصہ اول صفحہ ٤٥) "نبی ہونے کے تیرہویں برس ربیع الاول کے مہینہ میں پیر یا جمعرات کے دن مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تھی" (ایضاً ص ٤١) "نبوت کے بارہویں سال آپکو معراج ہوئی۔ (ایضاً ص ٤٦)

"قرآن عظیم نبوت ملنے کے بعد تیئیس سال تک تھوڑا تھوڑا حاجت کے موافق

Scanned with CamScanner

نازل ہوتا رہا (ایضاً)

سوال :-"نبوت ملنے سے پہلے" تمھارے نبی کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ جواب :- اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے (ایضاً ص ۴۷) نبوت ملنے کے بعد تیئیس سال تک زندہ رہے اور بارہ (۱۲) ربیع الاول ۱۰ ہجری میں وفات پائی
(شمع ہدایت ص ۴۷)

اب ہم قارئین کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش کرتے ہیں کہ مفتی صاحب کے فتوے سے مذکورہ بالا تمام عبارات جھوٹ، دروغ بے فروغ اور حدیث کا انکار ہیں یا نہیں؟ ــــ اور مذکورہ تمام حضرات جن میں وہ مقدس ترین ہستیاں بھی ہیں دنیائے سنیت جن کے حضور سر عقیدت خم کئے ہوئے ہے ـــ جھوٹے، دروغ گو اور منکرین حدیث قرار پاتے ہیں یا نہیں؟ ــــ پھر مفتی صاحب بغیر علم اور بلا تحقیق شرعی ایسا غلط فتویٰ جاری کر کے کیا ہوئے؟ ــــ کیا ایسا شخص بھی محقق عصر، فقیہہ النفس، نائب مفتی اعظم ہو سکتا ہے؟

منکر حدیث کون؟

اور بات صرف اتنی ہی نہیں بلکہ مفتی صاحب نے اپنے فتویٰ میں جس ترمذی شریف سے حدیث نقل کی ہے اسی ترمذی شریف میں ایک باب ۱۳ ہے جس کا عنوان ہے۔ "ماجاء فی بدء نبوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم" (وہ حدیثیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتداء کے بارہ میں آئیں)

اور امام ترمذی نے ایک حدیث اس طرح بھی روایت کی۔

(نمبر۱) عن عائشة انها قالت "اول	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
ماابتدئ به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من النبوة"	عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ
حین اراد اللہ کرامتهٔ ورحمة العباد به	جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی

ان لایریٰ شیئاً الا جاءت کفلق الصبح۔	اور انکے ذریعہ سے اپنے بندوں پر
الخ (قال الترمذی هذا حدیث حسن، صحیح، غریب)	رحمت کا ارادہ فرمایا، تو

اولاً جس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "نبوت کی ابتداء" ہوئی وہ یہ کہ آپ کوئی ایسا خواب نہ دیکھتے جس کی تعبیر صبح روشن کی طرح واضح نہ ہوتی۔ الخ

بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب اعظمی ایک مضمون بعنوان "ندائے یارسول اللہ کا تاریخی تسلسل" میں درج ذیل حدیث نقل کرتے ہیں۔

(نمبر۲) عن برة بنت ابی تجرات قالت	برہ بنت ابی تجرات کہتی ہیں کہ رسول اللہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اراد اللہ کرامة	کو انکے پروردگار نے جب نبوت سے
"وابتداء بالنبوة" کان اذا خرج لحاجته	سرفراز فرمانا چاہا اور نبوت کی ابتداء ہوئی
ابعد حتیٰ لا یریٰ بیتاً ویقفیٰ الشعاب و	تو آپ ضروریات کیلئے آبادی سے دور
بطون الاودیة فلا یمر بحجر ولا شجر	چلے جاتے۔ اور گھاٹیوں اور وادیوں سے
الا قالت السلام علیك یارسول اللہ و	گذرتے تو کسی درخت اور پتھر کے پاس
کان یلتفت من یمینه وشماله وخلفه	سے گذرتے تو وہ کہتا سلام ہو آپ پر
فلا یریٰ احد (مستدرك، حاکم ج ٤ ص ٧٠)	یارسول اللہ آپ آگے پیچھے، دائیں
	دیکھتے تو کسی کو نہ پاتے۔

(تحفظ عقائد نمبر ص ٦٥٦)

(۳) مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

عن جابر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه	روایت ہے حضرت جابر سے کہ حضرت
اتیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخة من التوراة	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیده	کی خدمت میں توریت کا نسخہ لائے
لو بدأ لکم موسیٰ فاتبعتموه وترکتمونی	تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم جیسے

Scanned with CamScanner

لضللتم عن سوآء السبیل ولو کان حیا وادرك نبوتی لا تبعنی (رواه الدارمی) — قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر حضرت موسیٰ آج ظاہر ہو جائیں اور تم انکی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو سیدھے راستہ سے بھٹک جاؤ گے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور "میری نبوت" پاتے تو میری پیروی کرتے

(۴) الملفوظ میں ہے۔

عرض۔ یہ حدیث ہے وکان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعهما الا اتباعی؟

ارشاد۔ یہ قادیانی ملعونوں کا حدیث پر افتراء اور زیادت ہے حدیث میں اتنا ہے "لو کان موسیٰ حیا وادرك نبوتی ما وسعه الا تباعی" "اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو انھیں کچھ گنجائش نہ ہوتی سوا میری اطاعت کے۔ (الملفوظ ج ۴ ص ۶۰-۶۱)

کیا مذکورہ بالا تمام احادیث سے یہ ظاہر نہیں ہے کہ حضور ﷺ پر عالم اجساد میں کوئی وقت ایسا بھی گذرا ہے کہ آپ منصب نبوت پر فائز نہ ہوں پھر آنکھ بند کر کے اس قول کو جھٹلانا کہ "حضرت خاتم النبین علیہ التحیۃ والتسلیم زمانۂ نبوت سے پہلے درجۂ قطب المدار پر تھے" یقیناً دانستہ یا نادانستہ ان احادیث کی تکذیب بھی ہے۔

قارئین کرام! اب فیصلہ فرمائیں کیا یہ احادیث بھی جھوٹ دروغ بے فروغ ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مفتی صاحب اپنے اس قول سے کیا ہوئے؟۔۔۔ یہ ہوتا ہے انجام بغیر علم فتویٰ دینے والے کا۔

قارئین محترم! چونکہ مفتی صاحب کی پیش کردہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ تخلیق آدم سے قبل بھی نبی تھے۔۔۔۔ اور مذکورہ بالا احادیث سے ظاہر کہ آنحضرت ﷺ پر عالم اجساد میں کوئی زمانہ ایسا بھی تھا کہ جب

آپ نبی نہ تھے۔۔۔ لہٰذا ممکن ہے کہ کسی کو یہ شبہ ہو رہا ہو کہ دونوں قسم کی حدیثوں میں تعارض واختلاف ہے۔۔۔ تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ایسا ہرگز نہیں! دونوں قسم کی احادیث میں کوئی اختلاف کوئی تعارض نہیں۔۔۔ کیونکہ اہل علم پر روشن ہے کہ ہمارے نبی ﷺ دونبوتوں کے جامع ہیں، ان میں سے ایک نبوت احمدی ہے جو عالم ارواح کی نبوت ہے۔۔۔ دوسری نبوت محمدی ہے جو ظاہری نبوت یعنی عالم اجساد کی نبوت ہے۔ لہٰذا جن حدیثوں سے یہ ثابت کہ ہمارے حضور ﷺ ہمیشہ سے نبی ہیں، عالم ارواح میں بھی کوئی ایسا وقت نہ تھا کہ جسمیں آپ نبی نہ ہوں۔ تو ان احادیث میں وہی باطنی نبوت یعنی نبوت احمدی مراد ہے۔ اور وہ اقوال واحادیث جن سے یہ ثابت کہ حضور اکرم ﷺ پر عالم اجساد میں کوئی وقت ایسا بھی تھا کہ جس میں آپ نبی نہ تھے تو ان سے یہی نبوت ظاہری یعنی نبوت محمدی مراد ہے۔۔۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں۔

"اور وہ نبوت جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے آنحضرت ﷺ کو حاصل تھی۔ اور اس مرتبہ کی نسبت خبر دی ہے اور فرمایا کہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین، میں نبی تھا جبکہ آدم ابھی پانی اور کیچڑ میں تھا۔ وہ باعتبار حقیقت احمدی کے تھی جس کا تعلق عالم امر سے ہے اور اس اعتبار سے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کلمۃ اللہ تھے اور عالم امر سے زیادہ مناسبت رکھتے تھے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی خوشخبری اسم احمد سے دی ہے اور فرمایا ہے "مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد" خوشخبری دینے والا ایک رسول کی جو میرے بعد آئیگا اور اسکا نام

Scanned with CamScanner

احمد ہے ــــــ اور وہ نبوت جو عنصری پیدائش سے تعلق رکھتی ہے وہ صرف حقیقت محمدی کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ دونوں حقیقتوں کے اعتبار سے ہے اور اس مرتبہ کی دعوت پہلے مرتبہ کی دعوت کی نسبت زیادہ اتم ہے ــــ کیونکہ اس مرتبہ میں آپ کی دعوت عالم امر سے مخصوص تھی اور آپ کی تربیت روحانیوں پر منحصر تھی۔۔۔ اور اس مرتبہ میں آپ کی دعوت خلق و امر دونوں کو شامل ہے اور آپ کی تربیت اجساد و ارواح پر مشتمل ہے''

(اردو ترجمہ مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ سوم مکتوب ۲۰۹)

مفتی مظفر احمد داتا گنجوی ''ذکر جمیل بزرگان سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ'' عنوان کے تحت تحریر کرتے ہیں۔

''سفر قبل نبوت ــــــــ ــــــــ

''قبل نبوت ظاہری'' حضرت خدیجہ سے آپکا نکاح ہوا ــــــ

''عطائے نبوت'':- ''جب آپ چالیس سال کے ہوئے آپکو خلوت محبوب ہوگئی آپ غار حراء میں تشریف لاتے اور کئی کئی روز رہتے ایک دفعہ اچانک ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ دوشنبہ کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام سورۂ اقراء کی شروع کی آیتیں لائے اور ''مشرف بہ نبوت ہوئے'' باطنی طور پر انبیاء علیہم السلام سے قبل نبوت عطا کی گئی''

(ماہنامہ سنی دنیا بریلی ستمبر ۱۹۹۰ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ ص ۲۵-۲۶)

مختار احمد اویسی تحریر کرتے ہیں (اور انکی تحریر پر نظر ثانی کی مولانا جمال احمد خان رضوی استاد دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف نے)

سوال:- حلف الفضول سے کیا مراد ہے؟

جواب:- ''قبل از نبوت محمدیہ'' مکہ معظمہ میں ایک انجمن قائم ہوئی جس

کے زیادہ اشخاص کے نام فضل تھے اس وجہ سے حلف الفضول کہا جاتا ہے''

(آئینہ تاریخ ص ۱۸۲)

ناظرین کرام! جہاں ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمارے حضور ﷺ ''اول النبیین'' ہیں، وہیں ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ ہمارے حضور ﷺ ''خاتم النبیین'' ہیں۔ ــــ اور مذکورہ اقوال کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ اول النبیین ہیں نبوت احمدی یعنی باطنی نبوت کے اعتبار سے ــــ اور خاتم النبیین ہیں ''نبوت محمدی'' کے اعتبار سے، اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسم شریف محمد ہی سے ختم نبوت کی بشارت دی ہے ارشاد ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ... اور عبارت معترضہ میں ''خاتم النبیین'' کی صراحت موجود ہے۔ چنانچہ اس طرح تحریر ہے۔

'' حضرت خاتم النبیین'' علیہ التحیۃ والتسلیم زمانۂ نبوت سے پہلے درجۂ قطب المدار پر تھے'' ــــ غرض عبارت مذکورہ بالکل واضح اور صریح ہے اسمیں کسی قسم کی تاویل کی بھی حاجت نہیں۔۔۔ اس صراحت کے باوجود عبارت مذکورہ پر یہ اعتراض کرنا کہ ''یہ بھی جھوٹ دروغ بے فروغ ہے''۔۔۔ حدیث کا انکار ہے ــــ یقیناً معترضین کے جہالت کی روشن دلیل ہے اور ان پر اس فتویٰ حرام سے توبہ ورجوع لازم۔

کیا مسلمانوں کو رذیل کہنا قرآن وحدیث کا انکار نہیں؟

مفتی صاحبان بتائیں کیا ہے ''فیصلۂ شرعیہ در بارۂ رضویہ'' کہ مفتی احمد رضا خان فاضل بریلوی نے تحریر کیا ہے۔

(۱) ''شیخ کسی خاص قوم کا نام نہیں ہندوستان میں مسلمانوں نے تین

Scanned with CamScanner

قومیں خاص شریف قرار دیں اور انھیں سید یا میر اور خان اور بیگ کے خطاب دیئے کہ ان سب لفظوں کے معنیٰ عربی وفارسی وترکی میں سردار ہیں باقی تمام شرفاء مثل اولاد امجاد خلفائے کرام و بنی عباس وانصار کو ایک لقب عام دیا شیخ، کہ یہ بھی بمعنیٰ بزرگ ہے۔ ان کے سوا جو قومیں رہ گئیں کہ دنیاوی عرف میں رذیل سمجھی جاتی ہیں۔ انھوں نے جب دیکھا کہ میر وخان و بیگ تو خاص خاص اقوام کے لقب ہیں ان میں گنجائش نہیں اور شیخ ایک عام لفظ ہے جس میں باقی سب داخل، تو اسی کو سمائی والا خطاب پا کر سب قوموں نے اپنی بھرتی اسی میں کر دی دُھنیا، جولاہا جس سے پوچھئے اپنے آپ کو شیخ بتائیگا''

(فتاویٰ رضویہ پنجم ص ۴۵۶)

(۲) "اقول یجب التقیید ایضاً بما اذا لم یکن من المتناهین فی الدنائة المعروفین بها کالحائك و الدباغ و الخصاف و الحلاق ونظرائهم فان المدار علی وجود العار" (ایضاص ۴۵۳)

جولاہے اور کھال پکانے والے اور موچی اور نائی اور انکے مثل ذلیل پیشہ ور جو اپنے ان ذلیل پیشوں میں معروف ہیں۔ یہ اگر عالم بھی ہوں تب بھی شرفاء کے کفو نہیں ہو سکتے کہ مدار وجود عار پر ہے۔ عالم ہونا اس عرفی دنائت (رذالت) کا نافع نہیں (ایضا حاشیہ)

(۳) ولا شك ان العلوية فی بلادنا لا تتعیر بالافاغنة والمغول المحلین بحلیة العلم والفضل فانهم فی انفسهم یعدون هنا من الشرفاء الانجاب فاذا انضاف الی ذالك فضل العلم جبر نقص نسبهم بالنسبة الی العلوی بخلاف الحاكة والحلاقین وامثالهم فان التعیر بهم لا یزول لعلمهم (ایضا ۴۵۶)

ہمارے بلاد میں سیدانیاں ایسے پٹھانوں اور مغلوں سے عار نہیں کرتیں جو

زیور علم وفضل سے آراستہ ہوں کہ پٹھان اور مغل یہاں اپنے آپ کو شرفاء انجاب سے شمار کرتے ہیں تو جب اس شرف نسب سے شرف علم مل جائیگا تو نسب علوی سے نسب میں جو کمی ہے اسے پورا کر دیگا بخلاف جولاہوں اور نائیوں وغیرہ کے کہ ان (جولاہوں نائیوں وغیرہ) کے علم کے سبب بھی ان کی عار زائل نہیں ہوتی (ایضا حاشیہ)

(۴) عرض - حضور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد ہے کہ "اصل سے خطا نہیں، کم اصل سے وفا نہیں"

ارشاد - حضور کا یہ ارشاد نہیں مگر یہ بات ضرور ہے کہ اصل طیب میں اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں اور رذیل اسکا عکس ہے اسی واسطے عہد ماضی میں سلاطین اسلام رذیلوں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں پڑھنے دیتے تھے۔ اب دیکھو نائیوں اور منیہاروں نے علم پڑھ کر کیا کیا فتنے پھیلا رکھے ہیں بعض منیہار تو سید اور ابن شیر خدا بن بیٹھے (الملفوظ ج ۲ ص ۱۰۶)

قارئین کرام! مذکورہ بالا اقوال ہیں مفتی احمد رضا خان فاضل بریلوی کے، جبکہ قرآن کریم کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين (عزت اللہ کیلئے ہے اور اس کے رسول کیلئے اور مؤمنین کیلئے)

(۲) ولقد كرمنا بنی آدم (ہم نے اولاد آدم کو عزت دی)

(۳) كنتم خير امة (مسلمانو! تم بہترین امت ہو)

(۴) ان اكرمكم عند الله اتقكم (بیشک تم میں وہ زیادہ عزت والا ہے جو تقویٰ میں زیادہ ہے)

Scanned with CamScanner

(۵) انما المؤمنين اخوة (بیشک مؤمنین بھائی ہیں)

اور رسول انور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) يا ايها الناس ان ربكم واحد وان اباكم واحد فلا فضل لعربيين علىٰ عجميين ولا بعجميين علىٰ عربيين ولا لاحمر على اسود ولا لاسود على احمر الا بالتقوىٰ (اے لوگو! بیشک تمھارا رب ایک ہے اور بیشک تمھارے باپ (آدم) ایک، تو نہیں کوئی فضیلت عربیوں کو عجمیوں پر اور نہ عجمیوں کو عربیوں پر نہ گورے کو کالے پر نہ کالے کو گورے پر تقویٰ کی فضیلت کے علاوہ)

(۲) عن ابى مالك الاشعرى رضى الله عنه ان النبى ﷺ قال اربع فى امتى من امر الجاهلية لا يتركونهن الفخر فى الاحساب والطعن فى الانساب والاستسقاء بالنجوم والنياحة (مسلم شريف)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا چار چیزیں میری امت میں جاہلیت کے امور سے ہیں جنھیں لوگ نہیں چھوڑیں گے (۱) حسبوں پر فخر کرنا اور (۲) نسبوں میں طعنہ زنی کرنا اور (۳) ستاروں سے بارش طلب کرنا اور (۴) نوحہ کرنا۔

(۳) عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنهٗ عن النبى ﷺ قال ان الله قد اذهب عنكم عبية الجاهلية وفخرها بالآباء انما هو مؤمن تقى او فاجر شقى الناس كلهم بنو آدم و آدم من تراب (ترمذى)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور باپ دادا پر فخر دور فرمادیا بیشک وہ مومن تقی ہو یا فاجر شقی سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں

اور آدم مٹی سے ہیں۔

صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب اشرفی مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ ——————— "قالوا انؤمن لك واتبعك الارذلون" (کفار) بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں حالانکہ کمینے لوگ تمھارے ساتھ ہیں کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"یہ بات انھوں نے (کفار نے) غرور سے کہی غرباء کے پاس بیٹھنا انھیں گوارانہ تھا اس میں وہ اپنی کسر شان سمجھتے تھے اسلئے ایمان جیسی نعمت سے محروم رہے--- کمینے سے مراد انکی غرباء اور پیشہ ور لوگ تھے ۔ اور انکو رذیل اور کمین کہنا یہ کفار کا متکبرانہ فعل تھا۔ ورنہ درحقیقت صنعت اور پیشہ حیثیت دین سے آدمی کو ذلیل نہیں کرتا۔ غنا اصل میں دینی غنا ہے اور نسب تقویٰ کا نسب۔

مسئلہ:- مؤمن کو رذیل کہنا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی محتاج و نادار ہو یا وہ کسی نسب کا ہو۔ (مدارک) (خزائن العرفان علی کنز الایمان پ۱۹)

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔ "مومن کو کمین کہنا، رذیل سمجھنا کفار کا کام ہے۔ کوئی مومن کمین نہیں۔ سب شریف ہیں اور کوئی کافر شریف نہیں (ایضا نور العرفان)

وما نريك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادى الراى (کفار نے کہا کہ) ہم نہیں دیکھتے کہ تمھاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے سرسری نظر سے--- کی تفسیر میں "صدر الافاضل مرادآبادی" تحریر فرماتے ہیں۔

"کمینوں سے مراد انکی وہ لوگ تھے جو انکی نظر میں خسیس پیشے رکھتے۔

Scanned with CamScanner

تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ان (کفار) کا یہ قول جہل خالص تھا۔ کیونکہ انسان کا مرتبہ دین کی اتباع اور رسول کی فرمانبرداری سے ہے ـــــ مال ومنصب اور پیشے کو اس میں دخل نہیں، دیندار، نیک سیرت پیشہ ور کو نظر حقارت سے دیکھنا اور حقیر جاننا "جاہلانہ فعل" ہے (خزائن العرفان پ۱۱ع۳)

حضرت علامہ مولانا الحاج عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی مجددی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ "افسوس کہ ہندوستان کے بعض جاہل مسلمان خصوصاً شرفاء کہلانے والے دست کاری اور ہاتھ کے ہنر کو عیب سمجھتے ہیں بلکہ ہاتھ کے ہنر سے پیشہ کرنے والوں کو حقیر وذلیل شمار کرکے ان پر طعنہ بازی کرتے رہتے ہیں اور پیشہ ور لوگوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں ـــــ خبردار خبردار کبھی ہرگز کسی دست کاری اور اپنے ہاتھ کے ہنر کو حقیر وذلیل مت سمجھو۔ـــــ اور اگر کوئی نادان اس کو حقیر سمجھے اور اس کا مذاق اڑائے تو ہرگز اس کی پرواہ مت کرو۔ (جنتی زیور صفحہ ۴۲۱/۴۲۲)

کس قدر شرم وندامت کی بات ہے کہ مفتی امجدی صاحب دوسرے کی تو آنکھ کی چمک کو بھی تنکا سمجھ کر انگلی اٹھاتے ہیں مگر اپنی آنکھ کا شہتیر بھی محسوس نہیں کرتے۔

عبارت نمبر ۷

"در القاب وآداب حضرت بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ علیہ خاتمِ ولایتِ کبریٰ، عیسیٰ زماں، حضرت مدارِ دوجہاں وغیرہ وغیرہ"
(میلادِ زندہ شاہ مدار صفحہ ۳۲/۱۷) فیصلہ ص ۱۵

نظریۂ ازہری:- مدارِ دوجہاں خاص بحضور علیہ السلام ہے۔ کسی اور پر اس کا اطلاق ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور عیسیٰ زماں کہنا بھی مدار علیہ الرحمہ کیلئے صورۃً ادعائے نبوت کا پہلو رکھتا ہے اس سے بھی احتراز لازم اور توبہ وتجدید ایمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نظریۂ امجدی:- مدارِ دوجہاں کہنے کا وہی حکم ہے جو مدار الدنیا والآخرہ اور مدار العٰلمین کہنے کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قارئینِ کرام! مدارِ دوجہاں پر اعتراض کا جواب ہم آخر میں تحریر کریں گے۔ فی الحال "عیسیٰ زماں" پر جو مفتی اختر رضا خاں ازہری کا اعتراض ہے اسکے سلسلہ میں ہم یہاں کچھ عرض کریں گے۔

عبارتِ معترضہ مذکورہ نمبر ۷ میں حضرت سید بدیع الدین احمد مدارِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لقب "عیسیٰ زماں" پر صرف مفتی اختر رضا خاں ازہری نے اعتراض کیا ہے جبکہ مفتی شریف الحق امجدی کا حال تو یہ ہے۔ جیسا کہ آپ نے گذشتہ اوراق میں دیکھا ہی ہوگا کہ مفتی اختر رضا خان سے بڑھ چڑھ کر اعتراضات کرتے رہے یہ الگ بات ہے کہ انھوں نے جتنا زیادہ کلام کیا ان کیلئے وہ کلام اتنا ہی زیادہ باعث ذلت ہوا۔ مگر جہاں بھی ان کی سمجھ کے مطابق انھیں کچھ گنجائش ملی تو کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا لیکن یہاں پر انھوں

Scanned with CamScanner

نے ”عیسیٰ زماں“ پر اعتراض نہ کر کے سکوت اختیار کیا ہے۔ ممکن ہے کہ آنجناب کو یہ معلوم ہو کہ اولیاء کرام کو اس قسم کے القاب سے یاد کرنا صحیح ودرست ہے۔ بہر حال ہم مفتی اختر رضا خان ازہری کی بات پر بات کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اس قسم کے القاب سے ملقب کو موسوم کی بعض صفات سے تشبیہ دینا مقصود ہوتا ہے نہ کہ تمام خصوصیات میں۔ اور اس کی مثالیں زبان وادب میں اور شریعت مطہرہ میں عام ہیں اگر مفتی صاحب کو نظر نہ آئیں تو یہ قصور ان کا اپنا ہے۔

آنکھیں مُندی ہوئی ہیں تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

مثال کے طور پر کہا جاتا ہے ”زید شیر ہے“ اور درس نظامی میں درجۂ اولیٰ کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ ”زید شیر ہے“ کا مطلب یہ نہیں کہ زید کے دم ہے، چار پیر ہیں، زید کے پنجوں کے ناخن بڑے بڑے اور سخت ہیں، زید خونخوار درندہ ہے، وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ ”زید شیر ہے“ کا مطلب یہ ہے کہ زید شیر کی طرح بہادر ہے یعنی زید شیر سے ایک صفت میں مشابہ ہے۔ اسی طرح اطباء کو ”مسیح الملک“ یا ”مسیح زماں“ جیسے القاب سے ملقب کیا جاتا ہے کیونکہ مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے اور بیماروں کو صحت یاب فرماتے تھے، اور آج تک کسی مفتی نے قائل پر طبیب کے لئے ادعائے نبوت کا الزام نہیں لگایا

جب جسمانی طبیب کو مسیح علیہ السلام کی ایک صفت یعنی بیماروں کو صحت یاب کرنے سے مناسبت ومشابہت کی بناء پر ”مسیح الملک یا مسیح زماں“ کہنا شرعاً ممنوع نہیں تو پھر اس ذات کو جو نہ صرف جسمانی طبیب ہے بلکہ روحانی طبیب بھی اور جو العلماء ورثة الانبیاء کا زریں نمونہ اور علماء امتی

کانبیاء بنی اسرائیل کا منہ بولتا شاہکار بن کر مُردوں کو بھی زندہ کر دے اس کو ”عیسیٰ زماں“ کہنا بھی صورۃً ادعائے نبوت کا پہلو نہیں رکھتا۔

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور الشیخ فی قومہٖ کالنبی فی امتہٖ میں حرف ”ك“ حرف تشبیہ شارحین حدیث کے نزدیک مسلم اور مجمع علیہ ہے اور ان حدیثوں کی روشنی میں انبیاء بنی اسرائیل مثلاً حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہم السلام وغیرہما کے معجزات وکمالات بشکل کرامت امت محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوئے اس بنیاد پر اولیاء کرام کو عیسیٰ زماں اور موسیٰ دوراں جیسے القاب سے یاد کرنا ان کے کمالات ولایت کا اعتراف واعلان ہے جو صرف جائز نہیں بلکہ مستحسن ہے اور اہلسنت وجماعت میں یہ طریقہ عام ہے۔

الفتح الربانی میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کا ارشاد منقول ہے۔

" واللّٰہ ثم واللّٰہ ان احوال الاولیاء کاحوال الانبیاء لکن لقبھم غیر القابھم الانبیاء والرسول الخ۔ ترجمہ:- اللہ کی قسم پھر اللہ کی قسم بیشک اولیاء کے احوال انبیاء علیہم السلام کے احوال کی طرح ہیں لیکن ان کے القاب انبیاء اور رسول کے علاوہ ہیں۔ الخ

(نقل از فوز المرام فی طبقات الاولیاء الکرام ص ۴۰)

حضرت مولانا شاہ محمد علم الیقین صاحب خلف حضرت قطب ربانی شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اس طرح ملقب کرتے ہیں۔

”منقول ہے کہ ایک روز وہ ”لقمان زماں اور عیسیٰ دوراں“ گوشۂ مکان میں مشغول بانتساخ تھے الخ“ (سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار ص ۴۳)

Scanned with CamScanner

از ہری فتویٰ کے مطابق ...... ''عیسیٰ دوراں کہنا بھی ''غوث علیہ الرحمۃ'' کے لئے صورۃً ادعائے نبوت کا پہلو رکھتا ہے۔ اس سے بھی احتراز لازم اور توبہ وتجدید ایمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ناظرین کرام پر مخفی نہ رہے یوں تو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے مگر صحیح قول کے مطابق آپ نبی ہیں۔ چنانچہ حاشیہ بحر المعانی شریف ص ۵۵ حضرت علامہ ابن کی شرح بخاری مفتی شریف الحق امجدی کی نزہۃ القاری شرح بخاری میں یہی منقول ہے۔

نیز مفتی احمد رضا خان فاضل بریلوی سے دریافت کیا گیا کہ

''حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں؟ ...... تو انھوں نے جواب دیا کہ جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں زندہ ہیں الخ''

(الملفوظ جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۵)

الغرض صحیح یہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور آپ کا یہ وصف ہے کہ آپ پر علم لدنی منکشف ہے۔ اسرار سے واقف ہیں۔ ایک ہی نظر میں ناقص کو کامل بنا دیتے ہیں۔ اس صفت کا موصوف ہر زمانہ میں ایک ولی ہوتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی طرح اس پر علم لدنی منکشف ہوتا ہے اور وہ اسرار سے واقف ہوتا ہے۔ ایک نظر میں ناقص کو کامل بنا دیتا ہے۔ اس کا اپنا ذاتی نام کچھ بھی ہو لیکن ان اوصاف کا مظہر ہونے کی وجہ سے طریقت میں اس کا نام'' خضر وقت '' یا خضر زماں، یا خضر دوراں ہوتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تذکرۂ غوثیہ۔ (ملفوظات حضرت غوث علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ) اور شمع تصوف وغیرہ کتب تصوف۔

ناظرین کرام! گروہ رضویہ کے نزدیک ایک کتاب سبع سنابل

ہے جو ان کے گمان میں مقبول بارگاہ رسالت ہے۔ اور جو کہ لغویات وخرافات اور کفریات سے بھری ہوئی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) آپ گزشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ اس کتاب کو حضرت غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی میاں قبلہ نے الحاقی کتاب تحریر فرمایا ہے۔ اسی کتاب سبع سنابل میں حضرت خضر علیہ السلام کیلئے اس طرح تحریر ہے۔

مردے بود از سلطان المشائخ منکر واز راہ وروش ایشاں متنفر واعتقاد با درویشے دیگر داشت روزے ازاں درویش پرسید کہ مرا آرزوئے ملاقات ''خضر پیغامبر علیہ السلام'' بسیار است اگر بعنایت شما ملاقات میسر شود غایت بندہ نوازی وسرفرازی باشد آں درویش گفت روزے کہ در خانقاہ سلطان المشائخ سرود وسماع در می دہند آں روز خضر علیہ السلام آنجا حاضر می شود ونگاہ بانی نعلین وکفشہائے مردم می کند۔

ترجمہ:۔ ایک شخص سلطان المشائخ کے احوال کا منکر آپ کی راہ وروش سے متنفر اور ایک دوسرے درویش کا معتقد تھا، ایک روز اس درویش سے کہنے لگا کہ میری یہ آرزو ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کروں اگر سرکار کے کرم سے ملاقات ہو جائے تو انتہائی بندہ نوازی وسرفرازی ہو۔ درویش نے جواب دیا کہ جس روز حضرت سلطان المشائخ کے یہاں مجلس سرود وسماع ہوتی ہے اس روز حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کے جوتوں کی نگہبانی فرماتے ہیں۔

اس عبارت پر یہ اعتراض کیا گیا کہ اس حکایت میں حضرت خضر علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے کہ انھیں حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رضی اللہ کا خدمت گار اور وہ بھی ایسا کہ ان کی مجلس سماع کے حاضرین

Scanned with CamScanner

کی نعلین و کفشہا (جوتا چپل) کا نگہبان بتایا۔۔۔ اس اعتراض کے جواب میں مفتی احمد رضا خان فاضل بریلوی نے تحریر کیا کہ

''اولیاء کرام قدست اسرار ہم کو اس میں اختلاف ہے کہ یہ حضرت خضر جو اکثر اکابر سے ملاقی ہوتے ہیں آیا وہ ''خضر موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام'' ہیں جن کی نبوت میں اختلاف ہے اور صحابیت میں شبہہ نہیں ؟... یا... '' ہر دورے میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے۔ یعنی مناصب ولایت سے ایک عہدے کا نام خضر ہے کہ جو اس عہدے پر قائم ہوگا اسی نام سے پکارا جائیگا۔ جیسے غوث کا نام عبداللہ و عبدالجامع..... یونہی جو عہدۂ نقابت پر ہو اسے خضر کہا جائیگا اس کا اپنا نام کچھ ہو۔۔۔ حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کی تائید کی ''اصابہ فی تمیز الصحابہ'' میں فرماتے ہیں۔

"قول بعضهم ان لكل زمان "خضر" وانهٔ نقيب الاولياء وكلما مات نقيب اُقيم نقيب بعدهٔ مكانهٔ ويسمىٰ "الخضر" وهذا قول تداولهٔ جماعة من الصوفية من غير نكير بينهم بان الذى ينقل عنه انهٔ الخضر هو صاحب موسىٰ عليهم الصلاة والسلام بل هو خضر ذالك الزمان" الخ۔۔۔

اس ولی مسمیٰ "بخضر" کا جمیع اولیاء در کنار اپنے دورے کے اولیاء سے بھی افضل ہونا ضرور نہیں بلکہ افضل نہ ہونا ضرور ہے۔ غوث بالیقین اس سے افضل ہوتا ہے کہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے۔۔۔ تو کیا ضرور ہے کہ عہد کرامت مہد حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ''خضر'' حضور سے افضل ہو بلکہ ممکن ہے کہ حضور کا خادم ہو۔۔۔ اور خادم کہ اپنے مخدوم کے مہمانوں کی خدمت کرے وہ در حقیقت مخدوم ہی کی خدمت ہے۔ اور اس سے خادم کی کوئی اہانت نہیں ہوتی۔ کہ ممکن ہے کہ اس دور کا خضر خود

حضرت سلطانی کا مرید ہو اور مرید تو کوچۂ شیخ کے کتوں کی بھی تعظیم کرتا ہے۔ اور اس کی اہانت نہیں''۔

(ملخصاً از ''مہر درخشاں'' مرتبہ مفتی مظفر احمد داتا گنجوی)

فاضل بریلوی کی اس تاویل نے (تاویل نہیں تحویل نے) ''سمع سنا بل'' کی مذکورہ معترضہ عبارت کے مصنف کو۔۔ بیری سے چھڑانے کی کوشش میں ببول میں لٹکا دیا ہے۔ اسلئے کہ مصنف نے کسی اور خضر کا ''نگہبانی نعلین و کفشہائے مردم'' کرنا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ خضر پیغامبر علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ فاضل بریلوی کی بات اگر تسلیم کر لی جائے کہ ''نگہبانی نعلین و کفشہائے مردم'' کرنے والا ''خضر موسیٰ نہیں بلکہ ''خضر'' نامی اپنے دورے کا ولی ہے جو حضور سلطان الاولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہٗ کا خادم یا مرید ہے تو پھر کسی ولی مسمیٰ ''بخضر'' کو ''خضر پیغامبر علیہ السلام'' کہنا بھی کفر ہے بہر حال مجھے فی الوقت یہ بحث کرنا نہیں کہ ''خضر پیغامبر علیہ السلام'' کی تاویل خضر دورہ (جو ہر زمانہ میں ایک ولی ہوتا ہے) سے کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں؟

مجھے تو یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ فاضل بریلوی کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ خضر علیہ السلام نبی ہیں۔ اس کے باوجود ہر ایک زمانہ میں عہدۂ نقابت پر فائز ولی کو وہ خضر دورہ کہتے ہیں لہٰذا۔۔۔ ازہری فتویٰ کے مطابق کسی ولی کو ''خضر دورہ'' کہنا بھی ولی علیہ الرحمۃ کے لئے صورۃً ادعائے نبوت کا پہلو رکھتا ہے اس سے بھی احتراز لازم اور توبہ و تجدید ایمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور اگر یہ جانتے ہوئے بھی کہ صحیح یہی ہے کہ خضر علیہ السلام نبی ہیں کسی ایسے ولی کو خضر دورہ کہنا صحیح و درست ہے۔ جس کا جمیع اولیاء در کنار اپنے دورے کے اولیاء سے بھی افضل ہونا ضرور نہیں بلکہ افضل نہ ہونا ضرور ہے اور

Scanned with CamScanner

سلطان الاولیاء جس سے بالیقین افضل ہے جو سلطان اولیاء کا خادم یا مرید ہو۔ تو پھر سلطان الاولیاء قطب حقیقی حضور سید احمد مدار العٰلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''عیسیٰ زماں'' کہنا بدرجۂ اولیٰ صحیح و درست ہے لٰہذا مفتی ازہری اور مؤدین پر لازم کہ اپنے اس فتوۂ حرام سے بھی توبہ کریں۔ کیونکہ ان کا یہ فتویٰ بھی قائل کے لئے صورۃً ادعائے کفر کا پہلو رکھتا ہے اس سے بھی احتراز لازم اور توبہ وتجدید ایمان۔

واللہ تعالیٰ اعلم

عبارت نمبر ۸

(الف) ''زین اللہ''

نظریۂ امجدی:- زین اللہ کے دو معنیٰ ہیں ایک یہ کہ زین مصدر کی اضافت فاعل کی جانب مانی جائے یہ حق ہے دوسرے یہ کہ زین مصدر کی اضافت مفعول بہ کی جانب مانی جائے یہ کفر صریح ہے۔ ایسا کلمہ جس کے بعض معنیٰ صحیح ہوں بعض فاسد ذات باری تعالیٰ کے لئے استعمال کرنا حرام ہے۔ ارشاد ہے لاتقولوا راعنا (فیصلہ شرعیہ)

قارئین کرام! ''زین اللہ'' کے وہی معنیٰ ہیں جو مفتی صاحب نے پہلے ذکر کئے یعنی ''زین'' مصدر بمعنیٰ مفعول (مزین) فاعل ''اللہ'' کی طرف مضاف ہے معنیٰ ہوا اللہ کا زینت دیا ہوا جیسے خلق اللہ میں خلق مصدر بمعنیٰ مخلوق۔

دوسرا معنیٰ جو مفتی صاحب نے تحریر کیا کہ ''دوسرے یہ کہ زین مصدر کی اضافت مفعول بہ کی جانب مانی جائے یہ کفر صریح ہے''۔

میں پوچھتا ہوں کہ یہ کس نے مانا؟ اور وہ کیوں مانا جائے جو کفر صریح ہو کیا کوئی مسلمان کفری معنیٰ مراد لے کر ایسے الفاظ بولے گا۔ رہا یہ اعتراض کہ ایسا کلمہ جس کے بعض معنیٰ صحیح ہوں بعض فاسد ذات باری تعالیٰ کے لئے استعمال کرنا حرام۔ ارشاد ہے ''لاتقولوا راعنا'' تو اس اعتراض کا جواب ہم آگے لکھیں گے۔

(ب) ''مجمع اللہ''

نظریۂ ازہری:- ''مجمع اللہ'' مہمل یا معنیٰ کفری کا محتمل اور بہر تقدیر ممنوع۔

نظریۂ امجدی:- ''مجمع اللہ'' کا اطلاق مہمل ہے اور اگر اس کو مجمع اللہ کہیں تو کفر

Scanned with CamScanner

اقول:-یہ فتویٰ ہی مہمل ہے حدیث قدسی شریف ہے۔

لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن یعنی میری وسعت نہیں رکھتے نہ میری زمین نہ میرا آسمان بلکہ میری وسعت وگنجائش میرے بندۂ مومن کا دل رکھتا ہے۔

(احیاء العلوم، طبرانی، دیلمی، در مسند الفردوس، بروایت انس رضی اللہ عنہ وامام احمد از وہب ابن منبہ بالفاظ مختلفہ)

اس حدیث اور قلب المومن عرش اللہ جیسی حدیث واقوال کا جو مفہوم ہے وہی مجمع اللہ کا معنیٰ بھی ہے۔یعنی اللہ کی تجلیات کے جمع ہونے کی جگہ،اللہ کے ظہور فرمانے کی جگہ۔ بریلی کے مفتیٔ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان جن کا نام آل رحمٰن ہے وہ کہتے ہیں

''تیرا ذکر لب پر خدا دل کے اندر ☆ یونہی زندگانی گذارا کروں میں''

اسے مفتی ازہری وامجدی کا تجاہل عارفانہ کہا جائے؟ یا تجاہل جاہلانہ؟ کہ مجمع اللہ تو مہمل یا معنیٰ کفری کا محتمل ہے مگر ''خدا دل کے اندر'' نہ مہمل ہے نہ معنیٰ کفری کا محتمل۔

ناظرینِ کرام!اگر مفتی ازہری وامجدی اور انکے موئدین ومصدقین اپنے زعم میں حق کے پاسدار تھے اور ان کے اندر شرم وغیرت تھی تو مجمع اللہ پر اعتراض کرنے سے پہلے ''تیرا ذکر لب پر خدا دل کے اندر'' پر اعتراض کرتے اور اس شعر اور شاعر سے اپنی برأت وبیزاری کا اعلان کرتے۔

(ج) ''صفت اللہ''

نظریۂ ازہری:-______سکوت محض

نظریۂ امجدی:-کسی مخلوق کو ''صفت اللہ'' کہنا کفر ہے۔ اللہ عزوجل کی

صفت قدیم، واجب، غیر متناہی، غیر مخلوق، غیر مملوک۔

ناظرین کرام! مفتی امجدی کا یہ اعتراض مدار پاک کو صفت اللہ کہنے پر ہے لیکن مخفی نہ رہے کہ کتاب ''مآثر الکرام'' (مصنفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی) ان لوگوں کے نزدیک اتنی معتبر کتاب ہے کہ اس میں مذکور ایک خواب کی بنیاد پر لغویات وکفریات پر مشتمل کتاب سبع سنابل کو بارگاہ رسول میں مقبول مانتے ہیں۔ظاہری بات ہے کہ سبع سنابل کو بارگاہ رسول میں مقبول ماننا مآثر الکلام پر ایمان رکھنے ہی کے وجہ سے ہے انکی اسی ایمانی کتاب مآثر الکرام میں ایک بزرگ کے حالات لکھے ہیں جن کا نام صفت اللہ ہے۔چنانچہ کتاب مذکور میں ان کا ذکر اس طرح ہے۔

حاجی صفت اللہ خیر آبادی:-از احفاد امجاد شیخ الہدیہ خیر آباد از اجلہ مشائخ وسنادید فضلاء است۔____بقول مفتی صاحب کے ''کسی مخلوق کو صفت اللہ کہنا کفر ہے'' تو یہ کفر مفتی صاحب اور ان کے تمام ہم خیال لوگوں کی معتمد کتاب میں ہے یا نہیں؟___اگر ہاں تو مآثر الکرام پر اعتبار ویقین کرنے سے کب توبہ وتجدید ایمان ونکاح وبیعت کریں گے؟

مفتی صاحب کے اس فتوے کی زد میں مفتی امجدی اینڈ پارٹی تو ہے ہی، ساتھ ہی ساتھ حضرت حاجی صفت اللہ خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے والد شیخ الہ دیا خیر آبادی ومتعلقین وغیرہ بھی ہیں۔دیکھنا یہ ہے کہ مفتی امجدی اور موئدین توبہ، تجدید ایمان ونکاح وبیعت کرتے ہیں؟ یا ایمان در بغل ہوجاتے ہیں

(د) ''ظہر اللہ''

نظریۂ ازہری:-کلمات مندرجہ میں ''ظہر اللہ'' سخت معنیٰ کفری میں صریح

Scanned with CamScanner

ہے کہ ''ظہر'' بمعنیٰ پشت متبادر ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ۔ (فیصلہ ص ۱۹)

نظریۂ امجدی:- ''ظہر اللہ'' کے دو معنیٰ ہیں ''ظہر'' بمعنیٰ پشت (پیٹھ) یہ کفر ہے دوسرے ''ظہر'' ظَہَرَ یظْہَرُ کا مصدر یہ معنیٰ درست۔ مگر جب یہ کلمہ بھی دو معنیٰ پر مشتمل ایک صحیح اور ایک فاسد تو اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر حرام قطعی۔ (فیصلۂ شرعیہ ص ۲۵)

ناظرین کرام! مفتی ازہری کے نزدیک جو ظہر اللہ سخت معنیٰ کفری میں صریح ہے۔ مفتی امجدی نے اسے اپنے علم اور حوصلہ کے بقدر ''کفر کی پستی سے نکال کر حرام قطعی کے درجہ میں رکھ دیا'' کیونکہ سلسلۂ عالیہ مداریہ سے جو انھیں بغض وتعصب تھا اس کے اندھیرے میں وہ اتنا ہی کر سکتے تھے۔

ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ان لوگوں کی نظر میں اتنا تو ہے کہ ظہر بمعنیٰ پشت (پیٹھ) اور ظہر اللہ کو اس لئے حرام وکفر قرار دے رہے ہیں کہ ظہر اللہ کا معنیٰ ہوگا ''اللہ کی پیٹھ'' اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ـــــ مگر ان کا شعور یہ کام نہیں دے رہا ہے کہ ایک اضافت ''اضافت تشریفی'' بھی ہوتی ہے جیسے بیت اللہ، روح اللہ ـــــ اگر مفتی صاحب کی نظر سے دیکھا جائے تو بیت اللہ بھی سخت معنیٰ کفری میں صریح ہے کہ ''بیت'' بمعنیٰ گھر متبادر ہے اور اللہ تعالیٰ گھر مکان سے منزہ ـــ لیکن ''بیت اللہ'' اور ''روح اللہ'' کو حرام وکفر کوئی قرار نہیں دیتا کیونکہ وہاں نسبت تشریفی مراد لی جاتی ہے یعنی اللہ کا مخلوق گھر، اللہ کا مملوک گھر، اللہ کی مخلوق روح، ظاہری بات ہے کہ جب روح اللہ اور بیت اللہ کا معنیٰ اللہ کی مخلوق روح، اللہ کا مملوک گھر ہو سکتا ہے تو ظہر اللہ کا معنیٰ اللہ کی مخلوق پیٹھ، اللہ کی

مملوک پیٹھ کیوں نہیں ہو سکتا؟ یہ تو مفتی صاحبان کی بات پر بات تھی ورنہ شاعر نے اپنے شعر میں ''ظہر'' بمعنیٰ پشت استعمال نہیں کیا بلکہ ظہر بمعنیٰ ''مدد'' استعمال کیا ہے۔ مفتی صاحبان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ظہر بمعنیٰ مفعول، مدد کیا ہوا۔ ظہر اللہ کا معنیٰ ہوا اللہ کی مدد کئے ہوئے۔ یہی معنیٰ شعر سے ظاہر ہے۔

کیجئے اعانت ظہر اللہ بہر خدا مظہر اللہ ☆ اے عقدہ کشا نوریز اللہ لا الہ الا اللہ

یعنی اے وہ جس کی مدد اللہ نے کی مدد کیجئے۔

مفتی صاحبان کے مطابق ظہر اللہ تو کفر یا حرام قطعی ہے مگر ''ید اللہ فوق ایدیھم'' میں وہ ید اللہ کو کیا سمجھتے ہیں۔ اپنی فکر کے مطابق ید اللہ کا ظاہری معنیٰ مراد لے کر کفر کا اعتقاد کرتے ہیں یا مفسرین کرام کے مطابق ید اللہ کا معنیٰ اللہ کی نصرت، اللہ کی تائید مراد لیتے ہیں؟ اگر ''ید اللہ'' سے مراد اللہ کی نصرت ہے تو ''ظہر اللہ'' سے مراد بھی اللہ کی نصرت کئے ہوئے ہے کہ ظہر کا ایک معنیٰ لغوی بھی یہی ہے۔ اور شعر سے بھی یہی معنیٰ مفہوم لہٰذا جب قائل کے کلام سے بھی ''ظہر بمعنیٰ پیٹھ ظاہر نہیں اور لغت میں بھی اس کے اور معانی موجود ہیں تو ایک غیر شرعی معنیٰ پر حکم لگانا کسی عالم دین کا کام نہیں بلکہ قوم مسلم میں فتنہ وفساد پھیلانے والوں کی حرکت ہے۔

ناظرین محترم! آپ پڑھ چکے ہیں کہ مفتی شریف الحق امجدی نے ''زین اللہ'' کے تحت تحریر کیا ہے کہ ـــــ ''ایسا کلمہ جس کے بعض معنیٰ صحیح ہوں بعض فاسد ذات باری تعالیٰ کے لئے استعمال کرنا حرام، ارشاد ہے لا تقولوا راعنا'' ظہر اللہ کے تحت بھی انھوں نے یہی بات تحریر کی کہ ـــــ مگر جب یہ کلمہ بھی دو معنیٰ پر مشتمل ایک صحیح ایک فاسد تو اس کا اطلاق باری تعالیٰ پر حرام قطعی۔ (فیصلۂ شرعیہ ص ۲۵)

Scanned with CamScanner

مخفی نہ رہے کہ مفتی صاحب کا یہ فتویٰ "مداریوں" کیلئے ہے خود ان کے اپنے لئے نہیں نہ ان کی اپنی جماعت والوں کیلئے.... مفتی صاحب فتویٰ نویسی میں کتنے بڑے حق کے حامی اور دیانت دار ہیں اس بات کا اندازہ انھیں کے فتوے سے لگائیے۔

ان سے سوال کیا گیا کہ "آل خدا" اور "آل اللہ" ناموں میں کسی قسم کی شرعی کوئی قباحت ہے کہ نہیں؟ مفتی شیر محمد رضوی دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور نے تو یہ جواب لکھا کہ آل خدا وغیرہ نام رکھنا جائز نہیں کیونکہ آل کے مختلف معانی ہیں، ذات، نفس اولاد، اولاد بنت، اہل خانہ، متبعین، وغیرہا۔ آل ای اھلہ' آل بمعنیٰ بیوی بچے ذات باری تعالیٰ ان سے پاک ہے۔ لہٰذا ایسا لفظ جو ذو معنیٰ ہو ذات باری تعالیٰ کی پاکی وتقدس کے منافی ہو اس کا ذات باری تعالیٰ پر اطلاق کیا جانا درست نہیں۔

منظر اسلام بریلی کے مفتی عزیز احمد سنبھلی لکھتے ہیں۔

ایسا نام رکھنا جائز ہے کہ اس کا معنیٰ ہے اللہ والا، خدا والا، مگر یہ عام فہم نہیں عوام نہ معلوم اس سے کیا کیا سمجھنے لگیں گے لہٰذا احتراز چاہئے۔

واللہ الهادی وهو تعالیٰ اعلم

مبارک پور کے مفتی معراج القادری اور مفتی شریف الحق امجدی لکھتے ہیں۔

ان اسماء کے ساتھ نام رکھنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں کیونکہ آل کے معنیٰ مطیع وفرمانبردار کے آتے ہیں مگر چونکہ عوام اسے معیوب سمجھتے ہیں اور ان کا متبادر ذہنی معنیٰ اہل وعیال کی طرف ہوتا ہے اس لئے یہ نام رکھنا مناسب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دیکھا آپ نے کہ جو بات "مداریوں" کے لئے "حرام قطعی" ہے۔

وہ مفتی شیر محمد رضوی کے مطابق دوسروں کے لئے ناجائز اور مفتی عزیز رضوی کے نزدیک جائز ہے مگر عام فہم نہیں لہٰذا احتراز چاہئے۔

مفتی امجدی کے نزدیک اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ مگر عوام چونکہ اسے معیوب سمجھتے ہیں اس لئے مناسب نہیں اور یہ فتویٰ بھی "آل خدا" اور "آل اللہ" ناموں پر ہے "آل رحمٰن" پر نہیں ــــ اگر مستفتی یہ دریافت کر لیتا کہ بریلی کے مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کا نام "آل رحمٰن" ہے اس نام میں کسی قسم کی کوئی قباحت ہے یا نہیں؟ تو اگرچہ آل کے معنیٰ اہل وعیال یعنی بیوی بچے بھی ہیں اور ذات باری تعالیٰ ان سے پاک ہے اور مفتی صاحب کے مطابق یہ ایسا کلمہ ہے جس کے بعض معنیٰ صحیح ہیں اور بعض فاسد لیکن مفتی امجدی نے جس طرح مداریوں کے لئے حرام قطعی کا حکم لگا دیا یا آل خدا اور آل اللہ ناموں میں اس کا درجہ گھٹا کر صرف "نامناسب" ہی لکھ دیا آل رحمٰن نام پر ان کا حکم یہ نہیں ہوتا بلکہ آل رحمٰن کی صحت ودرستگی ثابت کرنے کے لئے ان کے قلم کی روشنائی گنگ وجمن کی طرح بہہ نکلتی اور وہ حرام قطعی نہیں اور نامناسب بھی نہیں بلکہ بہت مناسب اور صحیح نہیں بلکہ اصح ثابت کر کے ہی دم لیتے۔

مفتی امجدی اگر حق کے پاسدار، دیانتدار ہوتے تو یہ لکھنے سے پہلے کہ "ایسا کلمہ جس کے بعض معنیٰ صحیح ہوں بعض فاسد ذات باری تعالیٰ کے لئے استعمال کرنا حرام" اپنا نام بھی بدل لیتے اور توبہ کرتے کہ "شریف الحق" میں شریف فعیل کے وزن پر صفت کا صیغہ ہے جو اسم فاعل یا اسم مفعول کے معنیٰ میں ہوتا ہے پس اگر اس کو فاعل کے معنیٰ میں لیا جائے تو اس کا ایک معنیٰ "اللہ کو شرف دینے والا" بھی ہوا ــــ اور مفتی صاحب کے فتوے کے

Scanned with CamScanner

مطابق یہ نام حرام قطعی۔

اسی طرح مفتی صاحب کے پیرو مرشد مفتی مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کا نام ''آل رحمٰن'' ہے اس کے بھی بعض معنیٰ صحیح بعض فاسد لہٰذا مفتی صاحب کے اس فتویٰ کی روشنی میں یہ نام بھی حرام قطعی مفتی صاحب کو اس سے بھی توبہ کرنا چاہئے تھا اور ان کی بیعت توڑ کے کسی اور سے مرید ہونا چاہئے تھا۔

''فیصلۂ شرعیہ دربار مداریہ'' کے مصدقین میں مفتی عزیز الرحمٰن بھی ہیں رضوی دارالافتاء شاہ عالم احمد آباد گجرات ـــــ مولوی عزیز الرحمٰن الجامعۃ القادریہ رچھا بریلی ـــــ مولوی عزیز الرحمٰن اندلسی بھی ہیں۔ ان تینوں لوگوں کو بھی یہی چاہئے تھا کہ فیصلۂ شرعیہ پر تصدیق کرنے سے پہلے اپنے ناموں سے توبہ ورجوع کرتے۔ کیونکہ عزیز اللہ و عزیز الرحمٰن میں لفظ عزیز فعیل کے وزن پر فاعل کے معنیٰ میں ہے یا مفعول کے اگر فاعل کے معنیٰ میں لیا جائے تو اس کا ایک معنیٰ اللہ کو عزت دینے والا ہوگا۔ لہٰذا مفتی امجدی کے فتویٰ کی روشنی میں یہ نام بھی حرام قطعی اور مفتی ازہری کے قول کے مطابق سخت معنیٰ کفری میں صریح۔

(۵) مخزن حق ''بدیع اللہ'' ''نور محمد ظہر اللہ'' آئینۂ دل مظہر اللہ لا الہ الا اللہ

نظریۂ ازہری:- ''لا الہ الا اللہ'' کے متصل بلافصل یہ جو ''مخزن حق بدیع اللہ'' کہا ممنوع ہے کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ حق اتصال محمد رسول اللہ کو ہے تو یہ حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے کوئی دوسرا اس میں مزاحم نہیں ہوسکتا۔

(فیصلہ ص ۱۹)

ناظرین کرام! دیکھتے ہیں آپ کہ مفتی اختر رضا خان ازہری کس قدر حواس باختہ ہیں؟ مذکورہ بالا عبارت نمبر ۸ میں حضور سید بدیع الدین احمد مدار العلمین رضی اللہ عنہ کی منقبت کے اشعار ہیں اور ان کی ''ردیف'' ہے لا الہ الا اللہ ـــــ شعر و سخن سے دلچسپی رکھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہر شعر اپنی ردیف پر مکمل ہو جاتا ہے۔ یا اگر غیر مردف ہے تو قافیہ پر پورا ہو جاتا ہے۔ پھر پہلے شعر کی ''ردیف'' یا ''قافیہ'' کے بعد دوسرا شعر شروع ہوتا ہے جس کا ربط پہلے شعر سے ہونا ضروری نہیں ـــــ یہی حال مذکورہ بالا اشعار میں بھی ہے کہ ہر ایک شعر ''لا الہ الا اللہ'' ردیف پر ختم ہو جاتا ہے۔ مگر مفتی ازہری ایک شعر جو ''مخزن حق بدیع اللہ'' سے شروع ہوکر اپنی ردیف ''لا الہ الا اللہ'' پر ختم ہوا اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ ـــــ لا الہ الا اللہ کے متصل بلا فصل یہ جو مخزن حق بدیع اللہ کہا ممنوع ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ حق اتصال محمد رسول اللہ کو ہے تو یہ حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے کوئی دوسرا اس میں مزاحم نہیں ہوسکتا۔

میں کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا اشعار میں لا الہ الا اللہ کے متصل بلا فصل مخزن حق بدیع اللہ تو کیا؟ کچھ بھی نہیں ہے لہٰــــ پھر بھی مفتی صاحب کو لا الہ الا اللہ کے متصل بلا فصل یہ جو مخزن حق بدیع اللہ دکھائی دے رہا ہے تو یہ ان کا اپنا علم اور اپنی نظر ہے۔

محترم ناظرین! کہاں تو مفتی صاحب کا یہ قول کہ ''لا الہ الا اللہ کے ساتھ حق اتصال محمد رسول اللہ کو ہے تو یہ حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے کوئی دوسرا اس میں مزاحم نہیں ہوسکتا'' ـــــ اور کہاں مفتی صاحب کا ایک ایسی لغو کتاب کو مقبول بارگاہ رسول ماننا جس میں دوسری تمام بیہودہ باتوں کے ساتھ ساتھ ''لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ'' بھی ہے چنانچہ ان کی اسی

Scanned with CamScanner

کتاب سبع سنابل میں ہے۔

''اس لئے بزرگوں نے فرمایا کہ شیخ کے حقوق پیغمبر کے حقوق کے مانند ہیں اور ماں باپ کے حقوق سے زیادہ۔ فوائد السالکین میں ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں حضرت مخدوم شیخ یوسف چشتی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص بیعت کے ارادے سے آیا خواجہ کے قدموں پر اپنا سر رکھا اور عرض کیا کہ بیعت کے لئے حاضر ہوا ہوں خواجہ پر کیفیت طاری تھی فرمایا کہ اگر تم کہو کہ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ تو میں تمہیں مرید کرلوں۔ چونکہ وہ شخص دھن کا سچا اور پکا تھا اس نے فوراً اقرار کرلیا خواجہ نے بیعت کے لئے اپنا ہاتھ دیا اور اسے بیعت کرلیا۔ پھر فرمایا کہ سنو میں کون ہوں اور کیا ہوں محمد رسول اللہ ﷺ کے دربار کے کمینے غلاموں میں سے ایک ہوں کلمہ وہی ہے مگر میں نے تیرے کمال اعتقاد اور صدق کو آزمایا تھا لہٰذا پیر کے ساتھ صدق یہی ہے کہ ظاہر اور باطن کی کسی حالت پر ذرہ برابر اعتراض نہ کرے اس لئے کہ وہ حقیقی جدائی کا سبب ہے۔

(سبع سنابل ص ۲۷۷/۲۷۸ اردو ترجمہ خلیل احمد خان برکاتی)

دیکھا آپ نے کتنی بیہودہ تعلیم دی جارہی ہے کہ شیخ کے حقوق پیغمبر کے حقوق کے مانند ہیں ــــ لہٰذا پیر کے ساتھ صدق یہی ہے کہ ظاہر اور باطن کی کسی حالت پر ذرہ برابر اعتراض نہ کرے۔ (مثال سے ظاہر) خواہ پیر اپنا کلمہ پڑھوائے یا اپنے کو رسول کہلوائے تو کہہ لینا چاہئے۔

قارئین کرام! یہاں پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت یوسف چشتی رضی اللہ عنہ کا وصال ۴۵۹ھ میں ہوا (مرأۃ الاسرار اقتباس الانوار) جبکہ حضور خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ حضرت یوسف چشتی کے وصال

کے ۷۰ سال بعد ۵۳۱ یا ۵۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔ لہٰذا آپ حضرت یوسف چشتی کی خدمت میں کس طرح حاضر تھے یہ ایک معمہ ہے جسے صاحب سنابل جانیں یا اس کتاب کو معتبر ماننے والے جانیں ـــــ مجھے تو یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ ہوا میں گانٹھ باندھنے والے مفتی ازہری کا یہ اعتراض کہ ''لا الہ الا اللہ'' کے متصل یہ جو مخزن حق بدیع اللہ کہا ممنوع ہے کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ حق اتصال محمد رسول اللہ کو ہے تو یہ حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے کوئی دوسرا اس میں مزاحم نہیں ہوسکتا'' دراصل مداریوں کے لئے ہے خواہ سچ یا جھوٹ۔ ان کے اپنے لئے تو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ بھی روا ہے۔

''بدیع اللہ''

نظریۂ ازہری:- ''بدیع اللہ'' دو وجوہ کفر پر مشتمل ہے ایک یہ کہ ''بدیع'' بمعنیٰ ''مبدع وخالق'' خاص اللہ عزوجل کی صفت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "ھل من خالق غیر اللہ"۔ ــــ اور بمعنیٰ ''مخلوق بے نظیر'' بھی آتا ہے اور انسانوں میں بے مثال انسان حضور محمد رسول اللہ علیہ السلام ہیں لہٰذا کسی فرد بشر کو مطلقاً بے قرینۂ تحقیق حالی یا مقالی بے مثال کہنا حضور علیہ السلام کی خصوصیت اسے دینا ہے اور یہ کفر ہے ــــ اور جس قوم کی اصطلاح جداگانہ ہے اس سے یہ توقع نہیں کہ اس نے یہ لفظ عرف عام کے طور پر بولا ہوگا بلکہ نظریۂ افراط وغلو کہ اس طائفہ کا معمول ہے۔ اغلب ارادۂ اطلاق ہی ہے اور قول مذکور کے کفری ہونے کو ایک یہی وجہ بس ہے۔ اور فقہاء کے نزدیک قائل پر حکم کفر کے لئے بھی کافی ــــ فتح القدیر میں ہے لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو روایۃ ضعیفۃ کذا فی رد المختار مگر احتیاطاً تجدید ایمان ونکاح کا حکم سب

Scanned with CamScanner

کے نزدیک ہے درمختار میں ما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح واللہ تعالیٰ ہوالہادی للطریق السوئ۔

نظریۂ امجدی:۔ ________ سکوت

نظریۂ مفتی محمد احمد جہانگیر خان:۔ ''بدیع اللہ'' کی تاویل کرکے ''مبدوع اللہ'' مراد لیں تو خیر، لیکن اس کے ظاہر معنیٰ ''مبتدع اللہ'' ہیں جیسا کہ آیۂ کریمہ بدیع السمٰوٰت والارض تو مطلب یہ ہوا کہ حضرت مدار اللہ کو پیدا کرنے والے اللہ ہیں۔ (معاذ اللہ) کروروں بار اعوذ باللہ۔ یہ تو شرک اکبر سے اخنع اشنع واشر ہوگیا۔ توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح مہر جدید بھی کرے۔ اور تجدید بیعت بھی لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ناظرین کرام! یہ ہیں نظریات پراگندہ ذہن مفتیوں کے جن کے ذہن وفکر صرف کفر وشرک سے ہی آلودہ ہیں ـــ مفتی ازہری کی سمجھ میں بدیع اللہ دو وجوہ کفر پر مشتمل ہے ـــ جبکہ مفتی جہانگیر خان کے نزدیک ایک معنیٰ کفر ہے اور ایک معنیٰ درست یعنی ''بدیع اللہ'' کی تاویل کرکے ''مبدوع اللہ'' مراد لیں تو خیر ـــ حالانکہ مفتی اختر رضا خان یہ بھی جانتے ہیں کہ بدیع اللہ میں ایک وجہ شرعی بھی ہے یعنی معنیٰ عرفی کہ ''بدیع'' حضرت مدار پاک کا لقب ہے معنیٰ یہ مراد لئے جائیں ''اللہ کے (محبوب) بدیع، اللہ کے (دوست) بدیع، تو یہ معنیٰ صحیح ودرست ہیں۔ مگر وہ اپنی ذہنیت سے مجبور ہیں حضور مدار پاک اور وابستگان سلسلۂ مداریہ سے جو انھیں بغض وکینہ ہے اس کی بناء پر انھیں یہ توقع نہیں کہ یہ لفظ عرف عام کے طور بولا ہوگا ۔اور ان کے گمان غالب نہیں بلکہ اغلب میں ''ارادۂ اطلاق ہی ہے'' اور قول مذکور کے کفری ہونے پر اپنے سوئے ظن کو لکھتے ہیں کہ ''ایک یہی وجہ بس ہے'' اور فقہاء کے نزدیک قائل پر حکم کفر کے لئے بھی کافی۔

مفتی اختر رضا خان ازہری کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کاتب فتویٰ تو ہو سکتے ہیں مگر کاتب تقدیر نہیں ان کے جیسے سوکڑور انسان بھی محض اپنی بد گمانی سے کسی کو بے ایمان لکھ دیں اور وہ شخص اللہ کی نظر میں ایمان دار ہے تو اس کے ایمان کو کچھ نقصان نہیں۔ قائل نے لفظ کا کیا معنیٰ مراد لیا ہے یہ قائل جانتا ہے اور اللہ جانتا ہے اگر لفظ کا اچھا معنیٰ بھی ہے تو اچھے معنیٰ پر محمول کیا جاتا ہے اور اسی پر فتویٰ لکھا جاتا ہے۔ لفظ کے اچھے معنیٰ کو چھوڑ کر محض اپنی اغلب بدگمانی سے کفری معنیٰ کو قائل کی مراد سمجھنا بجائے خود کفر ہے۔ جس سے مفتی ازہری پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح وبیعت لازم۔

ناظرین محترم! یہ لوگ کہتے نہیں بلکہ کہلواتے ہیں مفتی ازہری کا یہ قول کہ ''افراط وغلو اس طائفہ کا معمول ہے'' یہ ان کی اپنی بدگمانی ہے ـــ

افراط وغلو کس طائفہ کا معمول ہے

آیئے دیکھتے ہیں افراط وغلو کس طائفہ کا معمول ہے ـــ امام ربانی حضور سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، مفتی اختر رضا خان ازہری قادری جیسے نام نہاد قادریوں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ـــ حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہٗ کے مریدین کی ایک جماعت شیخ قدس سرہٗ کے حق میں بہت ''غلو'' کرتی ہے اور محبت میں حد سے بڑھ جاتی ہے۔ جس طرح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے محب (شیعہ) حد سے بڑھ گئے ہیں اس جماعت کی گفتگو کے اشارات سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شیخ قدس سرہٗ کو تمام پہلے اور ان کے بعد آنے والے سب اولیاء سے افضل قرار دیتے اور

Scanned with CamScanner

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے سوا کوئی دوسرا معلوم نہیں جس کو حضرت شیخ سے افضل تسلیم کرتے ہوں، یہ محبت میں افراط کی وجہ سے ہے۔

(مکتوبات امام ربانی حصہ پنجم دفتر اول مکتوب ۲۹۳)

مفتی شریف الحق امجدی تحریر کرتے ہیں۔

"غلو وافراط میں بہہ کر حضرت مفتی اعظم ہند کے حالات میں بعض غلط بلکہ قابل اعتراض روایات بھی لوگوں نے لکھ دی ہیں جو کسی وقت مخالفین کی نظر میں آسکتی ہیں اور ہمیں رسوائی ہوسکتی ہے"

(انوار مفتی اعظم صفحہ ۱۲۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

اب جبکہ یہ معلوم ہوگیا کہ "افراط وغلو" کس طائفہ کا معمول ہے اور اگر فتویٰ نویسی کا وہی اصول ہے جو مفتی ازہری صاحب نے اپنایا تو مفتی صاحب کے طریقہ پر کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ "آل رحمٰن" دو وجوہ کفر پر مشتمل ایک یہ کہ "آل" بمعنیٰ بیوی ذات باری تعالیٰ اس سے پاک ہے لہٰذا کسی کو بھی "آل رحمٰن" کہنا کفر ہے۔ اور آل بمعنیٰ "اولاد" بھی آتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی پاک، ارشاد ہے لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احد لہٰذا کسی کو آل رحمٰن کہنا اللہ کی اولاد بتانا ہے اور یہ کفر ہے۔

جس قوم کی اصطلاح جداگانہ ہے اس سے یہ توقع نہیں کہ اس نے یہ لفظ معنی شرعی کے طور پر استعمال کیا ہوگا۔ بلکہ نظریۂ افراط وغلو کے اس طائفہ کا معمول ہے۔ اغلب ارادۂ اطلاق ہی ہے اور قول مذکور کے کفری ہونے کو ایک یہی وجہ بس ہے۔ اور فقہاء کے نزدیک قائل پر حکم کفر کے لئے بھی کافی۔ ـــ اب بتائیے مفتی ازہری اپنے آئینے میں اپنی صورت کیسی دیکھ رہے ہیں؟

Scanned with CamScanner

عبارت نمبر ۹

نقشۂ مرشد تھا رسول اللہ سے ملتا ہوا
حق تو یوں ہے خاص تھا اللہ سے ملتا ہوا

(میلادِ زندہ شاہ مدار صفحہ نمبر ۴۲ فیصلہ شرعیہ صفحہ نمبر ۱۵)

نظریۂ ازہری:- ـــــــــــــ سکوت

نظریۂ امجدی:- نقشہ کے معنیٰ چہرے، مہرے، شکل وشباہت کے ہوتے ہیں اللہ عزوجل شکل وشباہت تاک نقشہ سے منزہ۔ پھر مثل سے پاک، ارشاد ہے لیس کمثلہٖ شیٔ اس لئے یہ کہنا کہ "حق تو یوں ہے خاص ہے اللہ سے ملتا ہوا" کفر ہے کہ یہ مستلزم ہے اللہ عزوجل کے لئے نقشہ اور شکل کو اور مثل ہونے کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نہایت افسوس کی بات ہے کہ اشرفیہ مبارک پور کے صدر مفتی کو صرف یہی معلوم ہے کہ نقشہ کے معنیٰ چہرے مہرے، شکل وشباہت کے ہوتے ہیں۔ کاش مفتی صاحب فتویٰ لکھنے سے پہلے کسی لغت کی طرف رجوع کرتے تو انھیں یہ معلوم ہوجاتا کہ چہرے، مہرے، شکل وشباہت کے علاوہ نقشہ کے معنیٰ "نمونہ" بھی ہیں اور شعر میں مذکور "نقشہ" نقشۂ کار یعنی "نمونۂ عمل" ہے جس کو قرآن عظیم میں اسوہ کہا گیا ہے۔

حدیث شریف " واتصفوا بصفات اللہ " او " تخلقوا باخلاق اللہ " کے مطابق حضور رسول کریم ﷺ غایت درجہ صفات اللہ سے متصف ہیں چنانچہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ جیسے

ارشادات ربانی واحادیث نبویہ اس کی دلیل ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور حضور کی اتباع واطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔۔۔ "ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ" ۔اور متبع کامل جب خود کو سیرت پاک حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے سانچے میں ڈھال لیتا ہے تو تبعاً وہ بھی متصف بصفات اللہ ہو جاتا ہے اور جب متصف بصفات اللہ ہو جاتا ہے تو

نقشۂ مرشد تھا رسول اللہ سے ملتا ہوا
حق تو یوں ہے خاص تھا اللہ سے ملتا ہوا

کا پیکر جلیل بن جاتا ہے۔۔۔۔اس تشریح کے باوجود بھی اگر کوئی سمجھنے سے قاصر ہے تو مندرجہ ذیل حوالہ جات پڑھ کر فیصلہ کرلے کہ یہ شعر علمائے ربانیین کی افکار وآراء کے مطابق ہے یا مخالف؟ اور صحیح ودرست ہے یا کفر و باطل؟

صحیحین کی حدیث ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ آدم علیٰ صورتہٖ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ" میں اس حدیث کے معانی میں علمائے کرام کے چند اقوال نقل فرمائے ہیں ان میں سے مشہور قول یہ ہے کہ

" لفظ صورت سے مراد صفت ہے، جس طرح عام محاورات میں کہا جاتا ہے اس مسئلہ کی صورت یہ ہے، اور فلاں معاملہ کی صورت حال یہ ہے"

اب حدیث پاک کا معنیٰ یہ ہوگا "خدا تعالیٰ نے آدم کو اپنی صفت پر پیدا فرمایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو ان صفات کا موصوف بنایا جو اس کی صفات کا پرتو

ہیں تو اسے حی، عالم، قادر، متکلم، سمیع، بصیر پیدا فرمایا۔

حضرت شیخ اسمٰعیل حقی قدس سرہٗ القوی" لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" کی تفسیر صوفیانہ میں رقمطراز ہیں کہ

"المفردات میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ حیوانات میں انسان ایک مخصوص مخلوق ہے عقل وفہم اور قد وقامت کے سیدھے ہونے میں یہ دلیل ہے کہ عالم دنیا کے تمام پر غالب ہے اب معنیٰ یہ ہوا کہ انسان احسن ہے اس کا جو اسے صورۃً ومعنیً تقویم وتعدیل نصیب ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مستوی القامت اور متناسب الاعضاء اور احسن الشکل بنایا چنانچہ فرمایا صورکم فاحسن صورکم ۔(تمھاری صورت بنائی اور حسین صورت بنائی) ایسے اس کی تخلیق کو صفات الٰہیہ سے موصوف فرمایا جیسے حیات، علم، ارادہ، قدرت، سماع، بصر، کلام جو یہی صورت حقیقیہ الٰہیہ ہے جس کا اشارہ حدیث شریف میں ہے۔

" خلق اللہ آدم علیٰ صورتہٖ" (اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا) اسی معنیٰ پر گھومتا ہے من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ (جس نے خود کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا)

خلاصہ یہ کہ "الانسان مظہر الجلال والجمال والکمال" (انسان جلال وجمال وکمال الٰہی کا مظہر ہے) (روح البیان شریف پ۳۰)

ظاہری بات ہے کہ جب " خلق اللہ آدم علیٰ صورتہٖ" کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ انسان جلال وجمال وکمال الٰہی کا مظہر ہے تو

"نقشۂ مرشد تھا رسول اللہ سے ملتا ہوا
حق تو یوں ہے خاص تھا اللہ سے ملتا ہوا"

Scanned with CamScanner

کا مطلب بھی یہ ہو سکتا ہے کہ مرشد جلال و جمال و کمال الٰہی کا مظہر ہے۔

مفتی امجدی اور ان کے حامیوں کو اگر کفری فتویٰ صادر کرنے کا شوق اتنا ہی ہے تو پھر بتائیں کہ کیا ہے "فیصلۂ شرعیہ در بارۂ مجددیہ" کہ۔۔۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ النورانی نے تحریر فرمایا کہ

ان اللّٰہ خلق آدم علیٰ صورتہٖ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ بے مثل اور بے کیف ہے۔ اس نے آدم کی روح کو جو آدم کا خلاصہ ہے بے مثل و بے کیف پیدا فرمایا۔ تو جس طرح حق سبحانہٗ وتعالیٰ لامکانی ہے۔ روح بھی لامکانی ہے۔ روح کو بدن کے ساتھ وہی نسبت ہے جو حق تعالیٰ وتقدس کو عالم کے ساتھ ہے۔ کہ نہ عالم میں داخل نہ خارج، نہ متصل ہے نہ منفصل۔ قیومیت یعنی تدبیر وتصرف کے سوا اور کوئی نسبت مفہوم نہیں ہوتی۔ بدن کے ہر ذرہ کا منتظم روح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ تمام عالم کا قیوم و مدبر ہے بدن کے لئے اللہ تعالیٰ کی قیومیت و تدبیر روح کی قیومیت کے واسطہ سے ہے حق تعالیٰ کی طرف سے جو فیض بھی وارد ہوتا ہے اس فیض کا محل ورود اولاً اور ابتداء روح ہے پھر روح کے واسطے سے وہ فیض بدن کو پہونچتا ہے اور جبکہ روح کو بیچونی اور بے چگونی (بے مثل و بے کیف) کی حالت پر پیدا کیا گیا ہے تو لامحالہ بیچون و بے چگون حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی اس میں گنجائش ہے۔

لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن۔ یعنی میری گنجائش نہ تو میری زمین رکھتی ہے اور نہ میرا آسمان ہاں میری گنجائش میرے بندۂ مؤمن کا قلب رکھتا ہے۔ ــــــــ یہ ایک یکتا لباس ہے جو صرف

روح کے قد پر ہی سلا گیا ہے ملائکہ بھی یہ خصوصیت نہیں رکھتے۔ کیونکہ یہ دائرۂ امکان میں داخل ہیں اور "چون" کے ساتھ متصف ہیں اسی بناء پر انسان رحمٰن جل سلطانہٗ کا خلیفہ قرار پایا۔۔۔۔۔ ہاں ہاں شئی کی صورت ہی شئی کا خلیفہ بن سکتی ہے۔ جب شئی کی صورت پر پیدا نہ کیا گیا ہو تو اس کی خلافت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ الخ

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ پنجم مکتوب ۲۸۷)

اس تحریر میں حق سبحانہٗ تعالیٰ سے روح کو تمثیل دی گئی ہے۔ جس سے اللہ پاک ہے۔ اور اللہ کی صورت کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ اللہ عزوجل شکل وصورت سے بھی منزہ۔۔۔۔۔۔ رحمٰن جل سلطانہٗ کی صورت پر انسان کا پیدا ہونا بھی مذکور ہے۔ اور بقول مفتی صاحب کے یہ مستلزم ہے اللہ عزوجل کے لئے شکل کو اور مثل ہونے پر۔ انسان کو رحمٰن جل سلطانہٗ کا خلیفہ بتایا گیا اور بیشک اللہ خلف وسلف سے بھی پاک ہے۔ بندۂ مومن کے قلب میں اللہ کی گنجائش کا ذکر کیا گیا جو اللہ کے لئے اثبات مکان ہے اور بیشک اللہ اس سے بھی پاک۔۔۔۔۔۔ دریافت کرنا یہ ہے کہ ان باتوں کی کوئی تاویل اور جائز مطالب ہیں؟ یا لغو وباطل باتیں حضرت مجدد الف ثانی نے کہی ہیں؟ اگر ان کے کوئی جائز معانی اور حسن تاویل ہیں تو پھر

نقشۂ مرشد تھا رسول اللہ سے ملتا ہوا
حق تو یوں ہے خاص تھا اللہ سے ملتا ہوا

کا بھی وہی جائز مطلب اور حسن تاویل ہے۔ اور اگر یہ شعر کفر ہے تو پھر مذکورہ عبارات کفری کیوں نہیں؟

ماہنامہ استقامت کانپور کے "مفتیٔ اعظم نمبر" میں حضرت شیخ

Scanned with CamScanner

الاسلام علامہ مفتی سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے منسوب ایک تحریر بھی ملاحظہ کرلیں۔

بخاری و مسلم کو سننے والا جس یقین واذعان کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے رسول کریم کے اقوال سنے اسی یقین واذعان کے ساتھ حضور مفتی اعظم ہند کو دیکھنے والے کو یہ حق ہے کہ کہے ہم نے رسول کریم کی چلتی پھرتی تصویر دیکھی۔ فرائض وواجبات ومؤکدات کو رہنے دیجئے جو ہستی مباحات وفطری خواہشات میں رسول کریم کی اطاعت واتباع سے سرمو متجاوز نہ ہو وہ رسول کریم کی سچی تصویر اور افعال رسول کی حفاظت کا پیکر نور نہیں تو اور کیا ہے

(ماہنامہ استقامت مفتی اعظم نمبر صفحہ ۱۲۶)

قارئین محترم! ''اندھیرے اجالے'' عنوان کے تحت آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ مناظرۂ اجمیر کے فیصل حضرت غازئ ملت سید محمد ہاشمی میاں قبلہ نے ''فیصلۂ شرعیہ دربارۂ مداریہ'' نامی فتوؤں کے مطابق فیصلہ نہ کرکے یہ فرمایا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام علامہ مفتی سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ کے ذریعہ حاصل کئے گئے فتوؤں کے مطابق فیصلہ کیا جائیگا......اور اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ جب ''خود حضرت شیخ الاسلام'' لفظ ''تصویر'' کو ''اتباع سیرت'' کے معنیٰ میں استعمال کررہے ہیں تو لفظ ''نقشہ'' کو اتباع سنت کے معنیٰ میں کیوں مراد نہیں لیں گے؟......اور جب لفظ نقشہ کو اتباع سنت کے معنیٰ میں مراد لیں گے تو مفتی امجدی نے جس بنیاد پر زیر بحث شعر کو کفری قرار دیا ہے وہ بنیاد ہی باقی نہ رہ جائے گی تو فتویٰ بھی پھر عبث قرار پائیگا اور فتویٰ بے سود ٹھہرے گا تو پھر آپ خود سمجھ لیں کہ فیصلہ کس کے حق میں ہے؟

☆☆☆☆☆

عبارت نمبر ۱۰

''جو فیوضات واحکامات دربار نبوی سے صادر ہوتے ہیں اس کی اطلاع بلا واسطے غیرے حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوتی ہے اور آپ اپنے ماتحتوں کو درجہ بدرجہ پہونچاتے اور وہ حضرات جو امور قابل اطلاع ہوتے ہیں وہ حضرت موصوف کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور آپ دربار نبوی میں عرض کرتے ہیں''

(میلاد زندہ شاہ مدار ص ۴۲ فیصلہ شرعیہ ص ۱۶/۱۵)

نظریۂ امجدی:-''یہ قول بلا دلیل ہے اس کا کوئی ثبوت کوئی سند کہیں نہیں''

واللہ تعالیٰ اعلم

محترم ناظرین! یہ ہے عمدۃ المحققین صاحب کی ''تحقیق''، یعنی جس قول کی دلیل انھیں نہیں معلوم وہ قول بلا دلیل ہے اس کا کوئی ثبوت، کوئی سند، کہیں نہیں ......انا بحر العلوم کے نشہ میں چور فقیہ النفس اور عمدۃ المحققین جیسے القاب سے خوش فہمی میں مبتلا مفتی صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ

ع مستند ہے میرا فرمایا ہوا

اسی زعم اور بے خودی میں وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر اس قول کی کوئی دلیل، کوئی ثبوت، کوئی سند ہو تو ......ان کی تحقیق کا جنازہ اہلسنت والجماعت کی گلیوں سے نکل کر شمشان گھاٹ پر پہونچ جائے گا۔ اور ان کا سفید جھوٹ انھیں ندامت وشرمندگی کے دلدل میں ڈھکیل دے گا۔ اور وہ مرتکب حرام قرار پائیں گے۔

اصول تو یہ ہے کہ جب کوئی بات معلوم نہ ہو تو اس کا جواب لا

Scanned with CamScanner

ادری کہہ کر دے دیا جائے۔ کیونکہ یہ کہنا بھی نصف علم ہے اور دیانت داری بھی...... مگر کیا کیا جائے حضور مدار العلمین سے جو انھیں بغض وعنا ہے اور جس کے نتیجہ میں ان کے لئے قعر مذلت ہے تو ان کے قلم سے تحریریں بھی ایسی ہی ہونی تھیں جن سے اکابرین دین کی تکذیب وتوہین لازم آئے اور مفتی صاحب کی عزت دینی کی خرابی اور خسران ایمان کا سبب بن جائیں اور مفتی صاحب اجرءکم علی الفتیا اجرءکم علی النار کا مصداق قرار پائیں (یعنی تم میں جو فتویٰ دینے پر دلیر ہے وہ آگ پر بھی دلیر ہے)

میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مفتی صاحب کے اس قول کی کیا دلیل کیا ثبوت اور کیا سند ہے کہ ''یہ قول بلا دلیل ہے اس کا کوئی ثبوت، کوئی سند، کہیں نہیں''

مفتی صاحب نے جس قول کو بلا دلیل بتایا ہے اور کہا ہے کہ اس کا کوئی ثبوت اور کوئی سند کہیں نہیں اس قول کے دلائل، ثبوت اور اسناد پیش کئے جائیں تو الگ سے ایک کتاب تیار ہو جائے۔ فی الحال چند عبارات کو نقل کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب مولانا مولوی حکیم فرید احمد صاحب عباسی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''قطب مدار بر قلب حضور پرنور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می باشد'' قطب مدار تمام غوث واقطاب کا سردار ہوتا ہے۔ اور حضرت خاتم النبیین علیہ التحیۃ والثنا کی اس عالم میں ایک زندہ مثال ہوتا ہے۔ قطب مدار وہ ہوتا ہے جس کو علم باری عز اسمہٗ اور صفات باری تعالیٰ سے پورا پورا حصہ ملتا ہے اور یہی اپنے زمانہ میں بواسطہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر اتم

ہوتا ہے اور ''انسان کامل'' ہوتا ہے اور تمام اشیاء کی اصل ہوتا ہے سب اس کے تابع فرمان ہوتے ہیں یہی فرد الافراد کے نام سے پکارا جاتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلا واسطہ فیض حاصل کرتا ہے...... اور جو احکام اس عالم کے انتظام کے لئے دربار نبوی سے صادر ہوتے ہیں ان کو اپنے ماتحت اغواث واقطاب ونجباء ونقباء وابدال کو درجہ بدرجہ پہونچاتا ہے اور یہ حضرات درجہ بدرجہ جو واقعات ہوتے ہیں قطب مدار کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور قطب مدار دربار نبوی میں پہنچاتا ہے۔ حضرت سید بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو دربار خداوندی سے یہی مرتبہ قطب مدار کا حاصل ہوا تھا ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔

(مدار اعظم مطبوعہ ۱۳۳۲ھ صفحہ ۵۴)

کیا اب بھی مفتی صاحب کہیں گے کہ ''یہ قول بلا دلیل ہے اس کا کوئی ثبوت، کوئی سند، کہیں نہیں'' لیجئے ایک ثبوت اور ملاحظہ فرمایئے

حضرت علامہ حکیم فرید احمد عباسی نقشبندی علیہ الرحمہ اسی کتاب (مدار اعظم) میں فرماتے ہیں۔

''حضرت خداوند دو عالم جل وعلا نے اپنی مخلوق میں جملہ احکام کا صدور بواسطہ حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات مقرر فرمایا ہے اور دربار نبوی سے بمعرفت حضرات اغواث واقطاب اس کی تعمیل ہوتی ہے۔ غوث وقطب، ابدال، نجباء، نقباء، ہر وقت وہر آن اسی کام پر مامور ہیں۔ درجہ بدرجہ جو احکام صادر ہوتے ہیں تعمیل کرتے ہیں اور جو باتیں قابل اطلاع ہوتی ہیں ان کو درجہ بدرجہ دربار نبوی میں پہونچاتے ہیں۔ احکام لانے اور پہونچانے کا قاعدہ یہ ہے کہ حضرات اقطاب واغواث، نقیب

Scanned with CamScanner

ونجیب وابدال کے قلوب مثل آئینہ کے صاف ہوتے ہیں جب کوئی بدل سرکارنبوی سے کوئی حکم لایا اورغوث واقطاب کے سامنے کھڑاہوافوراًان کے قلوب کوان احکام کی اطلاع ہوگئی۔اسی طرح جوامورسرکارنبوی سے اقطاب اغواث کے قلوب پر منکشف ہوتے ہیں وہ ابدال کے قلوب پر مستوی ہوجاتے ہیں اور پھراس کی اطلاع حضرت شاہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضورمیں پہونچادیتے ہیں'' (مداراعظم ص ۵۰)

حضرات محترم! ہمارا عقیدہ ہے کہ کائنات عالم میں کوئی بھی نعمت ظاہرہوتی ہے تووہ قاسم نعمات حضورسید عالم ﷺ کے توسل وطفیل میں ظاہرہوتی ہے اور حضوراکرم ﷺ اس کوتقسیم فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے انما انا قاسم واللہ المعطی (بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اوراللہ عطافرمانے والا)

مذکورہ بالاعبارت نمبر۱۰ جومفتی امجدی کو بلادلیل بلاثبوت اور بلا سند معلوم ہورہی ہے اس میں اس عقیدہ کوواضح طورپر پیش کیا گیا ہے۔ نجدیت کے خفیہ مبلغین کو یہ عبارت اسی وجہ سے کھٹکتی ہوتوکچھ امرمحال بھی نہیں حالانکہ کتب تصوف میں یوں بھی مرقوم ہے کہ قطب المدارکو بے واسطہ حق تعالیٰ سے فیوض واحکام حاصل ہوتے ہیں چنانچہ.....رئیس القلم حضرت علامہ ارشدالقادری مرحوم تحریرفرماتے ہیں۔

''حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب السیف المسلول میں تحریرفرماتے ہیں:-----کارخانۂ ولایت کے فیوض وبرکات اورمناصب ودرجات جواللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء کرام کے لئے زمین پر نازل ہوتے ہیں وہ براہ راست قطب الارشاد پراتارے جاتے ہیں۔وہ

حسب استعداد منصب ولایت کے وہ سارے مراتب ودرجات زمین کے طول وعرض میں رہنے والے اقطاب واوتاد اورنقباء ونجباء وغیرہم کے درمیان تقسیم کرتا ہے'' (کلمات تکریم بربہجۃ الاسرارار دوصفحہ ۳)

حضرت سید محمد بن میرجعفرمکی قدس سرہ بحرالمعانی میں تحریرفرماتے ہیں

''اے محبوب! قطب عالم سارے جہان وزمانہ میں ایک ہوتا ہے اوردنیاوآخرت یعنی عالم سفلی وعلوی کے تمام موجودات (مخلوق) قطب عالم کے وجود سے قائم ہوتے ہیں اوربارہ اقطاب اورہیں جنکا ذکرآگے آتا ہے۔جاننا چاہئے کہ قطب عالم کوفیض براہ راست حق تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے قطب عالم کوقطب کبریٰ وقطب ارشاد وقطب الاقطاب وقطب مدار بھی کہتے ہیں۔کیونکہ موجودات عالم علوی وسفلی کا وجودان کے وجود کی برکت سے ہوتا ہے۔اس قطب مدار کے دووزیرہوتے ہیں جن کوحضرت محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فتوحات مکی میں امامان کے نام سے موسوم کیا ہے۔ایک ان کے دائیں ہاتھ کی طرف ہوتا ہے دوسرابائیں ہاتھ کی طرف جودائیں طرف ہوتا ہے اس کا نام عبدالملک ہے اور جوبائیں طرف ہوتا ہے اس کا نام عبدالرب ہے۔دائیں طرف والا وزیرجس کا نام عبدالملک ہے قطب مدارکی روح سے فیض حاصل کرتا ہے۔اورعالم علوی پرتقسیم کرتا ہے۔اور بائیں طرف والا وزیرجس کا نام عبدالرب ہے قطب مدار کے دل سے فیض حاصل کرتا ہے اورعالم سفلی کوپہونچاتا ہے''۔

(مرأۃ الاسرارار دوصفحہ ۹۲)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ العزیزفرماتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

’’کامل انسان کا معاملہ اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ بحکم خلافت اس کو تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں۔ اور تمام مخلوق کا وجود اور بقاء اور تمام کمالات ظاہری وباطنی کے فیوض اس کے واسطے سے پہونچاتے ہیں۔ اگر فرشتہ ہے تو اسی سے متصل ہے اگر انسان وجن ہے تو اسی کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں اور حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اسی کی جانب ہے۔ اور تمام اسی کو دیکھنے والے ہیں ــــــــــــــــ یہ عارف جو قیومیت اشیاء کے منصب پر مقرر ہوا ہے یہ وزیر کا حکم رکھتا ہے کہ مخلوقات کی مہمات اس کی طرف راجع ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ انعامات بادشاہ کی طرف سے ہیں لیکن ان کی وصولی وزیر کے توسط سے وابستہ ہے۔ اس دولت کے سردار ابوالبشر حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور یہ بلند منصب اصل میں تو انبیاء اولوالعزم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان بزرگواروں کی تبعیت ووراثت میں جس کو چاہیں اس دولت سے مشرف کریں‘‘۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر ۴۷)

حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

’’اوتاد کے لئے سزاوار ہے کہ وہ رات بھر میں سارے جہاں کا گشت مکمل کرلیں اور اگر کوئی جگہ ایسی رہ جائے جہاں ان کی نظر نہ پہونچے تو دوسرے دن اس مقام میں خلل واقع ہوجاتا ہے اس وقت وہ اپنے غوث وقطب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تاکہ وہ اپنی قوت اس طرف مبذول فرمائے اللہ تعالیٰ اس غوث وقطب کی برکت سے جہاں کے اس خلل کو دور فرمادیتا ہے‘‘

(کشف المحجوب اردو صفحہ نمبر ۳۰۷)

مفتی امجدی یا ان کے ہمنواؤں کے لئے اگر یہ دلائل، ثبوت اور

اولوالعزم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان بزرگواروں کی تبعیت ووراثت میں جس کو چاہیں اس دولت سے مشرف کریں‘‘۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر ۴۷)

حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

’’اوتاد کے لئے سزاوار ہے کہ وہ رات بھر میں سارے جہاں کا گشت مکمل کرلیں اور اگر کوئی جگہ ایسی رہ جائے جہاں ان کی نظر نہ پہونچے تو دوسرے دن اس مقام میں خلل واقع ہوجاتا ہے اس وقت وہ اپنے غوث وقطب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تاکہ وہ اپنی قوت اس طرف مبذول فرمائے اللہ تعالیٰ اس غوث وقطب کی برکت سے جہاں کے اس خلل کو دور فرمادیتا ہے‘‘

(کشف المحجوب اردو صفحہ نمبر ۳۰۷)

مفتی امجدی یا ان کے ہمنواؤں کے لئے اگر یہ دلائل، ثبوت اور اسناد کم نہ ہوں تو اس حقیقت کو بھی تسلیم کرلیا جائے کہ تمام فیوض واحکام کا مصدر ومنبع اور تمام اغواث واقطاب کا مرجع مختار کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی ذات بابرکات ہے۔

حکیم الامت حضرت علامہ الحاج مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

’’اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں تشریعی ولی اور تکوینی ولی .... تکوینی ولی! وہ جو دنیا کے انتظام کرتے ہیں۔ یہاں کے سیاہ وسفید کے ’’ک ہوتے ہیں‘‘

(مرآۃ المناجیح جلد ۸ صفحہ ۵۸۴)

عبارت نمبر ٦ و عبارت نمبر ١١

مدار الدنیا والآخرہ، مدار دو جہاں اور مدار العلمین کہنے کا شرعی حکم

عبارت نمبر ١ :: یامدار الدنیا و الآخرہ یا مدار السموٰات و الارض

(معمولات ابو الوقار، صفحہ نمبر ٨)

نظریۂ ازہری :: ''اور مدار الدنیا والآخرہ'' اس کا خاصہ ہے جے قرانِ عظیم نے رحمۃ للعلمین بتایا اور وہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء علیہ السلام والتحیۃ والثناء آپ کے سوا کسی اور کو جس طرح رحمت للعلمین کہنا حرام اسی طرح مدار الدنیا و الآخرہ مدار العلمین کہنا حرام۔

واللہ تعالیٰ اعلم (فیصلہ شرعیہ)

نظریۂ امجدی :: ''یامدار الدنیا والآخرہ'' کہنا بھی بظاہر کفر ہے کہ یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ قائل حضرت مدار کو انبیائے کرام کا مدار مان رہا ہے یہ بلا شبہ کفر ہے۔ اسی طرح ''مدار السمٰوات والارض'' کہنا بھی بظاہر حضور اقدس ﷺ کے ساتھ برابری کا ادعاء ہے۔ اس لیے کہ اس میں بھی کفر کا پہلو صاف ظاہر ہے۔ قائل پر اس کلمہ کی وجہ سے بھی توبہ وتجدید ایمان و نکاح و بیعت کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فیصلہ شرعیہ۔ صفحہ ٣٦)

عبارت نمبر ٦ :: ''جو درجات و مدارج علیا کہ جمیع انبیاء سابقین کو عطا فرمائے گئے تھے۔ وہ بلکہ اس سے اعلیٰ و افضل جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو عطا کر کے حضرت کے سر مبارک پر تاج شفاعت کا رکھ کر رحمۃ للعالمین فرمایا۔ علیٰ ھذا القیاس حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام گروہ اولیاء و اتقیاء میں اخذ کر کے پروردگار عالم نے جملہ

کاروبار و انتظامات باطنی کا مختار بنا کر مدار العالمین فرمایا۔ ذوالفقار بدیع صفحہ ٢٦

نظریۂ ازہری : مداریہ پر اس روایت کا ثبوت دینا بھی لازم اور مدار العالمین کہنے کا حکم معلوم ہوا کہ حرام ہے بلکہ ظاہر اس معنی کا کفری رکھتا ہے کہ مدار العالمین کہنے سے جملہ انبیاء پر فضیلت مدار لازم اور یہ کفر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم (فیصلہ ص ١٩)

نظریۂ امجدی : ''حضرت مدار قدس سرہ کو مدار العالمین کہنا بظاہر حضرات انبیاء کرام پر فضیلت دینا ہے اس قول سے بھی قائل پر توبہ وتجدید ایمان و نکاح لازم و از روئے طریقت بیعت بھی۔

واللہ تعالیٰ اعلم (فیصلہ ٢٤)

عبارت نمبر ٧ :: ''حضرت مدار دو جہاں، (فیصلہ شرعیہ صفحہ ٢٥)

نظریۂ ازہری : مدار دو جہاں خاص بحضور علیہ السلام ہے کسی اور پر اس کا اطلاق ناجائز و حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فیصلہ شرعیہ ص ١٩)

نظریۂ امجدی ٧ : ''مدار دو جہاں'' کہنے کا وہی حکم ہے جو مدار الدنیا و الآخرہ'' اور مدار العالمین'' کہنے کا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم (فیصلہ شرعیہ ص ٤١)

عبارت نمبر ١١ :: مدار العالمیں برقعہ اٹھا دو روئے انور سے
یہ کب تک طالب دیدار ائے رشک قمر ترسے
جو چاہے دیکھ لے حضرت کا اعجاز مسیحائی
جلا دیتے ہیں مردوں کو وہ اپنی ایک ٹھوکر سے

(میلاد زندہ شاہ مدار ٤٤) (فیصلہ شرعیہ ص ٢٦)

Scanned with CamScanner

نظریہ امجدی ۱۱ : ''مدار العالمین'' کہنے کا حکم اوپر گزر چکا (فیصلہ شرعیہ ۴۲)

قارئین کرام ! ''مدار الدنیا والآخرہ مدار دو جہاں اور مدار العالمین'' کے جواز پر گفتگو کرنے سے قبل مناسب یہ سمجھ رہا ہوں کہ ان حضرات کی نشاندہی کردوں جو مفتی ازہری وامجدی کے ان فتوں کی زد میں ہیں۔ تاکہ یہ بات اچھی طرح واضح ہو جائے کہ ان کے ہر ایک فتوی کی زد میں صرف مداری حضرات نہیں بلکہ قادری چشتی سہروردی نقشبندی برکاتی مشائخ وعلما کے ساتھ ساتھ رضوی علماء بھی ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ مفتی کتنے بڑے دیانت دار ہیں؟ اگر واقعی ان کے فتوے ''فیصلہ شرعیہ'' ہیں۔ اور یہ لوگ حق و صداقت کے علمبردار اور دیانت دار ہیں۔ تو دیانت داری کا تقاضہ یہ ہے کہ دوسروں پر نکتہ چینی کرنے سے پہلے اپنوں کی اصلاح کر لی جائے۔ لہذا مفتی صاحبان کو ''فیصلہ شرعیہ دربارۂ مداریہ'' صادر کرنے سے پہلے ''فیصلہ شرعیہ ان لوگوں کے بارے میں جاری کرنا چاہئے تھا جو لوگ ان مفتیوں کے ہفوات وکفریات کے نشانہ پر ہیں۔ اور اگر ان لوگوں کے علم میں یہ حضرات پہلے نہ تھے تو اب سہی۔ انہوں نے نام بنام ''فیصلہ شرعیہ دربارۂ مداریہ'' صادر کرکے اپنے زعم میں جو کار ثواب کیا ہے۔ وہی کار ثواب نام بنام ''فیصلہ شرعیہ دربارۂ قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، برکاتیہ، رضویہ'' جاری کرکے بھی کریں اور اپنی انصاف پسندی اور دیانتداری کا ثبوت بھی فراہم کریں۔ لہذا پیش ہیں ان حضرات کے اقوال جو حضرات ان فتوں کے نشانہ پر ہیں۔

(۱) سید شاہ نیاز علی قادری جیلانی بغدادی کتاب ''ذکر غوث پاک'' ص ۱۰۰۔۱۰۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"عبد القادر جیلانی قطب المشرقین و المغربین، قطب الارضین والسموات، قطب العرش والکرسی، قطب الفوق و تحت الثریٰ، قطب اللوح المحفوظ والقلم، قطب غوث راکب الملائکۃ صاحب المعراج"

(صاعقہ برخرمن مفتیان رضویہ ص ۱۲)

(۲) صوفی سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اسمائے گرامی تحریر فرماتے ہیں۔

یا قطب الملائکۃ والانس والجن

اے قطب فرشتوں، انسانوں اور جنات کے

یا قطب البر والبحر

اے بحر و بر کے قطب

یا قطب المشرق والمغرب

اے مشرق ومغرب کے قطب

یا قطب السموات والارضین

اے آسمانوں اور زمینوں کے قطب

یا قطب العرش والکرسی واللوح والقلم

اے عرش وکرسی اور لوح وقلم کے قطب

یا صاحب الھمۃ والشفاعۃ

اے ہمت وشفاعت والے

(مظہر جمال مصطفائی ص ۲۷۱۔۲۷۲)

ناظرین محترم ! مخفی نہ رہے کہ ''مدار'' اور ''قطب'' دونوں لفظ ہم معنی

Scanned with CamScanner

ہیں۔ اور مذکورہ دونوں عبارتوں میں ''قطب الارضین والسمٰوات'' اور ''یاقطب السمٰوات والارضین'' کی صراحت موجود ہے۔ لہذا مفتی شریف الحق امجدی نے "یا مدار السمٰوات والارض" پر جواعتراض کیا ہے وہی اعتراض یہاں بھی قائم ہوتا ہے اور مفتی صاحب کی زبان میں

اسی طرح "قطب الارضین والسمٰوات" اور "قطب السمٰوات والارضین" کہنا بھی بظاہر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابری کا ادعا ہے۔ اس لئے کہ اس میں بھی کفر کا پہلو صاف ظاہر ہے۔ قائل پر اس کلمہ کی وجہ سے بھی توبہ وتجدید ایمان ونکاح وبیعت کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان مذکورہ منفرد اسماء کا مجموعی اسم ''قطب العالمین'' ہوا۔ جو ''مدار العالمین'' کا ہم معنی ہے۔ چنانچہ فاضل بریلوی نے حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''قطب العالمین'' تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''بہر حال اس پر وہ فقرۂ تراشیدہ کہ اس وقت حضور ''قطب العالمین'' غوث العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیعت فرمائی کذب محض وافتراء خالص و دروغ بے فروغ ہے۔'' (طرد الافاعی عن حمی ہادرفع الرفاعی المعروف عظمت غوث اعظم ص ۷)

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی استاذ شعبۂ عالیہ مدرسہ مجیدیہ بنارس تحریر کرتے ہیں۔

(۱) حضرت غوث الثقلین ''قطب الکونین'' شیخ العالمین'' سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ''

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۲۲۶)

(۲) جناب محمد صادق بن محمد حسین اویسی الکلطیفی القادری المتخلص بہ مشربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''محبوب المعانی محبوب سبحانی'' میں لکھا ہے کہ مخدوم دین و دنیا حضرت سید محمد گیسودراز المشہور بہ بندہ نواز قدس سرہ العزیز م ۸۲۵ھ نے ''لطائف الغرائب'' نامی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ایک روز زبان فیض ترجمان، قطب عالم، خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نور اللہ مرقدہ م ۷۵۷ھ سے میں نے سنا ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت غوث الثقلین ''قطب الکونین'' شیخ العالم سید ابو محمد محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ''

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۲۴۷)

(۳) خواجۂ خواجگان حضرت غریب نواز سید معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور غوث اعظم کی منقبت میں فرماتے ہیں

''یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا ''سلطان دو عالم'' قطب علی حیراں ز جلالت ارض وسما

(مظہر مصطفائی ص ۹۲۔ تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۲۳۰)

صاعقہ برخرمن مفتیان رضویہ میں تحریر ہے کہ

ذوالفقار بدیع کے مؤلف نے مدار العالمین لکھا تو آپ چراغ پا ہوگئے اور جوش بغاوت اولیاء میں آپ نے مرتبۂ مدار العالمین کو حرام قرار دے دیا۔ اور فوراً توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح وتجدید بیعت کا غیر شرعی فیصلہ صادر فرما دیا۔ اب دیکھئے کہ آپ کے ''فیصلہ شرعیہ'' نے آپ کے آقاؤں کا کیا حشر کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جوش بغاوت سلسلۂ مداریہ میں

Scanned with CamScanner

آپ مسلک اہل سنت والجماعت کے ان محترم افراد سے توبہ وتجدید ایمان و نکاح اور تجدید بیعت ضرور کرائیں گے۔ جامع ازہر کا پروردہ نجدیت و وہابیت کی صحبتوں کا دل دادہ سنی کہ جگہ ازہری پرفخر کرنے والا یقیناً عصمت ناموس اولیاء کرام کی دھجیاں بکھیرنے والا ہی ہوگا۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

(۴) ملاحظہ فرمایئے! کتاب ''مسائل سماع'' مرتبہ مولوی عرفان علی رضوی بیسل پوری ص ۲۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

''حضرت قطب فلک ہدایت، مرکز دائرۂ ولایت سند المحققین ''سید علماء العالمین'' میر عبدالواحد بلگرامی''

(۵) کتاب شراب معرفت میں حضرت عبداللہ شاہ خلیفۂ ارشد حضرت شاہ خاموش قدس سرہ صفحہ ۱۱۱ بحوالہ اقتباس الانوار تحریر فرماتے ہیں

''حضرت مخدوم العالمین'' قطب العارفین مخدوم علاء الدین احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''اصول المقصود'' میں صفحہ ۱۱۶ وصفحہ ۱۴۷ پر حضرت شاہ تراب علی قلندری قادری علیہ الرحمہ نے شاہ الہدیہ احمد قلندر کو خلیفۂ رشید قطب العارفین ''غوث العالمین'' تحریر فرمایا ہے۔

(۶) کتاب مسالک السالکین میں جناب مولوی مرزا عبدالستار بیگ علیہ الرحمہ نے صفحہ ۳۷۸ پر امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو سلطان طریقت، برہان حقیقت ''غوث العالمین'' اور ''قطب العالمین'' لکھا ہے۔

(صاعقہ برخرمن مفتیان رضویہ ص ۳۷۔۳۸)

(۷) صوفی سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی تحریر کرتے ہیں۔

''سلطان العارفین حضرت سلطان باہو نے اپنے رسالہ روحی میں

سات سلطان الفقراء کا ذکر فرمایا ہے جن میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ وہ سلطان الفقراً اور ''سید الکونین'' ہیں۔

(مظہر جمال مصطفائی ص ۷۶)

مذکورہ بالا اقوال میں ''قطب العالمین'' ''شیخ العالمین'' ''سید علماء العالمین'' ''مخدوم العالمین'' ''غوث العالمین'' ''قطب الکونین'' ''سلطان دو عالم'' غیاث الکونین'' ''سید الکونین'' قابل غور ہیں۔ مدار الدنیا والآخرہ، مدار دو جہاں، اور مدار العالمین کے حکم میں ہیں لہٰذا مدار الدنیا والآخرہ اور مدار العالمین پر جو فتوے ان مفتیوں نے صادر کئے ہیں وہ فتوے یہاں بھی ماخذ ہوتے ہیں۔

اور مفتی اختر رضا خاں ازہری کے مطابق نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ

''غیاث الکونین، قطب الکونین، سلطان دو عالم، سید الکونین'' اس کا خاصہ ہے جسے قرآن عظیم نے رحمۃ للعالمین بتایا اور وہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء علیہ السلام والتحیۃ والثناء آپ کے سوا کسی اور کو جس طرح رحمۃ للعالمین کہنا حرام اسی طرح ''قطب الکونین، سلطان دو عالم، سید الکونین، قطب العالمین، شیخ العالمین، سید علماء العالمین، مخدوم العالمین، غوث العالمین کہنا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

''قطب العالمین، شیخ العالمین، سید علماء العالمین، مخدوم العالمین، غوث العالمین کہنے کا حکم معلوم ہوا کہ حرام ہے۔ بلکہ ظاہر ان معانی کا کفری رکھتا ہے کہ ''قطب العالمین، شیخ العالمین، سید علماء العالمین، مخدوم العالمین، غوث العالمین کہنے سے جملہ انبیاء پر فضیلت قطب و شیخ و سید و مخدوم و غوث لازم اور یہ کفر ہے۔ واللہ اعلم

Scanned with CamScanner

اور مفتی شریف الحق امجدی کی زبان میں نتیجہ یہ نکلا کہ

غیاث الکونین، قطب الکونین، سلطان دو عالم، سید الکونین کہنا بھی بظاہر کفر ہے کہ یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ قائل حضرت قطب کو انبیائے کرام کا بھی غیاث، قطب، سلطان، سید مان رہا ہے۔ یہ بلاشبہ کفر ہے۔

''حضرت غوث قدس سرہ کو ''قطب العالمین''، ''شیخ العالمین'' کہنا، حضرت مخدوم قدس سرہ کو مخدوم العالمین کہنا، حضرت میر قدس سرہ کو سید علماء العالمین کہنا، حضرت مجدد قدس سرہ کو غوث العالمین اور قطب العالمین کہنا، حضرت قلندر قدس سرہ کو غوث العالمین کہنا بظاہر حضرات انبیاء کرام پر فضیلت دینا ہے ان اقوال سے بھی قائل پر توبہ تجدید ایمان و نکاح لازم وازروے طریقت بیعت بھی۔ واللہ اعلم بالصواب ۞

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ '' یا مدار الدنیا والآخرۃ'' یا مدار السمٰوات والارض'' مدار دو جہان اور ''مدار العالمین'' کے قائلین کون ہیں جو مفتی ازہری وامجدی کے فتووں کے شکار ہیں لہذا ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) حضرت مولانا مولوی شاہ ظہیر احمد قادری چشتی سہسوانی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

(الف) یامدار الذی لابدایۃ لذاتہ ولانہایۃ لملکہ یامدار الدنیا والآخرۃ''

(ب) ''یامدار السمٰوات والارض، (سیر المدار مطبوعہ نوالکشور ۱۹۰۰ء)

(ج) اے مدار دو جہاں کعبۂ ایماں مدد نونہال چمن شاہ شہیداں مدد ے

(سیر المدار ص ۸)

(د) جس وقت کہ (حضرت مدار پاک) قبہ انور پر پہونچے مرقد مقدس سے آواز آنے لگی السلام علیک یا بنی اھلاً وسھلاً ومرحبا۔ آپ نے مرقد پاک کو

بوسہ دیا اور مزار فائض الانوار کے پائیں سے آنکھیں ملیں اور سات مرتبہ طواف کر کے درود خوانی میں مشغول ہوئے اسی شب کو عالم روحانی میں حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یہ جوان تمہاری نسل سے سعید ازلی ہے اللہ تعالیٰ نے روز میثاق سے اس کو مقام صمدیت ومحبوبیت عطا فرما کر ''مدار العالمین'' کیا ہے۔ (ص ۴۱)

(۲) حضرت مولانا مولوی محمد ریاست علی قدوائی مجددی قادری تحریر کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الاولیاء سیدنا شیر خدا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا جو آپ کی خدمت میں موجود۔ یہ جوان صالح تمہاری اولاد سے ہے۔ یہ سعید ازلی ہے۔ اور مقبول بارگاہ ایزدی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے روز میثاق ہی سے اس کو مقام صمدیت اور محبوبیت عطا فرما کر ''مدار العالمین'' کیا ہے۔ (انیس الابرار فی حیات قطب المدار ۳۱)

(۳) حضرت مولانا ضیاء علی اشرفی چشتی قادری امروہوی بدایونی تحریر فرماتے ہیں۔

''سید بدیع الدین نام تھا۔ اور ابوتراب کنیت، قطب المدار کا بلند وبالا مقام باری تعالیٰ نے ودیعت فرمایا تھا۔ مدار العالمین کا خطاب بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا تھا۔ (مردان خدا۔ ص ۴۱۷۔ ۴۱۸)

ناظرین کرام! مخفی نہ رہے کہ کتاب ''مردان خدا'' کے بارہ میں ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم مصباحی (شعبۂ تقابل ادیان ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی) تحریر فرماتے ہیں۔

''ضیاء علی بدایونی کی گفتگو اور ماخذ کے طور پر استعمال کی ہوئی

Scanned with CamScanner

کتابوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو کچھ انہوں نے ''مردان خدا'' میں لکھا ہے وہ مستند حوالوں کی روشنی میں لکھا ہے۔ اگر مصنف ان حوالوں کی نشان دہی اپنی وقیع تصنیف میں فرمادیتے تو کتاب صرف مستند ہی نہ ہوتی بلکہ اس کی وقعت میں مزید چار چاند لگ جاتے۔

(ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف جون جولائی ۱۹۹۶ء)

(۴) سید العلماء ابوالحسنین حضرت علامہ مفتی سید آل مصطفیٰ مارہروی برکاتی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

''مارہرہ مطہرہ میں بفضلہٖ تعالیٰ مداری گدی صدیوں سے قائم ہے اور فقیر کے بزرگان کرام ہمیشہ سے اسکی خدمت کرتے چلے آئے ہیں میرے جد کریم حضور شیدائے ملت والدین سیدنا آل احمد اچھے میاں قدس سرہ العزیز نے اپنے عہد مبارک میں ''سرکار مدار العالمین'' کے نام نامی سے منسوب میلہ قائم کرایا جو ۹ جمادالاولیٰ کو برابر ہوتا ہے۔ (مکتوب قلمی سید العلماء تحریر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ دسمبر ۱۹۶۱ء

(۵) دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے مفتی حضرات علامہ مفی بدر عالم صاحب مصباحی برکاتی اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''حضرت مدار العالمین کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرنا

ناظرین حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ "مدار الدنیا والآخرۃ" "مدار السمٰوات والارض" مدار دو جہاں اور مدار العالمین'' کے قائلین میں حضرت مولانا ظہیر احمد قادری چشتی سہوانی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا محمد ریاست علیہ قدوائی مجددی قادری، حضرت مولانا

ضیاء علی اشرفی قادری بدایونی، سید العلماء حضرت علامہ مفتی ابوالحسنین سید آل مصطفےٰ مارہروی برکاتی علیہ الرحمۃ اور حضرت علامہ مفتی بدر عالم صاحب مصباحی برکاتی وغیرہم شامل ہیں جو مفتی ازہری وامجدی کے بنائے ہوئے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جب صورت حال یہی ہے تو پھر ''فیصلہ شرعیہ دربارہ، یہ ہی کیوں؟

اگر ''فیصلہ شرعیہ دبارۂ مداریہ'' کے مرتبین اپنے فتووں کو حق و صواب سمجھتے ہوئے ہٹ دھرم ہیں اور اپنے ان حرام فتوں سے رجوع نہیں کر رہے ہیں تو انصاف و دیانت داری سے کام لیتے ہوئے ''فیصلہ شرعیہ'' مذکورہ بالا حضرات کے بارہ میں بھی جاری کردیں۔

اور اگر یہ لوگ ایسا نہ کریں؟ (بلکہ دعویٰ ہے کہ ہرگز نہیں کریں گے) تو پھر آپ اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ نام نہاد ''فیصلہ شرعیہ'' فیصلہ شرعیہ ہرگز نہیں بلکہ فراڈ ہے۔ اہلسنت کے آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں گمراہ کرنا اور حضرات مداریہ کو بدنام کرنا ہے۔ اور سنی صحیح العقیدہ، سادہ لوح نیک طینت بزرگوں کے تقدس سے کھلواڑ کرنا کوئی معمولی جرم نہیں۔ اسی بھیانک جرم کی سزا ہے کہ معاندین نہ تو دین کے ہیں اور نہ دنیا کے تاوقتیکہ اپنی اس ناشائستہ حرکت سے توبہ ورجوع کر کے تجدید ایمان ونکاح وبیعت نہ کرلیں۔

مناظرۂ اجمیر کے ثالث کا فیصلہ

حضرات گرامی! کتاب ہذا میں ''اندھیرے اجالے'' عنوان کے تحت آپ ملاحظہ فرماچکے ہیں کہ ''فیصلہ شرعیہ دربارۂ مداریہ'' نامی زیر بحث فتووں کو بیت النور اجمیر شریف میں مفتی اختر رضا خاں ازہری نے بطور

Scanned with CamScanner

دلیل وسند کے مناظرہ کے فیصل غازی ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی میاں صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی کچھوچھوی کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ لیکن فیصل کی نگاہ میں ان فتووں کی کیا حیثیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ خود غازی ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی میاں صاحب قبلہ حضور سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار کو مدار العالمین کہہ کر یاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ ۵ دسمبر ۱۹۹۴ء ''عظمت آل رسول کانفرنس'' دربار اللہ ھو میاں پیلی بھیت شریف میں علماء ومشائخ کی موجودگی میں ہزاروں سامعین کے درمیان ''خطاب عام'' میں حضور مدار پاک کا ذکر ''مدار العالمین'' کہہ کر فرمایا۔ اسی طرح مشائخ ہند کانفرنس رامپور میں اپنی تقریر میں حضور سید قطب المدار کو مدار العالمین کہا۔ پھر ۳۱ مارچ ۱۹۹۶ء کو ''مدار العالمین کانفرنس'' بہیڑی شریف، ضلع بریلی شریف کے خطاب میں مدار العالمین'' کہا پھر ۱ راپریل ۱۹۹۶ء ٹھریا نجابت خان بریلی شریف کے جشن مدار العالمین میں حضور زندہ شاہ مدار کو ''مدار العالمین'' کہہ کر یاد فرمایا۔ علاوہ ازیں بمبئی وغیرہ کے متعدد اجلاس میں ''مدار العالمین'' کہہ کر حضور سید احمد مدار العالمین کا ذکر فرمایا۔ ان سبھی تقریروں کی کسیٹیں موجود ہیں۔

اس کے باوجود کہ ازہری وامجدی فتوے پیش نظر ہیں۔ ''حضرت ثالث'' خود مدار العالمین کہہ رہے ہیں تو پھر بتلایئے کہ کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ''فیصل'' ازہری وامجدی فتووں کو غلط سمجھتے ہوئے حضور زندہ شاہ مدار کو ''مدار العالمین'' کہنا جائز مانتے ہیں۔ اور جب ''فیصلہ شرعیہ'' کو غلط مانتے ہوئے مدار العالمین کے جواز کے قائل ہیں تو فیصلہ کس کے حق میں ہے۔ یہ فیصلہ خود قارئین کرلیں۔

قارئین کرام! زحمت کر کے مفتی ازہری کی یہ تحریر ایک بار پھر ملاحظہ فرمالیں کہ

''ہمارے نبی خاتم الانبیاء علیہ السلام والتحیۃ والثناء کے سوا کسی اور کو جس طرح ''رحمۃ للعالمین'' کہنا حرام۔ اسی طرح مدار الدنیا والآخرہ مدار العالمین کہنا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فیصلۂ شرعیہ)

مفتی صاحب کی اس تحریر سے صاف طور پر ثابت ہے کہ وہ حضور رحمۃ للعالمین خاتم الانبیاء علیہ السلام والتحیۃ والثناء کے سوا آپکے کامل ورثہ کو بھی رحمۃ للعالمین'' کہنا حرام بتاتے ہیں۔ اور مفتی صاحب کے فتوے سے کتنے جلیل القدر ولی مرتکب حرام قرار پاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

صوفی سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی کتاب ''مظہر جمال مصطفائی'' میں۔ حضرت شیخ زکریا ملتانی رضی اللہ عنہ کی منقبت بحضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں جس میں درج ذیل شعر بھی ہے۔

دستگیر بیکساں وچارہ بیچارگاں
شیخ عبدالقادر ست آں رحمۃ للعالمین

بیکسوں کے دستگیر اور بیچاروں کے چارہ گر شیخ عبدالقادر ہیں جو سارے عالمین کے لئے رحمت ہیں

(مظہر جمال مصطفائی ص ۹۶)

مولانا سید محمد مبارک العلوی الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''اس امر کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں کہ سید الاولیاء کون سا متبرک نسخہ ہے کیونکہ اہل عالم واقف ہیں کہ یہ صحیفۂ منیفہ اور نسخۂ شریفہ سراج

Scanned with CamScanner

العاشقین ''رحمۃ العالمین'' سلطان المشائخ خواجہ خواجگان سلطان نظام الدین اولیاء زریں نقذ بخش قدس اللہ سرہ کا وہ جامع ملفوظ مبارک ہے۔

(سید الاولیاء اردو ص ۵۸۷)

کاش مفتی ازہری و امجدی اور ان کے ہمنوا دوسروں پر نکتہ چینی کرنے سے قبل اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ لیتے تو جو خفت و ندامت انہیں ''فیصلہ شرعیہ'' لکھ کر اٹھانا پڑ رہی ہے اس سے محفوظ رہتے۔

یہ تو تھی مفتیان غیر محتاطین کو انہیں کے آئنہ میں انہیں کی صورت دکھانے کی بات۔ مگر جہاں تک حضرت قطب مدار کو مدار العالمین کہنے کا مسئلہ ہے تو قرآن کریم سے جواز ثابت ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

یبنی اسرائیل اذکرو نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین (سورۂ بقرہ پ۔۱)

اے بنی اسرائیل یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تم پر انعام کی اور یہ کہ میں نے تم کو عالمین پر فضیلت دی۔

کیا مفتی ازہری و امجدی اس آیت پر بھی اپنا یہی حکم لگا دیں گے کہ ''فضلتکم علی العالمین کہنے سے جملہ انبیاء پر فضیلت بنی اسرائیل لازم اور یہ کفر ہے؟ قارئین کرام! جب خود قرآن کریم بنی اسرائیل کو ''فضلتکم علی العالمین'' کہہ کر مخاطب کر رہا ہے تو خیر الامم کے وہ افراد جو العلماء ورثۃ الانبیاء" اور علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل" کے مصداق ہیں۔ جو سید الانبیاء والمرسلین حضور رحمۃ للعالمین کے نائب و وارث ہیں انہیں ''مدار العالمین'' ''قطب العالمین، غوث العالمین، مخدوم العالمین جیسے القاب سے ملقب کرنا۔ قرآن مجید کی اقتضا کے کب منافی ہوگا؟

اور یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ لقب ''مدار العالمین'' عقیدت و محبت میں مریدین کا دیا ہوا لقب نہیں! بلکہ قطب المدار کا ''مدار العالمین'' ہونا حدیث شریف کے مفہوم سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاتقوم الساعة حتى لا يقال فى الارض الله الله وفى رواية قال لاتقوم الساعة على احد يقول الله الله رواه مسلم

(مشكوٰة باب لا تقوم الساعة الاعلى شرار الناس)

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین پر اللہ اللہ کہنا بند نہ ہو جائیگا۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی اللہ کہنے والے کسی ایک شخص پر بھی۔

حدیث شریف کا ماحصل یہ ہے کہ جب تک دنیا میں اللہ اللہ کرنے والا ایک مومن بھی موجود ہے قیامت برپا نہ ہوگی۔ بات صاف ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے وجود کی برکت سے عالمین قائم ہیں۔ لہذا اس کی ذات حدیث شریف کی روشنی میں ''مدار العالمین'' یعنی اس کی ذات پر عالموں کا دار و مدار ہے کہ اگر دنیا میں یہ ذات نہ ہو تو تمام عالم فنا ہو جائیں گے۔ اور یہ بات بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک زمانہ میں ایک ''قطب المدار'' ہوتا ہے۔ جب ہر ایک زمانہ میں ایک قطب المدار ہوتا ہے تو قرب قیامت کا زمانہ بھی اس سے خالی نہیں۔ اور جب زمانہ ایسی ہستی سے خالی ہو جائیگا تو قیامت قائم ہو جائیگی۔ اور جب قیامت قائم ہوگی تو

Scanned with CamScanner

ایک عالم نہیں بلکہ تمام عالمین درہم برہم ہوجائیں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے زمین پر تین سو انسان (اولیاء) ہر زمانہ میں ہیں جن کے قلوب قلب آدم علیہ السلام کے مطابق ہیں۔ اور چالیس اشخاص ہیں۔ جن کے قلوب قلب موسیٰ علیہ السلام کے مطابق ہیں۔ اور سات لوگ ہیں جن کے قلوب قلب ابراہیم علیہ السلام کے مطابق ہیں۔ اور پانچ اولیاء ہیں جنکے قلوب قلب جبریل علیہ السلام کے مطابق ہیں۔ اور تین اولیاء ہیں جن کے قلوب قلب میکائیل علیہ السلام کے مطابق ہیں۔ اور ایک شخص (قطب مدار) ہے جس کا قلب قلب اسرافیل علیہ السلام کے مطابق ہے۔ جب ایک (قطب مدار) کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک کو کر دیتا ہے۔ اور تین کو پانچ سے پانچ کو سات سے سات کو چالیس میں سے اور چالیس کو تین سو میں سے اور تین سو کو عام مومنین سے پورا کر دیتا ہے۔ انہیں حضرات کی برکت سے اللہ تعالیٰ زندگی بخشتا ہے موت عطا فرماتا ہے۔ بارش نازل فرماتا ہے نباتات اگاتا ہے اور اس امت کی بلاؤں کو دور فرماتا ہے۔"

(زرقانی شرح مواہب لدنیہ)

حدیث شریف سے صاف ظاہر ہیکہ اللہ تعالیٰ ایک کی جگہ کو خالی نہیں رکھتا ہے بلکہ جب ایک یعنی قطب المدار کا انتقال ہوتا ہے تو اسکی جگہ تین سے اور تین کہ جگہ پانچ سے پانچ کی جگہ سات سے سات کی جگہ چالیس سے چالیس کی جگہ تین سو سے اور تین سو کی جگہ عام مومنین سے پوری کر دی جاتی ہے۔ لیکن قرب قیامت کا وہ دور جب گمراہی اپنے عروج پر ہوگی اور عام مومنین میں سے کوئی اس لائق نہیں رہیگا کہ اس کو تین سو اولیاء کرام کی جماعت میں شامل کیا جائے تو لامحالہ تین سو مین کی تعداد کم رہ جائیگی رفتہ رفتہ وہ وقت بھی آجائیگا کہ تین سو والی یہ جماعت ہی ختم ہوجائیگی اور جب تین سو اولیاء کرام والی یہ جماعت ہی نہیں رہ جائیگی تو چالیس اشخاص کی جماعت میں بھی نقصان واقع ہوگا رفتہ رفتہ چالیس کی یہ جماعت بھی ختم ہوجائیگی جب چالیس کی جماعت بھی ختم ہوجائیگی تو نتیجۃً سات پانچ تین اور ایک بچیں گے۔ پھر سات والی جماعت میں بھی کمی واقع ہونے لگے گی اور سات کی یہ جماعت بھی ختم ہوجائیگی پھر پانچ اور تین اور ایک پر دنیا کا دارومدار رہے گا۔ پھر اس مختصر سی جماعت پر زوال آئیگا تو پانچ کی تعداد بھی گھٹ جائیگی اور پھر رفتہ رفتہ یہ پانچ والی جماعت بھی ختم ہوجائیگی اور جب پانچ کی جماعت بھی ختم ہوجائیگی تو تین کی تعداد بھی گھٹنے لگے گی پھر نتیجۃً تین کی جماعت بھی ختم ہوجائیگی اور ایک شخص باقی رہیگا جو اپنے زمانہ کا قطب مدار ہے، انسان کامل اور خلیفۃ اللہ ہے۔ زمین پر اللہ اللہ کرنے والا ہے لہذا اس کے موجود رہتے ہوئے قیامت قائم نہیں ہوگی تو لازماً وہ مدار العالمین ہے۔ اور جب اس کا بھی انتقال ہوجائیگا تو قیامت برپا ہوجائیگی اور جب قیامت برپا ہوگی تو ایک عالم نہیں بلکہ سارے عالمین درہم برہم ہوجائیں گے۔ ثابت ہوا کہ قطب المدار اپنے زمانہ کا مدار العالمین ہوتا ہے۔ لہٰذا قطب المدار کو مدار العالمین کہنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔ اور اسے حرام و کفر بتانا اپنے ایمان کو برباد کرنا ہے لہٰذا مفتی ازہری وامجدی اور انکے مؤیدین پر توبہ تجدید ایمان ونکاح وبیعت لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

اسی ضمن میں بزرگوں کے کچھ ارشادات بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ اوپر مذکور ہوئی حدیثیں اوران کا مفہوم بالکل واضح ہوجائے۔ چنانچہ حضرت شیخ اسمٰعیل حقی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

''حدیث شریف : میں ہیکہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ زمین پر اللہ اللہ ہوتا رہے گا۔

نکتہ : حدیث شریف میں لفظ ''اللہ'' کو دوبارہ کہنے کا نکتہ شیخ صدرالدین قونوی قدس سرہ بیان فرماتے ہیں کہ ذکر صرف لسانی مطلوب نہیں بلکہ حقیقی مقصود ہے۔ ورنہ برزبان اللہ اللہ و دردل گاؤخر، کی تو بہتات ہوگی۔ اس سے ثابت ہوا کہ دنیا اولیاء اللہ کے دم سے قائم ہے کیونکہ حقیقی ذاکر وہی ہیں۔

اولیاء اللہ کے وجود سے دنیا قائم ہے

اس لئے کہ اللہ والے ہی اس اسم اعظم جو کہ جمیع کمالات اور جمیع صفات کا جامع ہے کو حقیقی طور پر یاد کرتے ہیں۔ اور اس اسم اعظم کو جو جانتا ہے تو سمجھو کہ وہ جمیع اسماء کو جانتا ہے اور اس کی معرفت حق بطور اتم واکمل حاصل اور یہ قاعدہ اپنے مقام پر ثابت ہے کہ معرفت رکھنے والا تمام مخلوق سے کامل ترین ہرزمانہ میں موجود ہوتا ہے۔ وہی اللہ کا خلیفہ اور وہی اس زمانہ کا ولی کامل ہوتا ہے۔

حدیث شریف : حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک دنیا میں انسان کامل ہوگا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوسکتی۔ اس میں اشارہ ہیکہ معنوی طور پر وہی عبد کامل دنیا کا ستون اور وہی دنیا کو قائم رکھنے والا ہے۔ یا یوں کہو کہ دنیا کا بقا صرف اس بندۂ خدا کی وجہ سے ہے۔ جب اس کا انتقال ہوجائیگا آسمان پھٹ جائیگا اور سورج بے نور ہوجائے گا اور ستارے گدلے ہوجائیں گے اور صحیفے لپیٹے جائیں گے اور پہاڑ چلائے جائیں گے اور زمین کو زلزلہ آجائیگا۔ پھر قیامت قائم ہوجائیگی۔ حضرت شیخ صدرالدین قونوی قدس سرہ کا یہ مضمون فکوک میں ہے۔

(تفسیر روح البیان اردو ترجمہ اویسی پ ۹ ص ۲۱۸)

اب مفتیان صاحبان بتائیں کہ حضرت شیخ صدرالدین قونوی رضی اللہ عنہ کی ذکر کردہ حدیث یعنی جب تک دنیا میں ''انسان کامل'' ہوگا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوسکتی'' کیا قطب المدار کے مدار العالمین ہونے کے ثبوت میں صریح نہیں ہے؟ اور جب اس حدیث سے قطب المدار کا مدار العالمین ہونا واضح طور پر ثابت ہے تو مذکورہ حدیثوں کا مفہوم بھی یہی ہے۔

غرضکہ قطب المدار کو مدار العالمین کہنے کا جواز قرآن کریم سے ثابت اور مدار العالمین ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ سردست علماء ربانین علیھم الرحمۃ والرضوان کے چند ارشادات اور ملاحظہ فرمالیں تاکہ افہام وتفہیم میں آسانی ہوجائے۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ یوم ترجف الارض والجبال کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

آرے ترا ایں قدر باید دانست کہ نوبت مجاہدا ایشاں وقتے خواہد رسید کہ اہل مجاہدہ وذکر در دنیا ہیچ کس باقی نخواہد ماند وراہ ولایت بکلی مسدود خواہد شد و خدمات غیبیہ مثل غوثیت وقطبیت وابدالیت واوتادیت معطل خواہند شد وقطب مدار برروے زمین نہ خواہد ماند وابدال واوتاد ہمہ مقبوض خواہند گشت زیرا کہ باوجود بقائے ایں گروہ دنیا را کہ جامع درمیان مجاہدہ ودوام ذکر و درمیان تنعم وعیش وآسائش است وہردو بازار درآں گرم است خراب کردند

Scanned with CamScanner

وجہے ندارد چوں یک بازار ویران شد خلو نشارۃ از احد المتقابلین لازم آمد لاجرم باحداث نشارۂ دیگر توجیہ ضرور خواہد افتاد وعلامت بند شدن راہ ولایت از دنیا وانقطاع مجاہدہ ودوام ذکر آنست کہ تخم ولایت کہ ایمان است در جہاں نماند باترتیب نشو ونما آں ممکن شود وایں علامت متحقق نہ خواہد شد مگر یوم ترجف الارض والجبال یعنی مگر روزے کہ بلرزد زمین وکوہہا بسبب موت قطب مدار واوتاد وابدال کہ ببرکت آنہا قیام واستقرار از عالم بود"

(تفسیر فتح العزیز سورۂ مزمل شریف)

ہاں اتنا البتہ تم کو معلوم کر لینا چاہیے کہ ان منکروں کی گرفتاری کا وقت اس وقت ہوگا جب دنیا میں اہل مجاہدہ اور اہل ذکر سے کوئی باقی نہ رہیگا اور راہ ولایت کی بالکل بند ہو جائیگی اور غیبیہ سب خدمتیں معطل اور بیکار ہو جاویں گی جیسے غوثیت اور قطبیت اور ابدالیت اور اوتادیت اور قطب مدار زمین سے مفقود ہو جاویگا اور ابدال اور اوتاد سب اٹھالئے جاوینگے اس واسطے کہ باوجود باقی رہنے ان لوگوں کے دنیا کو خراب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس واسطے کہ دنیا جامع ہے دوام ذکر اور مجاہدے میں اور عیش وعشرت اور آرام اور چین میں اور دونوں بازاریں اس کی گرم ہیں اگر ایک بازار خراب ہو جائے تو احد المتقابلین سے اس عالم کا خالی ہونا لازم آتا ہے۔ اسی واسطے دوسرے عالم کے پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہونا ضرور پڑے گا اور دنیا سے راہ ولایت کی مسدود ہو جائیگی اور دوام ذکر اور مجاہدہ کے منقطع ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ ولایت کا بیج جسکا نام ایمان ہے جہاں میں نہ رہیگا۔ پھر جب ایسا ہوگا تو ولایت کے وجود کا احتمال بھی باقی نہ رہیگا اور یہ علامت پائی نہ جائیگی مگر یوم ترجف الارض والجبال جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ

قطب مدار اور اوتاد اور ابدال کی موت کے سبب سے جنکی برکت کے سبب سے عالم کا قیام اور ثبوت تھا"

حضرت سید محمد بن جعفر مکی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

مراتب شاہدان لایزلی را گوش دار کہ شیخ داؤد قیصری قدس روحہ در بعض کتب آوردہ است کہ قطب عالم در ہر زمانہ وعصر یکے باشد ووجود جمیع موجودات از اہل دنیا وآخرت یعنی سفلی وعلوی بوجود قطب عالم قائم باشد و قطب عالم را فیض از حق تعالیٰ بے واسطہ باشد وقطب عالم را قطب مدار نیز گویند یعنی مدار موجودات سفلی وعلوی از برکت وجود است۔

(بحر المعانی شریف ص ۸۳)

شاہدان لایزالی کے مراتب غور سے سن کہ شیخ داؤد قیصری قدس روحہ نے بعض کتابوں میں ذکر فرمایا ہے کہ قطب عالم ہر ایک زمانہ میں ایک ہوتا ہے۔ اور اہل دنیا وآخرت یعنی عالم سفلی علوی کے تمام موجودات کا وجود قطب عالم کے وجود سے قائم ہے اور قطب عالم کو فیض براہ راست حق تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے اور قطب عالم کو قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ یعنی عالم سفلی و علوی کے تمام موجودات کا وجود قطب عالم کے وجود کی برکت سے ہے۔"

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ

جعلنا اللہ تعالیٰ معینا للقطب المدار من اولیاء اللہ تعالیٰ الذی جعلہ اللہ تعالیٰ مدار اللعالم وجعل بقاء العالم ببرکت وجودہ وافاضتہ"

(الحدیقۃ الندیہ فی شرح الطریقۃ النقشبندیہ ص ۲۷ مطبوعہ ترکی)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور الیاس علیہ السلام کو قطب المدار کا معین

Scanned with CamScanner

بنایا جو اللہ تعالیٰ کا ایسا ولی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے عالم کیلئے مدار بنایا اور عالم کی بقا اس کے وجود اور اس کے فیض کی برکت سے رکھی۔"

حضور سیدنا غوث العالم مخدوم سمنانی میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں۔

"ششم طبقہ یکتن است کہ او را غوث وقطب گویند کہ عالم ببرکت وجود او برقرار است۔ چوں وے ازیں عالم برود دیگرے بجائے او نشیند وہیچ مخلوقات وصحرا احجاب بایشاں نباشد اگر در مغرب باشد اہل مشرق رابیند واگر در مشرق باشد اہل مغرب رابیند وسخن ایشاں بشنوند"

(لطائف اشرفی لطیفہ چہارم ص ۱۱۹)

چھٹا طبقہ ایک شخص ہے کہ اس کو غوث وقطب کہتے ہیں کہ عالم اس کے وجود کی برکت سے برقرار ہے۔ جب وہ اس عالم سے چلا جاتا ہے اس کی جگہ پر دوسرا مقرر ہوتا ہے اور کوئی مخلوق اور صحرا اس سے پوشیدہ نہیں رہتا اگر وہ مغرب میں ہوتا ہے اہل مشرق کو دیکھتا ہے اگر مشرق میں ہوتا ہے اہل مغرب کو دیکھتا ہے اور ان کی بات سنتا ہے۔"

حضرت مخدوم سمنانی ایک جگہ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

اما قطب الاقطاب در تمام عالم ذات واحد بود و چند الفاظ مترادف بر اسامی متبرکہ ایشاں اطلاق کردہ اند مثل قطب المدار و غوث الاعظم و انسان کامل و قطب الاقطاب و ایشاں قطب الاعلیٰ و مظہر کلی و جہانگیر و لیکن عند اللہ اسم شریف غوث عبد اللہ است کہ یگانۂ روزگار و فرید الاعصار بود حق تعالیٰ ذات یگانۂ او را مظہر کلی اسرار و منظر انظار خود کردہ از عالم در ہر زمانہ بر قلب ابراہیم قیل علی قلب اسرافیل قیام وجود عنصری و صورت پیکری باوست"

(لطائف اشرفی ص ۹۶)

"قطب الاقطاب تمام عالم میں ذات واحد ہوتی ہے اور چند الفاظ مترادف اس کے اسماء متبرکہ ہیں جیسے قطب المدار غوث الاعظم، انسان کامل، قطب الاقطاب، قطب الاعلیٰ، مظہر کلی، جہانگیر لیکن عند اللہ غوث کا اسم شریف عبد اللہ ہے کہ زمانہ بھر میں یگانہ و یکتا ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کی ذات یگانہ کو اسرار کلی کا مظہر اور اپنے انظار کا منظر بنایا۔ وجود عنصری اور صورت پیکری کا قیام اس کی ذات سے ہے۔

مذکورہ بالا تمام ارشادات سے واضح ہوا کہ قطب المدار پر عالمین کا انحصار ہے اگر قطب المدار دنیا میں موجود ہے تو عالم قائم ہیں اور اگر قطب المدار موجود نہ ہو تو عالم باقی نہ رہیں قیامت برپا ہو جائے اور جب قیامت برپا ہو جائیگی تو کوئی ایک عالم نہیں بلکہ سارے عالمین درہم برہم ہو جائیں گے۔ لہٰذا قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور ارشادات علماء ربانیین سے جہاں قطب المدار کو "مدار العالمین" کہنے کا جواز ثابت ہوا۔ وہیں احادیث کریمہ و ارشادات عالیہ سے "قطب المدار" کا مدار العالمین" ہونا آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہوا ساتھ ہی مفتی ازہری و امجدی کے فتووں کا باطل ہونا بھی اظہر من الشمس ہوا۔

یہ گفتگو تو "مدار العالمین" کے اس معنی پر تھی کہ "جس کی ذات پر عالمین کا قیام و انحصار ہو۔ لیکن "مدار العالمین" کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ عالمین پر تصرف رکھنے والا غالباً اسی معنی کے اعتبار سے مفتی ازہری و امجدی کو جملہ انبیاء پر فضیلت مدار لازم آنے کا وہم ہوا اور توبہ و تجدید ایمان و نکاح و بیعت کا حکم نافذ کر دیا۔ ان کے اس واہمہ کا جواب ابتداء ہی تحریر کر چکا ہوں

Scanned with CamScanner

یعنی "یبنی اسرائیل اذکرو انعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین" ۔ اگر مفتیان مذکور اس آیت کی روشنی میں بنی اسرائیل کی فضیلت جملہ انبیاء پر مانتے ہیں تب تو ان کی تفہیم کے مطابق ''مدار العالمین'' پر ان کا اعتراض درست ہے اور اگر وہ اس آیت میں ''العالمین'' سے بعض عالم مراد لیتے ہیں تو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ یہ مفتی شریعت مطہرہ کے اصول وضوابط کو پس پشت ڈال کر عوام اہلسنت کی آنکھوں میں دھول جھونک کر حضرات مداریہ زادھم اللہ شرفاً وتعظیماً کو بلا وجہ شرعیہ متہم بالفسق والکفر کر کے اپنے ہی دین ایمان سے کھلواڑ کر بیٹھے ہیں۔ بہر حال کون کیا مانتا ہے؟ یہ وہ جانے ہاں ہم یہ مانتے ہیں کہ قرآن مجید ہماری ایمانی کتاب ہے اور ہمارے تمام مسائل کا حل اس میں موجود ہے۔ اس لئے ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ''فضلتکم علی العالمین'' کی تفسیر "عالمی زمانھم" سے کی گئی ہے۔ (تفسیر بیضاوی) یعنی ''ان کے زمانہ کے عالمین'' اور تفسیر مدارک میں ہے "علی الجم الغفیر من الناس یقال رأیت عالما من الناس والمراد الکثرة" (یعنی بنی اسرائیل کو لوگوں کے جم غفیر پر فضیل دی۔ کہا جاتا ہے میں نے لوگوں کا ایک عالم دیکھا اور اس سے مراد کثرت ہوتی ہے۔) ثابت ہوا کہ ''العالمین'' کہہ کر ''کل عالمین'' مراد ہونا ضروری نہیں بلکہ بعض عالمین بھی مراد ہو سکتے ہیں یعنی جہاں جیسا قرینہ وہاں ویسا معنیٰ اور ''قطب المدار'' کو مدار العالمین کہنے میں یہ قرینہ بدرجۂ اتم موجود ہے کہ قطب المدار خواہ ولایت کی حد کمال کو پہنچ جائے بہر حال وہ ولی ہے اور انبیاء سے افضل نہیں ہو سکتا بلکہ ہر حال میں نبی کا تابع وطفیلی ہے۔ اور اصل ومتبوع پر تابع وطفیلی کی فضیلت کا

وہم کرنا کسی عالم ومفتی کا کام تو کیا کسی ہوشمند غیر عالم کا کام بھی نہیں ہو سکتا۔

بہر حال اب آپ وہ ارشادات ملاحظہ فرمائیں جن سے ثابت ہے کہ ''قطب المدار'' کو عالمین پر تصرفات واختیارات حاصل ہیں۔

حضرت مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اقطاب کے سولہ عالم ہیں۔ اور ہر عالم ان میں سے اتنا بڑا ہے کہ جو اس عالم کے دنیاء وآخرت دونوں کو محیط ہے مگر اس امر کو سوائے قطب کے اور کوئی نہیں جانتا۔''

(الدار المنظم فی مناقب غوث الاعظم ص ۵۸)

مخفی نہ رہے کہ ''عالمین'' جمع ہے عالم کی تین اور اس سے زیادہ عالموں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور مذکورہ تحریر میں ''سولہ عالم'' کی صراحت موجود ہے۔ لہذا جو سولہ عالموں پر متصرف ہو وہ ''قطب العالمین'' کیوں نہیں ہوا؟

یہ حقیقت بھی روز روشن سے زیادہ واضح ہے کہ قطب المدار ''قطب الاقطاب'' ہوتا ہے یعنی قطبوں کا قطب، اقطاب قطب المدار کے تابع ومحکوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا سید محمد بن میر جعفر مکی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

''مراتب اقطاب آنست کہ ایشاں اگر بخواہند ولی را از ولایت معزول کنند وبجائے اور دیگرے را نصب کنند ومرتبہ قطب المدار یعنی قطب عالم آنست کہ او اگر بخواہد اقطاب را از مقام قطبیت معزول کند واللہ تعالیٰ فرشتہ را کار فرمودہ باشد بگفت قطب مدار ازاں کار فرشتہ را معزول کند وگفت قطب مدار حضرت جلت قدرتہ احکام لوح محفوظ را نیز محو گرداند وزندہ کردن موتی

Scanned with CamScanner

وانتقالات عرش وکرسی ایں جمیع تصرفات مرقطب مدار راباشد (بحرالمعانی)

ترجمہ : اقطاب کے اختیارات یہ ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو ولی کو ولایت سے معزول کر دیں۔ اور اس کی جگہ پر کسی دوسرے کو مقرر کر دیں۔ اور قطب المدار یعنی قطب عالم کا اختیار یہ ہے کہ اگر وہ چاہے تو اقطاب کو مقام قطبیت سے معزول کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو کسی کام پر مامور کیا ہو تو قطب مدار فرشتہ کو اس کام سے معزول کر سکتا ہے اور فرمایا کہ قطب مدار لوح محفوظ کے احکام کو بھی محو کر سکتا ہے۔ اور مردوں کو زندہ کرنا اور عرش و کرسی کو منتقل کر دینا یہ سب تصرفات قطب مدار کے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ

''قطب عالم یعنی قطب مدار متصرف بر جمیع اقالیم و بر جمیع اقطاب باشد واز عرش تا ثری متصرف بود (بحرالمعانی ص ۹۲)

قطب عالم یعنی قطب مدار تمام اقلیموں اور سارے اقطاب پر متصرف ہوتا ہے اور عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں۔

''مقام جبروت یعنی مقام جبر وکسر خلائق مقام قطب مدار است یعنی قطب مدار کہ او متصرف است از عرش تا ثری و جبر وکسر در شش جہت کند و قطب عالم یعنی قطب مدار را فیض از عرش مجید است کہ تعلق بعزلیت ونصبیت دارد'' (بحرالمعانی ص ۹۳)

''مخلوق کے جبر وکسر کا مقام مقام قطب مدار ہے یعنی قطب مدار جو عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے چھ جہتوں میں جبر وکسر کرتا ہے

اور قطب مدار جس کا فیض عرش مجید سے وارد ہوتا ہے وہ عزل ونصب سے تعلق رکھتا ہے۔''

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''اوتاد کیلئے سزاوار ہے کہ وہ رات بھر میں سارے جہان کا گشت مکمل کرے اور اگر کوئی جگہ ایسی رہ جائے جہاں ان کی نظر نہ پہونچے تو دوسرے دن اس مقام میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے غوث و قطب کیطرف متوجہ ہوتے ہیں تاکہ وہ اپنی قوت اس طرف مبذول فرمائے اللہ تعالیٰ اس غوث وقطب کی برکت سے جہاں کے اس خلل کو دور فرمادیتا ہے۔ (کشف المحجوب اردو ص ۳۰۷)

حکیم الامت حضرت علامہ الحاج مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں تشریعی ولی اور تکوینی ولی۔ تکوینی ولی جو دنیا کے انتظام کرتے ہیں یہاں کے سیاہ وسفید کے مالک ہوتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج۸ ص ۵۸۴)

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب برکاتی مارہروی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

''ہر زمانہ میں ایک غوث ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے تمامی اولیاء کرام کا سرتاج وسردار ہوتا ہے اور اس کے زمانہ کا کوئی ولی اس کا مرتبہ نہیں پاسکتا۔ اسی کو قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ تمام عالم کے کاروبار کا اسی پر دارو مدار ہوتا ہے اور تمام نظم ونسق اسی کے ہاتھوں نافذ ہوتا اور نفاذ پاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(شریعت وطریقت ص ۱۱۴۔۱۱۵)

رئیس المکاشفین حضرت شیخ اکبر ابن العربی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ومنهم رضى الله عنهم رجل واحد قد تكون امرأت فى كل زمان آية وهو القاهر فوق عباده له الاستطالة على كل شى سواء الله۔

"اولیاء اللہ میں سے ہر زمانہ میں ایک ولی ایسا ہوتا ہے جو سوائے حق تعالیٰ کے ہر چیز پر غالب ومتصرف رہتا ہے۔

حضرت مولانا غلام علی نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں۔

روزے در مجلس شریف مذکور اقطاب آمد حضرت ایشاں فرمودند کہ حق تعالیٰ اجرائے کارخانہ ہستی وتوابع ہستی قطب مدار را عطا می فرماید و ہدایت و ارشاد و راہنمائی گمراہاں بدست قطب ارشاد می سپارد بعد ازاں فرمودند حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند وشان عظیم دارند ایشاں دعائے کردہ بودند الٰہی مرا گرسنگی نشود ولباس من کہنہ نہ گردد ہمچناں شد کہ بعد ازیں دعا بقیہ در تمام عمر طعامے نخورد ولباس ایشاں کہنہ نگشت ہموں یک لباس تا بہ ممات کفایت کرد" (در المعارف ص ۱۴۷۔۱۴۸)

ایک دن مجلس شریف میں اقطاب کا ذکر آیا حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کارخانہ ہستی وتوابع ہستی کا جاری کرنا قطب مدار کو عطا فرمایا ہے اور گمراہوں کی رہنمائی اور ہدایت وارشاد قطب ارشاد کو سپرد فرماتا ہے اس کے بعد فرمایا حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار تھے شان عظیم رکھتے تھے۔ انہوں نے دعا فرمائی تھی کہ الٰہی مجھے بھوک نہ رہے اور میرا لباس

پرانا نہ ہو۔ ایسا ہی ہوا کہ اس دعا کے بعد بقیہ تمام عمر کوئی کھانا نہیں کھایا اور ان کا لباس پرانا نہ ہوا وہی ایک لباس آخری وقت تک کافی رہا۔

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ النورانی تحریر فرماتے ہیں۔

"کامل انسان کا معاملہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ بحکم خلافت اس کو تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں۔ اور تمام مخلوق کا وجود اور بقاء اور تمام کمالات ظاہری وباطنی کے فیوض اس کے واسطے سے پہنچاتے ہیں۔ اگر فرشتہ ہے تو اسی سے متصل ہے اگر انسان وجن ہیں تو اسی کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔ اور حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اسی کی جانب ہے اور تمام اسی کو دیکھنے والے ہیں۔" (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب ۴)

یہ تو چند ارشادات مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ہیں۔ ورنہ ایسے اقوال جمع کئے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے۔ ان سب حقائق کے باوجود بھی اگر کوئی علم وشعور کی دولت سے محروم ہے تو اس میں کسی اور کا کیا قصور؟

مذکورہ بالا ارشادات سے قطب المدار کا "مدار العالمین" ہونا ظاہر وباہر ہے۔ جس کا انکار کوئی کور چشم ہی کرسکتا ہے۔

کہاوت مشہور ہے خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔ اس کی ایک مثال مفتی شریف الحق امجدی بھی ہیں موصوف کا فتوی عبارت ۸ میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ انہوں نے "مدار اللہ" کے دو معنی تحریر کئے ہیں ایک معنی لغوی اور ایک معنی عرفی۔ "معنی عرفی" کے تحت انہوں نے تحریر کیا ہے کہ

Scanned with CamScanner

''دوسرے یہ کہ ''مدار'' سے مراد لیا جائے حضرت مدار کا لقب معنی عرفی معنی یہ مراد لئے جائیں۔ اللہ کے محبوب مدار یہ درست ہے واللہ تعالیٰ اعلم (فیصلہ ص ۲۵)

مگر کتنی مضحکہ خیز ہے یہ بات کہ ''مدار العالمین'' پر فیصلہ شرعیہ جاری کرتے ہوئے ان کی عقل میں یہ معنی نہیں آیا۔ اور حضرت مدار کو انبیاء کرام کا مدار ماننا انہوں نے کفر قرار دیدیا چنانچہ عبارت نمبر ۱ میں ''مدار الدنیا والآخرہ'' کے تحت تحریر کرتے ہیں۔

''یا مدار الدنیا والآخرۃ کہنا بھی بظاہر کفر ہے کہ یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ قائل حضرت مدار کو انبیاء کرام کا بھی مدار مان رہا ہے یہ بلا شبہ کفر ہے۔ (فیصلہ ص ۲۲)

پھر نمبر ۷ میں لکھتے ہیں۔

''مدار دو جہاں'' کہنے کا وہی حکم ہے جو ''مدار الدنیا والآخرہ'' اور ''مدار العالمین کہنے کا ہے واللہ تعالیٰ اعلم'' (فیصلہ شرعیہ ص ۲۴)

کیا کوئی دریافت کر سکتا ہے مفتی امجدی اور ان کے مؤیدین سے کہ جب ''مدار اللہ'' اپنے معنی عرفی یعنی ''اللہ کے محبوب مدار کے اعتبار سے درست ہے تو پھر مدار العالمین کیونکر کفر ہوا؟ اور اگر اپنے معنی عرفی کے اعتبار سے ''مدار اللہ'' کہنا درست ہے تو اسی معنی کے اعتبار سے حضرت مدار پاک کو انبیاء کرام کا ''مدار'' ماننا کیسے کفر ہو گیا؟ کیا جو ''مدار اللہ'' ہے وہ ''مدار الانبیاء'' نہیں ہوا؟

''مدار'' اصطلاح صوفیہ میں ایک مخصوص ولی کا نام ہے یعنی مدار ولایت میں سے ایک درجہ کا نام ''مدار'' ہے تو اصطلاح کے مطابق ''مدار

اللہ'' کا معنی جس طرح ''ولی اللہ'' ہوا ٹھیک اسی طرح ''مدار العالمین'' کا معنی ولی العالمین ہوا۔ اور بلا شبہ جو ''ولی اللہ ہے وہ ولی الانبیاء بھی ہے۔ لہذا قائل اگر حضرت مدار پاک کو انبیاء کرام کا مدار مان رہا ہے تو یہ حق وصواب ہے جرم وخطا نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جو شخص ''مدار الانبیاء'' نہ ہو وہ اصطلاح صوفیہ کا ''مدار'' ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ جو شخص اللہ کا مدار یعنی اللہ کا ولی ہے وہ انبیاء علیہم السلام کا بھی مدار ہے اور اگر انبیاء علیہم السلام کا مدار نہ ہو تو وہ اللہ کا ولی بھی نہیں ہو سکتا اور جب اللہ کا ولی نہ ہو تو اصطلاح صوفیہ کرام کا ''مدار'' کیسے ہو سکتا ہے۔ الغرض اس معنی کی روشنی میں جو اللہ کا مدار ہے وہ مدار الانبیاء ہے، اور مدار العالمین، بھی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اذا احب عبداً دعا جبرئيل فقال انی اُحِبُّ فلاناً فاحبه قال فيحبه جبرئيل ثم ينادی فی السمآءِ فيقول ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحبه اهل السمآء ثم يوضع لـه القبول فی الارض الخ رواه مسلم (مشكوة)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں کو محبوب رکھتا ہوں تو تو بھی اس سے محبت کر حضور نے فرمایا پس جبرئیل اس کو محبوب بنا لیتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو محبوب

Scanned with CamScanner

رکھتا ہے تو تم سب اس سے محبت کرو پس آسمان والے اس کو محبوب بنا لیتے ہیں۔ پھر زمین والوں میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے۔

مفتی ازہری وامجدی اور ان کے مؤیدین کو اب تو سمجھ ہی لینا چاہیئے کہ حضور سید بدیع الدین احمد قطب المدار کا مدار العالمین ہونا رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علماء ربانیین کے واضح ارشادات کی روشنی میں ثابت ہے لہذا کسی کو یہ جراأت ومجال نہیں ہونا چاہیے کہ وہ حضور سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کو ''مدار العالمین'' کہنا حرام وکفر قرار دے سکے؟ اور اگر کوئی جری وبے باک ایسا کہہ بھی دے تو کیا وہ اپنے ایمان کو محفوظ رکھ سکے گا؟ کیا وہ سنی صحیح العقیدہ کہلانے کا حقدار بھی رہیگا؟

تعصب وتنگ نظری کے اندھیرے میں علم وشعور کس طرح بے نور ہو جاتے ہیں اس کا اندازہ لگانے کیلئے مفتی صاحب کا یہ قول کافی ہے

''یہ مستلزم ہے اس بات کو کہ قائل حضرت مدار کو انبیاء کرام کا بھی مدار مان رہا ہے یہ بلا شبہ کفر ہے۔

مدار پاک کو حضرات انبیاء کرام کا مدار ماننے ہی کیلئے نہیں بلکہ انبیاء کرام کا مدار ہونے کے لئے ایک موٹی سی مثال موجود ہے کوئی سمجھدار ہوتا تو اسی سے سمجھ لیتا کہ انبیاء کرام کا مدار ماننے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اہل علم اچھی طرح واقف ہیں کہ ''مدار'' یا قطب المدار جو ولایت کا ایک منصب ہے اور ولایت کا ایک مقام ہے تو بہر حال نبوت سے اوپر نہیں بلکہ نیچے ہے۔ اور نچلے درجہ کا عہدیدار اوپر کے درجہ والوں کیلئے کیسے عہدیدار ہو سکتا ہے اس کو یوں سمجھئے کہ ہمارے ملک میں سب سے بڑا عہدیدار صدر جمہوریہ (راشٹر پتی) ہے۔ اور اس سے کم درجہ وزیر اعظم (پردھان منتری) کا ہے

اور وزیر اعظم پورے ملک کے انتظامات پر اختیارات وتصرفات رکھتا ہے۔ حالانکہ صدر جمہوریہ اس کے تصرفات واختیارات سے باہر ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ وزیر اعظم نچلے درجہ کے وزراء، ممبران اور عوام کا وزیر اعظم ہے؟ یا صدر جمہوریہ کا وزیر اعظم بھی ہے؟ اگر صدر جمہوریہ کا وزیر اعظم نہیں ہے تو کیا صدر جمہوریہ کی نظر میں عوام کے برابر ہے؟ یا کس منصب کا ہے؟ وزیر اعظم کو چھوڑیئے۔ وزیر اعظم کے نیچے بھی کچھ وزراء ہوتے ہیں تو کیا یہ وزراء اپنے ممبران اور عوام کے ہی وزراء ہوتے ہیں؟ یا صدر جمہوریہ کے بھی؟ اگر صدر جمہوریہ کے وزیر نہیں ہوتے ہیں تو یہ عہدیداران صدر جمہوریہ کے کون ہیں؟ اگر یہ صدر جمہوریہ کے وزیر نہیں ہیں تو کیا صدر جمہوریہ کیلئے یہ عوام کے برابر ہیں؟ یا عام ممبران کے برابر؟

ان مرکزی وزیروں کی بات چھوڑیئے کیونکہ یہ تو پورے ملک میں اپنے اپنے محکمات پر اختیارات وتصرفات رکھتے ہیں۔ بات کیجئے صرف ایک صوبہ کے وزیر کی جس کو وزیر اعلیٰ (مکھیہ منتری) کہتے ہیں۔ یہ وزیر اعلیٰ اپنے حلقہ کے تمام ممبران اور وزراء کا سردار ہوتا ہے اس کے تابع بہت سے وزیر، ممبران اسمبلی اور صوبہ کے عوام وخواص ہوتے ہیں صوبائی انتظامات پر اس کو تصرفات واختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا منصب نہ صرف صدر جمہوریہ سے نیچے ہوتا ہے بلکہ وزیر اعظم کے منصب سے بھی اور مرکزی وزراء سے بھی۔ بلکہ صوبائی گورنر سے بھی لہذا اب بتایئے کہ وزیر اعلیٰ صرف اپنے صوبہ کے وزراء، ممبران اسمبلی اور خواص وعوام کا وزیر اعلیٰ ہے؟ یا وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ کا بھی وزیر اعلیٰ ہے؟ اگر صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم کے نزدیک اس کی حیثیت وزیر اعلیٰ کی حیثیت نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟

بلا تشبیہ جس طرح ایک وزیر اعظم جہاں اپنے ملک کے اپنے ماتحت عوام وخواص کا وزیر اعظم ہے۔ وہیں وہ صدر جمہوریہ کا وزیر اعظم بھی ہے (اگر چہ صدر جمہوریہ پر اس کے اختیارات نہ ہوں) اور اس میں صدر جمہوریہ کی توہین نہیں۔ اور جس طرح صرف ایک صوبہ کا وزیر اعلیٰ جہاں اپنے صوبہ کے اپنے ماتحت عوام وخواص کا وزیر اعلیٰ ہے وہیں پورے ملک پر اختیارات وتصرفات رکھنے والے وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ کا بھی وزیر اعلیٰ ہے (اگر چہ ان دونوں پر اس کے کچھ اختیارات نہیں) لیکن اس میں وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ کی کوئی توہین نہیں۔ اسی طرح مدارج ولایت میں سے ہر ایک درجہ کا ولی جہاں اپنے ماتحت اولیاء وعوام کیلئے اپنے منصب کا ولی ہے وہیں وہ اللہ کے نزدیک، انبیاء کرام کے نزدیک اپنے منصب سے کم کا ولی نہیں۔ اس میں اور اس سے نیچے درجہ کے اولیاء میں بہر حال فرق ہے۔ اللہ کے نزدیک بھی اور انبیاء کے نزدیک بھی۔ لہذا مدار جہاں اپنے ماتحت نجباء ونقباء، ابدال واوتاد، اغواث واقطاب کا مدار ہے۔ وہیں وہ انبیاء ومرسلین کا مدار بھی ہے۔ اللہ کا مدار بھی (اگر چہ انبیاء، مرسلین پر اور اللہ پر اس کا کوئی تصرف واختیار نہیں) لیکن اس کا منصب اللہ کے نزدیک، انبیاء کرام کے نزدیک "مدار" ہے اور وہ اپنے منصب سے نیچے درجہ کے اولیاء کرام سے معزز وممتاز ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں بھی اور انبیاء کرام کی بارگاہ میں بھی اور اس فرق کا سبب کچھ اور نہیں بلکہ اس کا سبب اس کا "مدار" ہونا اور دوسروں کا "مدار نہ ہونا ہے۔ بات واضح ہوئی کہ جو مدار ہے وہ سب کا مدار ہے۔ عوام وخواص کا مدار بھی اولیاء وانبیاء وملائکہ کا مدار بھی اور اللہ کا مدار بھی یہ اور بات کہ اس کے تصرفات واختیارت اپنے ماتحت اقطاب واغواث ونجباء ونقباء و

اوتاد وابدال وابرار واخیار وعوام وخواص پر ہوتے ہیں اور اوپر والوں پر نہیں ہوتے۔ مگر اوپر والوں کی نگاہ میں وہ دوسرے لوگوں سے اپنے منصب کی وجہ سے معزز وممتاز ضرور ہوتا ہے۔ لہذا حضرت قطب المدار کو مدار الدنیا والآخرہ، مدار السموات والارض، مدار العالمین، مدار الانبیاء، اور مدار اللہ ماننے میں شرعاً کوئی قباحت ہے ہی نہیں اس لئے مفتی ازہری وامجدی اور ان کے مؤیدین کو اپنے فتووں سے توبہ ورجوع لازم۔

طباعت : **حافظ گرافکس**

۳۹ آدم صدیق چال بڑی مسجد کے پیچھے مدنپورہ ممبئی ۸

فون : ۳۲۹۷۸۴۸۷ / ۹۲۲۳۲۵۵۱۵۷

Scanned with CamScanner